# نہج البلاغہ

حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کا یہ گراں قدر مجموعہ جسے علامہ رضی علیہ الرحمہ کی کاوشوں نے تالیف کا پیراہن پہنایا ہے، نہ صرف عربی ادب کا خزانۂ عامرہ، قرشی فصاحت و بلاغت کا لازوال معجزہ اور علم معانی و بیان کی بہترین خوبیوں کا لطیف و شفاف سرچشمہ ہے بلکہ اس کی گود میں وہ سب کچھ موجود ہے جو دنیا کی تمام حکمت و فلسفہ تدبیر منزل و سیاست مدن معاشیات و اقتصادیات جیسے اہم موضوعات کو اپنا سرنامۂ بحث قرار دینے والی بسیط کتابوں میں مجموعی طور پر بھی موجود نہیں۔

یونان کی سرزمین پر نشو و نما پانے والے فلسفہ نے اپنے افادیات کی ہمہ گیری اور اپنے حقائق کائنات کا کھوج لگانے والے مشہور فلسفیوں کی حکیمانہ موشگافیوں سے ثقافتی ارتقا کا جو سنگِ بنیاد رکھا، اس سے نہ کسی کو انکار ہے نہ ہو سکتا ہے، بلاشبہ افلاطون و سقراط نے انسانی تفکر و ادراک کی ضیافت کے لئے جو کچھ کیا ہے اُسنے علمی حیثیت سے رہتی دنیا تک کے لئے اُن کو اُس زندگی کا مالک بنا دیا جسے زمانہ کے انقلابات و تغیرات کی تیز سے تیز ہوائیں بھی فنا کرنے پر قادر نہیں، اُن کی تحقیقات حکمت کے وہ روشن منارے ہیں جن سے تحقیق کی وادیوں میں بھٹکنے والے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، سحبان کی بلاغت عربی تاریخ کا ایک ناقابلِ انکار ذخیرہ ہے، اسمائے ادب کی آرائش اور اسکی زلفوں کے سنوارنے میں عرب کی اس مشہور زمانہ شخصیت کی کارگزاریاں وہ حیثیت اختیار کر چکی ہیں جہاں کسی بہترین مذاقِ ادب رکھنے والے کے لئے جب بھی تمثیل کی منزل درپیش ہوتی ہے تو اس موقع پر خیال کا اس کی جانب متوجہ نہ ہونا ناممکن سی بات ہو جاتی ہے عمرابن کلثوم، زہیر نابغہ اور امرأ القیس جیسے شعرا کی نازک خیالیاں اور جادو بیانیاں اُن کی دماغوں پر اثرانداز ہونے والی بہترین تخیلیں اور واقعات کو دل و دماغ پر چھا جانے والی محاکات کے طاقت سے سج دینے والی صلاحیتیں یہ بھی مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کے اشعار کی طاقتیں وہ تھیں جن کے سامنے

CS CamScanner

نیزوں کی شرارہ خیزانیاں، تلواروں کی چمکتی ہوئی تیز دھاریں، تیروں کی سنگ خارا کے دل میں پیوست ہو جانے والی نوکیں بھی اپنی شکست کا اعتراف کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ لیکن یہ میرا دعویٰ ہی نہیں بلکہ ایک واضح حقیقت ہے کہ عرب کے سرمایۂ ناز و افتخار ادیب خواہ انھوں نے جاہلیت کے آغوش میں پرورش پائی ہو یا اسلام کے افقِ فاران سے طالع ہونے والے آفتاب کی نور پاش کرنوں سے نورانیت کا اکتساب کیا ہو اُن کی تحریریں سلاست و روانی سجع و ترصیع، تخئیل و محاکات اور بیان کو سحر کا مرتبہ عطا کر دینے والی تمام معانی و بیان کی خوبیوں کی حامل ہونے کے باوجود حکمت و فلسفہ کے ان قیمتی دروس کی اُس طرح حامل نہیں جس طرح یونانی فلاسفہ کے مصنفات اُن سے مالا مال نظر آتے ہیں، یونہیں افلاطون و سقراط کی فلسفی نکتہ آفرینیاں اُن کے چمنستان تحقیق کے پھولوں کی رنگینی اُس شاعرانہ لطافت تعبیر کے حسن و جمال سے تہیدست نظر آتی ہے جس نے عربی ادب کے خد و خال کو اتنا سجا دیا کہ اس کی ہر تشبیہ کو سحر حلال سے تعبیر کیا جانا ممکن ہے، اگر کسی مقام پر یہ دونوں چیزیں موجود ہیں تو وہاں اخلاقیات غائب ہیں، یہ بھی ہے تو میدان جنگ میں فوجوں کی کمان کرنے کے قواعد، عسکری اصول و ضوابط، سپاہیوں کو بہتر سے بہتر سپاہی کیونکر بننا چاہیئے، اس کی تشریحات فوجی ترتیب کے آئین، جن کا ایک واعظ منبر نشین سے بظاہر کوئی قریبی تعلق نہیں، ان کا نمایاں طور پر فقدان ہے یہ سب کچھ مان لیجئے مگر اسے تو بہر حال تسلیم ہی کرنا ہوگا کہ مستقبل کے حوادث پر یقینی طور پر حکم لگانا اور اسکے متعلق ظن و تخمین سے نہیں بلکہ واقعی حیثیت سے اطلاعات کا فراہم کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں اور ممکن کی سطح ظاہر تک پہونچ کر رک جانے والی نگاہ کا مستقبل کے پردوں کو اٹھا کر کوئی ایسا حقیقت آگیں انکشاف پیش کرنا جسے حرف بحرف مستقبل صحیح ثابت کر دے شاید اس سے دنیا کی کوئی ہستی انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے گی کہ یہ کام غیبی طاقت کی پشت پناہی کے بغیر قطعی ناممکن ہے اب ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے کسی ایسے مرکز کی تلاش جہاں یہ تمام چیزیں آپ کو پورے کمال کے ساتھ موجود نظر آئیں کتنی دشوار گذار منزل ہوگی اسے آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں، یہاں پہونچنے کے بعد افلاطون و ارسطو جیسے مشاہیر فلاسفہ کے حکمی مولفات عربی فصاحت و بلاغت کے سرمایہ فخر دفاتر اخلاق کے بہتر سے بہتر صحیفے عسکری نکات کی طرف رہنمائی کرنیوالے اعلیٰ سے اعلیٰ مصنفات سب پیچھے ہٹتے نظر آئیں گے اور صرف ایک مجموعہ ساری دنیا میں آپ کو نظر آئے گا جو ان پاشاں امتیازات، متفرق خصائص اور بکھرے ہوئے فضائل کا شیرازہ بند کہا جا سکے اور وہ اسلام کے سب سے بڑے فلسفی، جزیرۃ العرب کے بزرگترین اخلاقی رہنما کائنات کی عظیم ترین شخصیت نورِ نگاہِ ابوطالب حضرت علی علیہ السلام کے خطب و ارشادات کا مجموعہ "نہج البلاغہ" ہوگا، یہ مجموعہ اپنی ادبی زور فصاحت و بلاغت کے سحر کار اثر اور اپنی مسلم الثبوت امتیازی خصوصیات کی بنا پر جو درجہ رکھتا ہے اُس کے متعلق اتنا تحریر کر دینا کافی ہے کہ اُسے اپنے ہوں یا غیر، یگانے ہوں یا بیگانے، موافق ہوں یا مخالف سب نے تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق یعنی خالق کائنات کے معجز نما کلام قرآن مجید سے

مرتبہ میں کم' اور ساری دُنیا کے کلام سے مرتبہ میں بلند و بالا تسلیم کیا ہے۔ اس میں طبعیات، مابعد الطبیعیات الٰہیات و ریاضیات، معاشیات و نفسیات، اخلاق و حکم، مواعظ و عبر، تدبیر منزل و سیاست مُدن، فلکیات و ارضیات حال و مستقبل کے متعلق جن گراں قدر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اسلام کی اس سب سے بڑی شخصیت کی وہبی صلاحیتوں کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہے۔

## نہج البلاغۃ کی جامعیت

اوپر اجمالی طور پر جو کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اُس سے آپ نہج البلاغہ کی جامعیت کے متعلق فیصلہ کرنے میں کافی مدد حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس اجمال کی چونکہ ایک ہلکی سی تشریح مقصود ہے اس لیے اسے ایک علیحدہ مستقل سُرخی کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے' وہ کون کون سے موضوعات ہیں جن کے متعلق اس کتاب میں سیر حاصل مواد مہیا کیا گیا ہے اس کا استقصاد تو بہت دشوار ہے لیکن سرسری طور پر اس کی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

**علم الالٰہیات** خارج و ذہن دونوں منزلوں میں مادہ کی ضرورت سے بے نیاز موجودات کی حقیقتوں کا جائزہ لے کر اُن کی پردہ پوش حالتوں پر بحث و تمحیص کرنا ہی علم الالٰہیات کا موضوع ہے اور اس میں جتنی دشواریاں ہیں انھیں آپ معمولی سے غور و فکر کے بعد محسوس کر سکتے ہیں۔ نظری چیزیں محتاج تفصیل ہوتی ہیں مگر یہ چیز تو بدیہی اور بالکل بدیہی ہے کہ مادہ سے کنارہ کش دُنیا مادہ کی پہلو نشین دُنیا سے بھی وسعت میں زیادہ ہے' مفاہیم کی گھنی آبادی حقائق علمیہ و عملیہ کے حسین چہرے اور وہ بے شمار حقائق جو ذہنی و مادی وجود میں مادہ کی کوئی احتیاج نہیں رکھتے ان کا دائرہ وسیع اور بے انتہا وسیع ہے اور اُس کے اندر صرف خالق کائنات کی ہستی اپنی ثبوتی و سلبی صفتوں سمیت ہی نہیں بلکہ فلک کی ماہیت، جنت و نار کی حقیقت' عرش و کرسی وغیرہ کی معلومات سبھی داخل ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اس مقدس صحیفہ میں ان میں سے جس چیز کے متعلق آپ تلاش کیجیے آپ کو اتنا مواد دستیاب ہو گا جس سے بسیط سے بسیط تالیف کا مرتب ہو جانا ممکن ہو سکے گا اجمالی طور پر ذیل میں جو فہرست درج کی جا رہی ہے وہ اس دعوے کا مکمل ثبوت فراہم کرے گی۔

اللہ کیا ہے؟ علم معانی و بیان کی سیر کرنے والے بخوبی واقف ہیں کہ اطناب یعنی کسی مطلب کو زیادہ سے زیادہ الفاظ میں ادا کرنا' ایجاز یعنی کم سے کم لفظوں میں اسی مطلب کو ادا کرنے سے درجہ کے لحاظ سے پست حیثیت خیال کیا گیا ہے' ایک خطیب یا انشا پرداز کے لیے اپنے مطلب کو بسط دے کر بیان کرنا نسبتاً اس سے آسان ہو کہ اُسے سمیٹ کر کم سے کم لفظوں میں ادا کر دیا جائے' وہی مفہوم جسے تعبیرات کی فراوانی اور الفاظ کی دلپذیر کثرت سے سو صفحوں میں ادا کیا جاتا ہو اگر سمیٹ کر ایک سطر میں اس طرح ودیعت کر دیا جائے کہ مخاطب اُسے پوری طرح سمجھ لے تو اُسے حُسن ادا کا بہترین شاہکار سمجھنا چاہیے' علم کلام اسلامی علوم کا گل سرسبد ہے اور اس کے متعلق ایک دو نہیں سیکڑوں ہزاروں کتابیں تالیفات کی صف میں موجود نظر آتی ہیں جن میں واجب الوجود کی حقیقت پر محققانہ انداز میں افادات پیش کیے گئے ہیں اور اس پر ایک دو نہیں ہزاروں صفحات کو سیاہ کر ڈالا گیا ہے' مجھے اس سے انکار نہیں کہ متکلمین کی یہ کاوشیں قابل صد تحسین و آفرین ہیں اور انھوں نے چمنستانِ افادت میں رنگا رنگ تحقیقات کی جو پُر بہار روشیں بنائی ہیں وہ ان کے بہترین سلیقۂ ترتیب کی آئینہ دار ہیں

مگر گلشن کلام کے لاکھوں پھولوں کی رنگینیوں کو ایک پھول میں جمع کر دینا وہ مشکل مرحلہ تھا جہاں بادیہ پیمائے فکر کے قدم ڈگمگا رہے تھے اور دست و بازوئے بیان اس کے متعلق اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے لیکن خطیب منبر سلونی نے اس کو طرح سہل و آسان طریقہ پر انجام دے دیا کہ اطناب ایجاز کے قدموں پر سجدے کرتے نظر آنے لگا، کل مقامات کا استقصاء تو بہت دشوار ہے صرف چند چیزیں ملاحظہ کے لیے پیش کیجاتی ہیں۔

نہج البلاغہ ط ۱۶۲ پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الاول لا شئ قبلہ والاخر لا غایۃ لہ لا تقع الا وھام لہ علی صفۃ ولا تعقد القلوب علی کیفیتہ ولا تنالہ التجزیۃ والتبعیض ولا تحیط بہ الابصار والقلوب (ترجمہ) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ایسا اوّل ہے کہ کوئی شے اس سے پہلے نہیں، اور ایسا آخر ہے کہ کوئی اس کی حد نہیں انسانی اوہام اس کی کیفیات کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور تقسیم اس تک پہنچ نہیں سکتی، دل اس کا ادراک اور آنکھیں اس کا نظارہ نہیں کر سکتیں"۔

یونہیں ایک اور مقام پر پھر ارشاد ہوتا ہے:- الحمد للہ الدال علی وجودہ بخلقہ وبمحدث خلقہ علی ازلیتہ وباشتباھھم ان لا شبہ لہ لا تستلمہ المشاعر ولا تحجبہ السواتر لانہ احد بلا تاویل عدد والخالق لا بمعنی حرکۃ ونصب والسمیع لا باداۃ والبصیر بلا تفریق الۃ والشاھد لا بمماسۃ والبائن لا بتراخی مسافۃ والظاھر لا برویۃ والباطن لا بلطافۃ عالم اذ لا معلوم ورب اذ لا مربوب وقادر اذ لا مقدور۔

(ترجمہ) "تمام تعریفیں اس اللہ کیلیے سزاوار ہیں جو اپنے وجود پر اپنے مخلوقات کے ذریعہ دلیل قائم کرنے والا اور اپنی فنا پذیر کائنات سے اپنی ازلیت کا ثبوت فراہم کرنے والا، ان کے صاحب مثل ونظیر ہونے سے یہ بتلانے والا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے، اس کو حواس چھو نہیں سکتے، پردے چھپا نہیں سکتے، وہ ایک ضرور ہے مگر عددی حیثیت سے نہیں خالق ہے مگر حرکت و تعب کے بغیر، سنتا ہے مگر کان کے واسطے سے نہیں، دیکھتا ہے مگر آنکھ کے ذریعے سے نہیں، پاس حاضر ہے مگر جسمانی اتصال کے ساتھ نہیں، جدا ہے مگر بعد مسافت اس کے ہاں، اس کے درمیان حائل نہیں، ظاہر ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا، مخفی ہے مگر لطیف ہونے کی جہت سے نہیں، وہ جب کہ کوئی جاننے والی چیز نہ تھی اس وقت سے جانتا ہے اور جب کوئی پرورش کیا جانے والا نہ تھا اس وقت سے پرورش کنندہ ہے اور جب کوئی متعلق قدرت چیز نہ تھی اس وقت سے قادر ہے"۔

یہ ایک ہلکا سا پرتو ہے اس تجلی کا جو افق الٰہیات پر ضیا بار ہو کر معرفت کی شب تاریک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روشن بنا گئی ذرا بنظر تعمق ملاحظہ فرمایئے تو آپ کو صاف محسوس ہو جائے گا کہ ایک دو نہیں بیسیوں کلام کے اتنے پیچیدہ مسائل تھے جن کو اس مختصر سی عبارت نے اتنا واضح کر دیا کہ جس کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

تفصیل کے ساتھ ان حقائق کی باریکیوں کا جائزہ لینے میں تو بہت وقت صرف ہوگا جو اس مختصر سی عبارت میں بہترین حسن و خوبی سے جمع کیے گئے ہیں صرف اجمالی طور پر اندازہ کیجیے۔

CS CamScanner

اللہ کا کوئی شریک نہیں اور نفی اُس چیز سے کی جاتی ہے جو کسی ہستی و وجود کی مالک ہو اسلیے وہ ہے، وہ مرکب نہیں، وہ قابلِ رویت نہیں، وہ ازلی بھی ہے ابدی بھی، وہ قریب ہے اُس طرح جس طرح علت و معلول میں نزدیکی ہوتی ہے نہ اُس طرح جس طرح دو جسم ایک دوسرے سے متصل ہوں وہ باعتبار جسم بعید ہے مگر یہ بُعد بھی بے تعلقی کے ساتھ نہیں، کیا یہ تمام مسائل جن کے گیسوؤں کی آرائش کلام کے شانہ کشوں کا کام ہے اس عبارت میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود نہیں؟

علم کلام کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ خدا میں صفات زائدہ کا وجود نہیں اس لیے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ صفاتِ زائدہ کیلیے دو ہی صورتوں کا اقرار کرنا ممکن ہے، یا انھیں واجب تسلیم کیا جائیگا یا ممکن، کیونکہ کسی کا واجب و ممکن دونوں کی حدوں سے خارج ہونا عقلاً ناممکن ہے اس مسلمہ کو ماننے کے بعد صفاتِ زائدہ کو اگر واجب مانا جائیگا تو تعدد قدماء کی شکل درپیش ہوگی، اور اگر انھیں ممکن مانا جائیگا تو اُن کا حادث ہونا ناگزیر فرض کرتے ہوئے خدا کو محل حوادث فرض کرنا پڑیگا اور یہ چیز بھی اپنے مقام پر باطل قرار دی جاچکی ہے، اس پیچیدہ مسئلہ کو نہج البلاغہ میں کس حسن و خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ملاحظہ ہو اول الدین معرفته و کمال معرفته التصدیق و کمال التصدیق به نفی الصفات عنه لشهادة كل صفة انها غير الموصوف و شهادة كل موصوف انه غير الصفة ——— "دین کی پہلی منزل اس کی معرفت ہے، معرفت کا کمال اسکی تصدیق ہے، تصدیق کا کمال اُس سے صفات کی نفی کرنا ہے کیونکہ ہر صفت موصوف کی غیر اور ہر موصوف صفت کا غیر ہوتا ہے بنا بریں صفات زائدہ کے فرض کرنے کا مطلب خدا کو صفات کے پہلو نشین ماننے کے مرادف ہوگا اور ایسا فرض کرنے کا صریحی مطلب یہ ہوگا کہ اُسے تقسیم کے قابل مان لیا جائے اور تقسیم اس کیلئے ناممکن ہے۔" ایجاز و اختصار کے ساتھ اتنے اہم مسئلہ کو اتنے حسین استدلال کے ساتھ ثابت کردینا یہی وہ چیز ہے جسے اس اہم کتاب کے خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

**واجب الوجود اجزاء سے بری ہے**

یہ بھی علم کلام کا اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کی وجہ دوسری بڑی بڑی دلیلوں سے قطع نظر کرتے ہوئے بالکل واضح اور مختصر یہ ہے کہ تجزی مستلزم امکان ہے اور اللہ منزل امکان سے سربلند ہے اس مسئلہ کے متعلق حضرت کا سابق افادہ لا تناله التجزئة یہ بتانے کے لیے بہت کافی ہے کہ خدا اجزاء سے بلند و بالا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ الٰہیات کے متعلق حضرت کے نیسان افادات کی گہر باریاں وہ ہیں جنھوں نے تفکر و تعقل کے خزانے کو اتنا مالا مال کردیا ہے کہ اُسے دوسرے کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

**رسول کریم کی حقیقی منزلت**

الٰہیات میں توحید اور اُس کے متعلقات کے بعد دوسرا مرتبہ رسالت کا ہے اس میں متکلمین کی جماعت کو قدم قدم پر جن جن الجھنوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اُن کے قدموں نے جن جن مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں اُن کی فہرست بہت طولانی ہے، مختصر یہ ہے کہ پیغمبرِ اسلام کی سیرت کا نقشہ کھینچنے والے قلموں کی گردش نے نبوت کے جو خط و خال پیش کیے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد نبوت کا درجہ عام بشریت کے درجے سے بہت زیادہ اونچا نظر نہیں آتا، بانیٔ اسلام کے اجداد کی شرک پرستی و صنم نوازی، پیغمبرِ اسلام کی وہ بلند شخصیت جس کی روحانی طہارت مَس

CamScanner

نقطۂ کمال تک پہنچی ہوئی تھی جہاں اپنے ہوں یا غیر، مسلم ہوں یا غیر مسلم سب اُس کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے جس کو قرآن نے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے زیور سے آراستہ کر دیا تھا جن کا عرب کے متعصب افراد تک لوہا مانے ہوئے تھے اُس کے متعلق سواد اعظم کے وسیع النظر سیرت نگاروں اور متبحر متکلموں نے جو کچھ لکھا ہو وہ اُن افادات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کو نہج البلاغہ کے صفحات پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ص ۲۰ فاخرجہ من افضل المعادن منتبا واعز الارومات مغرسا من الشجرۃ التی صدع منھا انبیاءہ وانتخب منھا امناءہ عترتہ خیر العتر واسرتہ خیر الاسر وشجرتہ خیر الشجر فھو امام من اتقی وبصیرۃ من اھتدی سراج لمع ضوءہ وشھاب سطع نورہ وزند برق لمعہ سیرتہ القصد وسنتہ الرشد وکلامہ الفصل وحکمہ العدل۔

(ترجمہ) "پیغمبر اسلام کا حسب نسب بہترین حسب نسب، اُن کی عترت بہترین عترت تھی وہ پرہیزگاروں کے رئیس اور طالبانِ ہدایت کے راہبر تھے، اُن کی سیرت میانہ روی، اُن کی سُنّت رشد و ہدایت، اُن کا کلام حق و باطل کے مابین فیصلہ کُن، اُن کے احکام مبنی بر انصاف تھے"۔ اِس مختصر سی عبارت میں نبوت کے متعلق جو پاکیزہ خیالات پیش کیے گئے ہیں اُن سے آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ نبوت کا معیار کتنا بلند ہے، اِس کے بعد دنیا کے متعلق اگر ملاحظہ فرمانا ہو تو سب سے پہلا خطبہ جس میں خلقت آدم کا تذکرہ فرمایا گیا ہے یا پھر خطبہ اشباح کو اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ نہج البلاغہ میں ان امور کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ اتنا ہے کہ جس کے بعد ان مباحث کے متعلق دیگر کتب و اسفار کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

**طبعیات و ریاضیات** علم ریاضی کے ماہرین اور طبعیات کے واقف کاروں نے صدیوں کی محنتوں اور عرق ریزیوں کے بعد ان علوم کے متعلق جن حقائق کا انکشاف کیا ہے اُن میں سے کوئی ایک حقیقت بھی ایسی نہیں جسے جزیرۃ العرب کے فلسفی اعظم چشم و چراغ ابو طالب حضرت علی علیہ السلام نے اب سے تیرہ سَو سال قبل دُنیا کے سامنے پیش نہ کر دیا ہو، ہم نے خطبہ اشباح کے حاشیے پر اُن کے متعلق ضروری تبصرے پیش کر دیے ہیں اور اُس مقام پر ناظرین ان کا مطالعہ کرنے کے بعد سیر کُن معلومات حاصل کر سکتے ہیں، بہر نہج علیحدہ علیحدہ سرخیاں قائم کر کے کہاں تک تبصرہ کیا جائے مختصر یہ ہے کہ نہج البلاغہ علوم و فنون کا وہ مقدس وادی ہے جس کے اندر کلیم منبر عصمت حضرت علی کے افادات کی تجلیاں ہر طرف نور پاش نظر آتی ہیں معلومات کا وہ پاک سرچشمہ ہے جس سے ہر علم کے تشنہ کام اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں حکمت و فلسفہ کا وہ روشن منارہ ہے جس کے دامن تجلّی کی چھوٹ زندگی کے ہر شعبہ کو درخشاں بنا رہی ہے اور اُس کے دامن میں وعظ و نصیحت، قیادت عسکر، ملکی انتظامات، شخصی فرائض، منزلی ذمہ داریاں تمام چیزیں مجتمع نظر آتی ہیں۔

**نہج البلاغہ کا اعجاز** دُنیا کے تمام انشا پردازوں منبر نشین خطیبوں اور فلسفہ و حکمت، شعر و شاعری، اخلاق و آداب وعظ و نصیحت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کرنے والوں کے افکار کا جائزہ لیجیے اور اس

CamScanner

حقیقت سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طبقات کے اختلاف اور زمانوں کے تفرقوں نے ان کے انداز تعبیر پر کیا کیا اثر ڈالے ہیں، اُن کے تصنیفات کا غائر نظر سے مطالعہ فرمایئے تو آپ کو یہ حقیقت نمایاں طور پر کار فرما نظر آئے گی کہ کارساز فطرت نے اُن میں سے ہر ایک کو اُس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق ایک مخصوص ذوق سے سرفراز فرمایا ہے، کسی کے خزانۂ استعداد میں مقامات نگاری کے جوہر ودیعت کیے ہیں تو کسی میں مکاتیب و مراسلات پر خامہ فرسائی کی بہترین قابلیت، کسی کی علمی آغوش کو نثر نگاری کے امتیاز سے مالا مال کیا ہے تو کسی کے فانوس کمال میں نظم کی درخشاں شمعیں روشن کی ہیں، کسی کے سینۂ فضیلت پر طبیعاتی مسائل کے گوشوں پر چھوٹ ڈالنے والے مہر و ماہ کو سرگرم ضیا باری بنایا ہے تو کہیں میکدۂ ہیئت و ہندسہ و علم ریاضی کا ذوق رکھنے والوں کو کیف سرمستی کا پیغام دینے والے ساغر بھر کر سجا دیے ہیں لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہو کہ جب ایک بہترین مقامہ نگار مراسلہ نگاری کے میدان میں قدم ڈالتا ہے تو اُس کے کمال کی روشنی دھندلی پڑ جاتی ہے ایک الٰہیہ نگار جب الٰہیہ نگاری کی منزل سے ہٹ کر مزاحیہ نگاری کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یا کوئی فلسفی فلسفی مضامین لکھتے لکھتے جب پند و نصیحت کی جانب رُخ کرتا ہے تو اُس کی روانی قلم میں فرق پیدا ہو جاتا ہے، لیکن نہج البلاغہ میں مختلف موضوعات و مختلف عناوین پر انسانی عقل کو متحیّر بنا دینے والی فصاحت و بلاغت کے پیرایے میں جو کچھ فرمایا گیا وہ ابتدا سے انتہا تک ایک ایسی لڑی کے مانند ہے جس کا ہر موتی آب و رنگ میں یکسانیت کا حامل ہو، اسی لیے اسے اسلوب بیان کی یکرنگی اور طرز بیان کی بلاغت کے اعتبار سے ایک اہم ترین ادبی معجزے کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے

**نہج البلاغۃ اور شیعہ**

شیعوں کے مختلف الخیال طبقے اور فرقے سب اس کعبۂ حقیقت کا طواف کرتے نظر آتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں، فرمانوں، خطوں اور حکیمانہ ارشادوں کا وہ مجموعہ ہے جسے علّامہ سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کرکے دُنیائے علم و ادب کے سامنے پیش کرنے کا فخر حاصل کیا، اس میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جسے الحاقی کہا جا سکے، اس کا واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ الحاق یا اضافہ ایک ایسی چیز ہے جو عبارت کی یکرنگی میں فرق پیدا کر دیتی ہے اور دیکھنے والا صاف محسوس کر لیتا ہے کہ اصل یہاں تک ہے اور اضافہ و الحاق یہاں سے شروع ہوتا ہے مخمل کے ٹکڑے کتنے ہی بیش قیمت ہوں لیکن ریشم کے پہلو میں جگہ پانے کے بعد ہمیشہ بے جوڑ نظر آتے ہیں، اس لیے جہاں تک بعض مقامات میں الحاق و اضافہ کا سوال ہے وہ تو ممکن ہی نہیں، جب غالب کی غزل میں میر کا ایک شعر بھی جگہ پانے کے بعد نہیں چھپ پاتا، آزاد کی نثر میں شبلی کی نثر کی آمیزش مخفی نہیں رہ پاتی، تو ایک بسیط اعلیٰ عربی نثر میں مختلف انشا پردازوں کی کاوشیں کیونکر سموئی جا سکتی ہیں یقین نہ آئے تو حریری کے کسی مقام میں بدیع الزمان ہمدانی کی کوئی عبارت کھپا کر اندازہ کر لیجیے کہ اضافہ اپنی نشان دہی کرتا ہے یا نہیں، اس لیے نہج البلاغہ کے بعض مقامات کا حضرت علیؑ کے کلام سے متعلق ہونا اور بعض کا متعلق نہ ہونا یہ تو مذاقِ سلیم کے تسلیم کرنے کی بات ہی نہیں البتہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کُل کلام کے متعلق کوئی دعوے کرنے والا یہ دعویٰ کر دے کہ یہ حضرت علیؑ کا کلام نہیں، لیکن ایسا کرنا ناممکن ہے کیونکہ نہج البلاغہ کے اکثر و بیشتر خطبوں کے متعلق

ثقات و متبحرین کی رائے اس کے خلاف ہے اور ان کا کلام علی ہونا بتواتر ثابت ہے جسے آئندہ بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کیا جائے گا

## علامہ ابن خلکان اور نہج البلاغہ

اپنے تعصبات کی بنا پر جن لوگوں نے نہج البلاغہ کو کلام علیؑ ماننے سے انکار کیا ہے ان کی تعداد انگلیوں پر شمار کرنے کے قابل ہے اور ان کے ادلہ اتنے کمزور ہیں جن کے مقابلہ میں خانۂ عنکبوت بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے ان میں سب سے پہلے علامہ ابن خلکان کا نام نظر آتا ہے، موصوف شریف مرتضیٰ کے حالات تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔ اختلف الناس فی نهج البلاغة المجموع من كلام الامام علی ابن ابی طالب علیه السلام هل هو جمعه ام جمع اخيه الرضی وقد قيل انه ليس من كلام علی وانما الذی جمعه ونسبه اليه هو الذی وضعه والله اعلم لوگوں میں اس امر کے بارے میں اختلاف ہے کہ نہج البلاغہ جسے کلام علی کا مجموعہ کہا جاتا ہے اسے شریف مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا ان کے بھائی علامہ رضی نے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علی کا کلام ہی نہیں بلکہ اسکے جامع و مؤلف خود شریف مرتضیٰ ہیں، اس عبارت میں علمی حیثیت سے مختلف قابل اعتراض گوشے ہیں، سب سے پہلے تو یہی کہ نہج البلاغہ کی تالیف سید رضی نے کی ہے یا سید مرتضیٰ نے یہ امر محل اختلاف ہے ظاہر ہے کہ علامہ موصوف کا یہ افادہ تحقیق کے بلند معیار سے بالکل گرا ہوا ہے اور صاحبان تحقیق کے لیے قطعی ناقابل التفات ہے کیونکہ علاوہ اس کے کہ اہل علم کی ایک بڑی جماعت اس امر پر متفق الرائے ہے کہ یہ کلام سید رضی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے خود سید رضی علیہ الرحمہ نے اپنے مقدمہ میں اسکی وضاحت کر دی ہے اور بتلا دیا ہے کہ اس کے مؤلف و جامع شریف مرتضیٰ نہیں بلکہ وہی ہیں، میرا خیال ہے کہ علامہ ابن خلکان جیسے باخبر کو یہ اشتباہ شاید اس بنا پر پیدا ہوا ہے کہ بعض اہل تاریخ نے علامہ رضی کو نام کی حیثیت سے نہیں لقب کی حیثیت سے ان کے دادا ابراہیم کے لقب مرتضیٰ کے ساتھ موسوم کیا ہے تو اس بنا پر سید رضی یقینی حیثیت سے مرتضیٰ ہونے کے باوجود سید رضی ہی رہتے ہیں اور کسی صاحب تحقیق کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ اس واضح حقیقت کے باوجود شبہ میں مبتلا ہو کر کم سوادی کا مظاہرہ کرے، یہ چیز تو آج بھی ممکن ہی نہیں بلکہ برابر ہوتی رہتی ہے کہ دو مختلف الاسم بھائیوں کو کسی ایک ایسے آبائی لقب کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نام بھی ہوتا ہے تو کیا شریف رضی کے لیے یہ بات ممکن نہیں کہ انھیں ایک مشترک لقب کے ساتھ ملقب کیا گیا ہو اور ان کا نام رضی اور لقب مرتضیٰ اور ان کے بھائی کا نام اور لقب دونوں مرتضیٰ ہوں، پھر اس کے بعد "قیل" (کہا گیا ہے) کے لفظ کی کمزوری نے ایک بڑا ثبوت فراہم کر دیا ہے اس امر کا کہ علامہ موصوف جس چیز کو پیش کر رہے ہیں اس کے ضعف کی طرف متوجہ ہیں۔

## علامہ ذہبی کی ہرزہ سرائی

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں شریف مرتضیٰ کے حالات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے نہج البلاغہ کے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ ضرور قابل توجہ ہے اور ذیل میں ہم اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے، موصوف رقم طراز ہیں:۔ الشريف المرتضى هو المتهم بوضع كتاب نهج البلاغة "شریف مرتضیٰ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انھوں نے نہج البلاغہ کو وضع کیا ہے"۔ جہاں تک موصوف کے اس جملے کا تعلق ہے سابق میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے اسکی تحقیقی کمزوری واضح ہے کیونکہ پہلے یہ بتلایا جا چکا ہے کہ نہج البلاغہ علامہ رضی

CamScanner

کی متعدد ناقابلِ انکار گواہیوں اور اجماعِ محققین کی بنا پر شریف مرتضیٰ کی نہیں شریف رضی کی تالیف ہے' اور لقب کا اشتراک ہے جو کہ حقیقتاً اس شبہ کے پیدا ہونے کا سبب بنا ہے' پھر اسکے بعد موصوف تحریر کرتے ہیں :۔ من طالع نهج البلاغة جزم انه مكذوب على امير المومنين على ففيه السب الصريح والحط على السيدين ابى بكر و عمر و فيه التناقض والاشياء الركيكة والعبارات فمن بعدهم له معرفة بنفس القرشيين و بنفس غيرهم ممن بعدهم جزم بان اكثره باطل "جو شخص نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے اُسے معلوم ہوگا کہ اسکی نسبت حضرت علی کی جانب بالکل غلط ہے کیونکہ اُسکے اندر شیخین پر کھلم کھلا سب و شتم ہے اور تناقض عبارات کے علاوہ وہ رکیک چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر ایک ایسا شخص جو قریشی صحابہ اور اُن کے علاوہ اور دوسرے متاخرین کے نفوس پر اطلاع رکھتا ہے قطعی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسکا اکثر حصہ باطل پر مشتمل ہے۔"

علامۂ ذہبی نے اپنے انکار کی عمارت جن بنیادوں پر بلند کی ہے انہیں دو چیزیں اور صرف دو چیزیں ہیں' پہلے یہ کہ حضرت نے سب و شتم فرمایا ہے اس سلسلے میں چند چیزیں قابلِ غور ہیں کیا کسی شخص کی واقعی اخلاقی و معاشرتی کمزوریوں اور عیبوں کا اظہار مورخانہ حیثیت سے سب و شتم کے حدود میں داخل ہے اسکا تو صریحی مطلب یہ ہوگا کہ دُنیا کا کوئی مورخ کسی شخص کی زندگی کے روشن و تاریک صفحات زندگی پر روشنی ڈالتے وقت تاریک صفحہ حیات کے متعلق کچھ لکھ ہی نہ سکے' دیانتدار مورخ کا فریضہ ہے کہ وہ زندگی کے اچھے اور بُرے دونوں رُخوں کا جراُت کے ساتھ جائزہ لے' توہین کے مقصد سے نہیں بلکہ اس نقطۂ نگاہ سے کہ اُس نے جیسا محسوس کیا ہے ویسا ہی بتلائے' اُسکا فرض ہے کہ وہ کسی عیب کو جذبات محبت یا خوف کی بنا پر مخفی نہ رکھے' اب یہ اور بات ہے کہ کسی کا صفحۂ زندگی تاریک ہی تاریک ہو اور کہیں خوبی کا نام و نشان ہی نہ ہو' اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام نے جن جن مقامات پر شیخین کی بدکرداریوں پر روشنی ڈالی ہے اُسے علمی سطح سے نیچے اُتر کر سب و شتم سے کیوں تعبیر کیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ آپ نے ایک سچے اور لومۃ لائم کا خوف نہ کرنے والے دیانتدار سیرت نگار کی طرح سیرت نگاری کا ایک مقدس کام انجام دیا ہے' علاوہ بریں نہج البلاغہ میں جس مقام پر واضح انداز میں ابوبکر' عمر و عثمان کے متعلق واقعی عیوب کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ خطبۂ شقشقیہ ہے جس کے متعلق علامۂ ذہبی کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسکے متعلق تقریباً تواتر ہے کہ وہ حضرت علیؑ کا کلام ہے بنا بریں ایک ایسے کلام کی بنیاد پر جس کا بطریق تواتر حضرت علیؑ کا کلام ہونا ثابت ہے کل نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے سے انکار کرنا حماقت و سفاہت نہیں تو اور کیا ہے' خطبۂ شقشقیہ حضرت علی ہی کا کلام ہے اس پر ذیل کے شواہد ملاحظہ ہوں' علامہ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں :۔ لقد وجدت كثيرا من هذه الخطبة فى تصانيف شيخنا ابى القاسم البلخى امام البغداديين من المعتزلة وكان فى دولة المقتدر قبل ان يخلق الرضى بمدة طويلة و وجدت كثيرا منها فى كتاب ابى جعفر بن قبه احد متكلمى الامامية و هو الكتاب المشهور المعروف بكتاب الانصاف وكان ابو جعفر هذا من تلامذة الشيخ ابو القاسم البلخى ومات فى ذلك العصر قبل ان يكون الرضىؒ موجودا و نقل عن الشيخ ابى عبد الله

ابن احمد المعروف بابن الخشاب انہ قال واللہ وقفت علی ھذہ الخطبة فی کتب صنفت قبل ان یخلق الرضی بمائتی سنة ولقد وجدتھا مسطورة بخطوط اعرفھا واعرف خطوط من ھو من العلماء واھل الادب قبل ان یخلق النقیب ابو احمد والد الرضی ونقل عن شیخہ ابی الخیر مصدق ابن شبیب الواسطی انہ لما قال لابن الخشاب القول انھا منحولة فقال لا واللہ انی لا علم انھا کلامہ کما اعلم انک مصدق قال فقلت لہ ان کثیراً من الناس یقولون انھا من کلام الرضی فقال انی للرضی ولغیر الرضی ھذا النفس وھذا الاسلوب قد وقفنا علی رسائل الرضی وعرفنا طریقتہ وفنہ فی الکلام المنثور ولا یقع مع ھذا الکلام فی خل ولا خمر۔ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے اس خطبہ کے بیشتر اجزا کو ابوالقاسم بلخی امام البغدادیین کی تصانیف میں موجود پایا ہے اور یہ علامہ رضی کی پیدائش سے بہت پیشتر مقتدر باللہ کے عہد حکومت میں تھے۔ اسی خطبہ کا ایک بڑا حصہ میں نے امامیہ فرقہ کے ایک متکلم ابوجعفر بن علی آلی کی کتاب الانصاف میں پایا ہے۔ یہ ابوجعفر شیخ ابوالقاسم بلخی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال سید رضی کی ولادت سے قبل ہو چکا تھا۔ شیخ ابو عبداللہ بن احمد المعروف با بن الخشاب سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ بخدا میں اس خطبہ پر اُن تصانیف کے ذریعہ سے مطلع ہوا ہوں جو سید رضی کی ولادت سے دو سو سال قبل تدوین کی جا چکی تھیں نیز میں نے اس خطبہ کو ان تحریروں کے ساتھ لکھا ہوا پایا ہے جن کو میں پہچانتا ہوں اور جنکے اُن لکھنے والوں کی بھی مجھے معرفت حاصل ہے جو صاحبان علم و ادب میں سے تھے اور سید رضی کے والد نقیب ابو احمد سے بھی مقدم ہیں۔ ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی سے منقول ہے کہ جب اُنھوں نے ابن الخشاب سے یہ پوچھا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ منگھڑت ہے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ حضرت علی کا کلام ہے۔ جس طرح تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سید رضی علیہ الرحمہ کا کلام ہے اُس پر ابوالخشاب نے جواب دیا کہ رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ طرز نگارش کہاں نصیب۔ میں رضی کے رسائل اور نثر میں ان کے انداز سے واقف ہوں وہ تو اس سے کچھ ربط ہی نہیں رکھتے۔"

ابوالسعادت مبارک مجدالدین بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ نے اپنی کتاب نہایۃ فی غریب الحدیث والاثیر میں اس خطبہ کے پندرہ الفاظ کو منتخب کر کے اُن کی تشریحات لغویہ تحریر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف اس خطبہ کا کلام علی ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ میں ہے طفقت ارتئی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیة عمیاء۔ ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں جذ (لغت) ومنہ حدیث علی اصول بید جذاء ویروی بالحاء المھملة (حذذ) وحدیث علی اصول

بید جد اءیروی بالجیم فکانھا بالجیم اشبہ ۔ نہج البلاغہ میں ہے فصاحبہا کراکب الصعبة ان اشنق لھا خرم وان اسلس لھا تقحم۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں اشنق فی حدیث علی اشنق لھا خرم ۔ نہج البلاغہ میں ہے لکن اسففت اذا اسفوا وطرت اذا طاروا نہایہ میں تحریر ہے سفف فی حدیث علی لکنی اسففت اذا اسفوا نہج البلاغہ میں ہے الی ان قام ثالث القوم نافجاحضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں نفج منہ حدیث علی نافجاحضنیہ ایضاً لغت نثل فی حدیث علی بین نثیلہ ومعتلفہ نہج البلاغہ میں ہے قام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضمة الابل بنتہ الربیع خضم نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ خضم لغت فی حدیث فقام الیہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضمة الابل بنتہ الربیع نہج البلاغہ میں ہے مجتمعین حولی کربیضة الغنم نہایہ میں ہے ربض منہ حدیث علی والناس حولی کربیضہ الغنم نہج البلاغہ میں ہے ولکنھم حلیت الدنیا فی اعینھم وراقھم زبرجھا نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں زبرج فی حدیث علی حلیت الدنیا فی اعینھم وراقھم زبرجھا نہج البلاغہ میں ہے اما والذی فلق الحبة وبرء النسمہ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں فلق منہ حدیث علی الذی فلق الحبة وبرء النسمة نسم منہ حدیث علی والذی فلق الحبة وبرء النسمة نہج البلاغہ میں ہے کالفیتم دنیاکم ھذہ ازھد عندی من عفطة عنز نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں ولکانت دنیاکم ھذہ اھون علی من عفطة عنز عطف فی حدیث علی ولکانت دنیاکم ھذہ اھون علی من عطفة عنز نہج البلاغہ میں ہے تلک شقشقہ ھدرت ثم قرت ۔ نہایہ میں ابن اثیر لکھتے ہیں منہ فی حدیث علی فی خطبة لہ تلک شقشقة ھدرت ثم قرت ۔ غور فرمائیے علامہ ابن اثیر کا اتنے مقامات پر اس حقیقت کا اعتراف کرنا کہ یہ الفاظ حضرت علی کے ہیں اور "فی خطبة لہ" کے جملہ سے اس امر کا اشارہ کرنا کہ یہ خطبہ حضرت علی ہی کا ہے کیا واضح ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ اس خطبہ کو الحاقی کہنے والے بالکل غلط گو ہیں ۔ صرف علامہ جزری ہی نہیں بلکہ جیسا کہ التوضیحات الحقیقة فی خطبة شقشقیہ میں مولوی سید علی اکبر صاحب بن حضرت سلطان العلماء طاب ثراہ نے تحریر فرمایا ہے ۔ علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ کی یہ گواہی واضح طور پر موجود ہے کہ انھوں نے اس خطبہ کو ایک ایسے نسخہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے جس پر خط ابن الفرات وزیر مقتدر باللہ موجود تھا اور یہ سید رضی علیہ الرحمہ سے ساٹھ سال پیشتر کی شخصیتوں میں شمار کیا جاتا ہے نیز یہ کہ سبط ابن جوزی نے یہ خطبہ اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ میں ابو القاسم انباری سے اور انھوں نے باسناد خود اسے عکرمہ سے نقل کیا ہے اور علاء الدولہ سمنانی نے اپنی کتاب عروة الوثقی میں واضح طور پر اعتراف کیا ہے کہ یہ خطبہ بلا کسی شک وشبہہ کے حضرت علی ہی کا کلام ہے ۔ اب تک جو کچھ

CamScanner

حوالہ قلم کیا گیا وہ حقیقتاً اس دعوے کا ثبوت تھا کہ نہج البلاغہ میں خصوصیت کے ساتھ خطبۂ شقشقیہ حضرت علیؑ ہی کا کلام ہے ان تمام پیش کردہ شواہد کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ اندازہ فرمائیں گے کہ جس سب وشتم والے خطبہ کی بنا پر انہیں کل نہج البلاغہ کے متعلق اس امر کا انکار کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی کہ وہ کلام علی علیہ السلام ہے وہی اتنی مستحکم شہادتوں اور ناقابل انکار گواہیوں سے اُن کا مسلم الثبوت کلام ہے بنا بریں اصولی حیثیت سے اساس استدلال کے ساقط ہو جانے کے بعد عمارت کو خود بخود ہی ساقط ہو جانا چاہیے۔ ان تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر علامہ ذہبی کے اس استدلال کو مان لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ ایسے تمام کلام جو بقول علامہ موصوف سب وشتم پر مشتمل ہیں انہیں اُن کے واقعی قائلین کی طرف منسوب ہی نہ کیا جائے مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ میکدۂ وحی کے اکثر و بیشتر ساغروں میں بھی یہی بادہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ن والقلم کے اندر یہ آیت موجود ہے کہ ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم عیب جو بڑا چغلخور پرلے درجہ کا بخیل حد سے گذر جانے والا تند مزاج گنہگار اور اس کے علاوہ حرامی بھی ہے۔ تو کیا یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں سے خارج کر دینے کے قابل آیت بن گئی۔ علامہ ذہبی آئیں اور اس کا فیصلہ فرمائیں۔ مغیرہ بن شعبہ کو اکابر صحابہ کی صف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر صحابہ کی بدکرداریوں کا پردہ فاش کرنا غیبت ہے تو قرآن میں خالق کائنات نے اُسکو ایک صحابی کے حق میں کیوں روا رکھا۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کیا صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کی قدرح نہیں کی ہے۔ تاریخ کی مستند شہادتیں اس قسم کے ایک دو نہیں سیکڑوں مناظر پیش کرتی ہیں جہاں صحابہ نے ایک دوسرے کو برے لفظوں سے یاد کیا ہے تو کیا آپ ان سب کے کلام کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ انکا کلام نہیں۔ میرے خیال میں ایسا کہنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسکے بعد علامہ ذہبی نے جو اور باتیں لکھی ہیں کہ اسمیں رکیک باتیں اور معاذ اللہ فصاحت و بلاغت سے گری ہوئی عبارتیں ہیں۔ یہ ایک ایسا مہمل دعویٰ بے دلیل ہے جس کے متعلق اذا مروا باللغو مروا کراما کی تلاوت کر کے خاموش ہی ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ شواہد ملاحظہ فرمائیے جو کل نہج البلاغہ کے کلام حضرت علیؑ ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

علامہ احمد بن منصور گازرونی لکھتے ہیں۔

ومن تامل فی کلامہ وکتبہ وخطبہ ورسالاتہ علم ان علمہ لا یوازی علم احد وفضائلہ لا یشاکل فضائل احد بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن جملتھا کتاب نہج البلاغۃ لقد وقف دونہ فصاحۃ الفصحاء وبلاغۃ البلغاء وحکمۃ الحکماء "جس شخص نے حضرت علیؑ کے کلام ان کے کتب و رسائل اور خطب و حکم وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ آنحضرت کا علم وہ ہے جس کا کوئی علم اور آپکے فضائل وہ ہیں جن کا عالم میں کسی کے فضائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان فضیلتوں میں

سے نمایاں فضیلت کا ثبوت آپکی کتاب نہج البلاغہ ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے سامنے فصحائے زمانہ کی فصاحت ابلغا کی بلاغت اور تمام حکمائے روزگار کی حکمت پست نظر آتی ہے"۔ مفتاح الفتوح تذکرہ علی بن ابیطالبؑ۔

ملا یعقوب لاہوری افادہ فرماتے ہیں:۔

من اراد مشاهدة بلاغته و مسامعة بلاغته فلينظر الى نهج البلاغة ولا ينبغى لاحد ان ينسب هذا الكلام الى رجل شيعى وما ذكر فيه من بعض الالفاظ الموهم بخلاف اهل السنة فعل تقدير ثبوته له محامل وتاويلات وقال البلغاء ان كلامه تحت كلام الخالق وفوق كلام المخلوق" جو شخص حضرت علیؑ کی فصاحت کو دیکھنا اور ان کی بلاغت کو سننا چاہے اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے بلاشبہہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ کلام کو ایک شیعہ شخص کی جانب نسبت دے رہا یہ امر کہ اس میں کہیں کہیں ایسے الفاظ موجود ہیں جو سنی عقائد کے خلاف ہیں اور اُن سے مذہب اہلسنت کی مخالفت کا وہم پیدا ہوتا ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے نہج البلاغہ کے کلام علی ہونے سے انکار کر دیا جائے ان کو بر تقدیر تسلیم مختلف توجیہات و تاویلات سے درست ثابت کیا جا سکتا ہے اور بلغاء کا یہ مسلمہ ہے کہ علی بن ابیطالبؑ کا یہ مجموعہ خدا کے کلام سے ماتحت اور دنیا کے تمام کلاموں سے بالاتر ہے۔ شرح تہذیب الکلام۔

علامہ تفتازانی کا اقرار:۔

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں "وایضاً هوا فصحهم لسانا على ما يشهد به كتاب نهج البلاغة" علاوہ اور فضیلتوں کے حضرت علی کی نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے زیادہ فصیح تھے اس حقیقت کی گواہ آپ کی کتاب نہج البلاغہ ہے۔

شیخ احمد بن مصطفی المعروف بہ طاشکبری زادہ کا اعتراف

فاضل موصوف کتاب شقائق نعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ میں رقمطراز ہیں "العالم الفاضل الکامل المولى قوام الدين يوسف المشتهر بقاضى بغداد كان من بلاد العجم فى مدينة شيراز وكان قاضيا ببغداد مدة فلما حدثت فتنة ابن اردبيل ارتحل الى ماردين وسكن هناك مدة ثم ارتحل الى بلاد الروم واعطاه السلطان بايزيد خان بروسه ثم اعطاه احدى المدارس ثم ارتحل الى جوار الرحمن فى اوائل سلطنة السلطان سليم خان كان شريفاً عالماً صالحاً متشرعاً زاهداً اذا هيبة ووقار صنف شرحاً جامعاً للتجريد وشرح نهج البلاغة للامام الهمام على بن ابيطالب عليه السلام"

"عالم فاضل و کامل مولی قوام الدین جو کہ قاضی بغداد کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں یہ بلاد عجم کے رہنے والے تھے اور ایک عرصہ تک بغداد میں منصب قضا پر فائز رہے جب ابن اردبیل کا فتنہ وقوع پذیر ہوا تو یہ مقام ماردین کی طرف کوچ کر گئے اور ایک مدت تک وہیں اقامت گزیں رہے بعد ازاں یہ سفر پیمائے بلاد روم ہوئے اور

وہاں ان کو بایزید خاں نے ایک مدرسہ حوالہ کر دیا جسمیں تدریس کا کام انجام دیتے رہے تا اینکہ اوائل سلطنت سلطان سلیم خاں میں انکا انتقال ہوگیا۔ یہ بہت ہی شریف باعلم صالح پابند شریعت صاحب ہیبت و وقار اور زاہد تھے۔ انھوں نے تجرید کی جامع فوائد شرح تحریر کی ہے اور حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی کتاب نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے۔ صرف مسلمان ہی نہیں بہت سے باخبر غیر مسلمین بھی ہیں جنھوں نے اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علی ہی کا کلام ہے۔ چنانچہ عبدالمسیح انطاکی صاحب جریدۃ العمران لکھتے ہیں کہ لاجدال ان سیدنا علیاً امیرالمؤمنین ھو امام الفصحاء واستاذ البلغاء واعظم من خطب وکتب فی اھل ھذہ الصناعۃ وھذا الکلام قد قیل فیہ انہ بحق فوق کلام المخلوق وتحت کلام الخالق قال ھذا الکل من عرف فنون الکتابۃ واشتغل فی صناعۃ التحریر بل ھو استاذ کتاب العرب ومعلمھم بلا مراء فما من ادیب اریب حاول اتقان صناعۃ التحریر الا وبین یدیہ القرآن ونھج البلاغۃ ذالک کلام الخالق وھذا الکلام اشرف المخلوقین " اس امر میں کسی لڑنے جھگڑنے کا امکان نہیں کہ حضرت علی فصحائے عالم کے رئیس اور بلغائے روزگار کے استاد ہیں اور تمام خطیبوں اور انشاپردازوں سے انکا مرتبہ بلند و برتر ہے اور یہ نہج البلاغہ وہی کلام ہے جسکے بارے میں یہ بات بالکل سچ کہی گئی ہے کہ یہ خالق کے کلام سے پست اور تمام مخلوق کے کلام سے بلند ہے یہ معمولی لوگوں کا نہیں اُن لوگوں کا مقولہ ہے جو فنون انشاپردازی میں کمال رکھتے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی عرب کے تمام انشاپردازوں کے معلم اور استاد ہیں اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ دنیا کا جو شخص بھی فن انشاپردازی میں سرحد کمال تک پہونچنا چاہتا ہو اس کے لیے قرآن مجید اور نہج البلاغہ کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ یہ قرآن خالق کا اور نہج البلاغہ بہترین مخلوقات عالم حضرت علی کا کلام ہے ——— ایک دوسرے عیسائی عالم فواد افرام بستانی استاذ العربیہ فی کلیۃ القدیس یوسف بھی ہیں جنھوں نے نہج البلاغہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اننا نبدء الیوم بنشر منتخبات من نھج البلاغۃ للامام علی بن ابیطالب علیہ السلام اول مفکر فی الاسلام "ہم نہج البلاغہ کے کچھ منتخبات کے نشر کا آغاز کر رہے ہیں یہ نہج البلاغہ حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کا مقدس کلام ہے۔ بیشک آپ ہی ہیں جنکو اسلام کا سب سے پہلا مفکر کہا جاسکتا ہے"۔ تعصب کی تاریک فضا سے ہٹ کر ان سنگیں شہادتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ فرمایئے کہ کیا اسکے بعد بھی یہ کہنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علی کا کلام نہیں ہے۔ ان تمام حقائق سے قطع نظر کرتے ہوئے اس امر کو بھی پیش نظر رکھئے کہ سید رضی علیہ الرحمہ کی شخصیت دیانت و صداقت کے اعتبار سے مشہور ہے۔ غور تو فرمایئے ایک ایسی شخصیت جو خلیفۃ المسلمین کی جانب سے نقابت اشراف کے جلیل ترین منصب پر فائز ہو اور اپنے دور میں فقہ و اصول کلام و حدیث وغیرہ کا مرکز بھی جاتی ہو اُسکے لیے کیونکر یہ بات ممکن ہوسکتی ہے کہ وہ تہمت طرازی

اور کذب سے کام لیتے ہوئے کسی اور پر نہیں حضرت علی پر بہتان و افترا باندھے اور اُن کے متعلق صریحی جھوٹ سے کام لے۔

# ایک قابل توجہ نکتہ

سید رضی علیہ الرحمہ کی علمی صلاحیتیں جس دور میں علمی آفاق پر اپنی ضیا بار کرنوں کی چھوٹ ڈال کر اُس کے تاریک شبستانوں کو نورانی بنا رہی تھیں ۔ یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ایک دو نہیں بیسیوں اہلسنت کے با سواد علماء سید رضی کے دوش بہ دوش موجود تھے اُن کی موجودگی میں بہت دشوار تھا کہ کوئی ایک لفظ بھی ایسا لکھ دیا جاتا جو تحقیق و اعتبار کے درجہ سے ساقط ہو چہ جائیکہ ایک پوری بسیط کتاب کا وضع کرکے اُس کو اسلام کی ایک عظیم ترین شخصیت کی طرف نسبت دیدینا ۔ ظاہر ہے کہ اگر واقعاً ایسا ہوتا تو باخبر علماء کی جانب سے اعتراضات ہوتے گرفتیں ہوتیں اور کھلم کھلا سید کی شخصیت کو متہم کرنے کے لیے اُن کے خلاف مورچہ بندی کی جاتی لیکن ایسا نہ ہونا خود واضح ثبوت ہے اس ناقابل انکار درخشاں حقیقت کا کہ وہ اس کو جعلی یا وضعی نہیں سمجھتے تھے ۔ علامہ سید رضی علیہ الرحمہ کی بلند شخصیت کا اگر آپ اندازہ کرنا چاہتے ہوں تو ابو منصور عبدالملک بن محمد ثعالبی معاصر سید رضی علیہ الرحمہ کا یہ افادہ ملاحظہ فرمائیے :۔ الباب العاشر فی ذکر الشریف ابی الحسن الموسوی النقیب وغرر من شعرہ وھو محمد بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجوھھم ومولدہ ببغداد سنۃ تسع وخمسین وثلثمائۃ وابتدء بقول الشعر بعد ان جاوز العشر سنین بقلیل وھو ابرع انشاء الزمان وانجب سادۃ العراق یتحلی مع محتدہ الشریف ومفخرہ المنیف بادب ظاھر وفضل باھر وحظ من جمیع المحاسن وافر ثم ھو اشعر الطالبین من مضی منھم ومن غبر علی کثرۃ شعرائھم المفلقین کالحمانی وابن طباطبا وابن الناصر وغیرھم ولو قلت انہ اشعر قریش لم ابعد عن الصدق" دسواں باب شریف ابو الحسن موسوی نقیب اور اُن کے درخشاں اشعار کے بارے میں ہے اُن کا نسب یہ ہے۔ محمد بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام خدا ان سب کے چہروں کو عزت کرامت فرمائے ۔ یہ بغداد میں ۳۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا سن شریف دس سال سے متجاوز نہ ہونے پایا تھا کہ آپ نے شعر کہنا شروع کیا اور آپ اپنے زمانہ کے کامل ترین انشاپرداز اور عراق کے سادات میں سب سے زیادہ شریف و نجیب تھے ۔ آپ اپنی نسبی شرافت کے علاوہ واضح ادب درخشاں فضل و شرف اور تمام علمی اور عملی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ اور علوئین میں سب سے زیادہ اچھا مذاق ادب رکھنے والے تھے اور حمانی ہوں یا ابن طباطبا ۔ ابن ناصر ہوں یا ان کے علاوہ کوئی ادیب، کوئی بھی ان کا مدمقابل نہیں ۔ اگر انھیں اشعر قریش کہا جائے تو حرف بحرف صحیح ہوگا ۔ موصوف کا سن وفات ۴۰۶ھ اور محل دفن محلہ کرخ مسجد انباریین ہے ۔ کیا ایسی بلند ترین شخصیت کے متعلق یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی کتاب کو صرف دنیا کو دھوکا اور فریب دینے کی نیت سے غلط طریقہ پر کسی جانب منسوب کر دے ۔ خود غور کیجئے ایسا جلیل کلام جو مستقبل میں دنیائے ادب کا

CamScanner

گل سرسبد شبستان فصاحت کا روشن چراغ گلشن فصاحت و بلاغت کا سدا بہار نہال بار ور اور فلک اعجاز و کرامت کا اختر تابندہ بننے والا تھا کوئی شخص یہ سمجھنے کے باوجود کہ اُس کی نسبت حاصل ہو جانے کے بعد اُسے اقلیم فصاحت و بلاغت کی تاجداری مل سکتی ہے اپنی طرف نسبت دینے کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت دے ہی کیسے سکتا ہے۔ دنیا میں شہرت خواہی کے جذبے فطری طور پر موجود ہوتے ہیں اور شہرت کا میدان وہ ہے جس میں خون کے رشتے بھی اس قسم کے ایثار کے نمونے پیش کرنے سے قاصر ہیں چہ جائیکہ مذہبی رابطے بلا شبہہ یہ مجموعہ سید رضی علیہ الرحمہ کی تالیف ہوتا تو وہ اسے حضرت علی کی طرف نسبت دینے کے بجائے اپنی ہی طرف نسبت دیتے۔

## نہج البلاغہ کی شرحیں

مشکل سے نہج البلاغہ کے علاوہ کوئی ایسی کتاب دستیاب ہو گی جس کی اتنی شرحیں لکھی گئی ہوں۔ ذیل میں شروح نہج البلاغہ کی ایک اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے۔ (۱) شرح علامہ ابن ابی الحدید معتزلی (۲) شرح قوام الدین یوسف ابن حسن (۳) مفتی ابن عبد ربہ (۴) حسن نائل مرصفی۔ یہ سب شارحین علمائے اہلسنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیعہ علماء میں سے جن جن لوگوں نے اس مقدس کتاب کی شرحیں لکھی ہیں اُن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔ (۱) علامہ حبیبہ سید علی بن ناصر (۲) علامہ قطب الدین راوندی۔ ان کی شرح کا نام منہاج البراعہ ہے (۳) علامہ نبیل سید جلیل سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ (۴) علامہ ابن میثم بحرانی (۵) شیخ جلیل قطب الدین محمد بن حسین اسکندری۔ انکی شرح کا نام اصباح ہے (۶) شیخ حسین بن شہاب الدین حیدر علی عاملی کرکی (۷) شیخ نظام الدین علی بن الحسین ابن نظام الدین جیلانی ان کی شرح کا نام انوار الفصاحۃ و اسرار البلاغہ ہے (۸) علامہ سید میرزا علاء الدین محمد ابن ابی تراب الحسین مشہور بہ فاضل گلستانہ ان کی شرح کا نام حدائق الحدائق ہے (۹) فاضل زواری۔ ان کی شرح کا نام روضۃ الابرار ہے (۱۰) ملا فتح اللہ کاشانی (۱۱) علامہ سید ماجد بن محمد بحرانی۔ علاوہ بریں اور بھی شرحیں ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ اس محل پر باعث طول ہو اس لیے اُن کے تذکرہ کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مشہور مسلمہ ہے کہ کسی متن کی شرحوں کا زیادہ ہونا جلالت متن کی دلیل ہوتا ہے۔ اس لیے نہج البلاغہ کی شرحوں کی کثرت سے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اُس کی منزلت کتنی رفیع ہے۔

## ایک اور شبہہ اور اُسکا جواب

کچھ لوگوں نے نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے سے اس بنا پر بھی انکار کیا ہے کہ اس میں صدر اول میں جو تحریر کا انداز یا خطابت کا ایک خاص ڈھنگ تھا وہ اکثر و بیشتر مقامات پر نظر نہیں آتا۔ مثلاً عبارت میں محاسن لفظی و معنوی کا التزام، سجع و ترصیع کی مراعات۔ یہ صدر اول کے خطباء کا دستور نہیں تھا۔ ان کی عبارتیں ان تکلفات سے

پاک ہوتی تھیں نہج البلاغہ میں ان چیزوں کی بھرمار سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس کی وضع صدر اول کے بعد ہوئی ہے۔ اُس استدلال میں جو ذہن او کمزوری ہے وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کیا قرآن مجید میں صناعات موجود نہیں ہیں؟ کیا اُس میں کثیر مقامات پر سجع دستیاب نہیں ہوتا؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے معمولی فہم و ادراک رکھنے والے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ غور فرمایئے کیا "ربک فکبر" میں صنعت قلب موجود نہیں؟ کیا "فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر" میں صنعت سجع موجود نہیں؟ ایک دو نہیں بے شمار مقامات پہ قرآن مجید میں صنائع و بدائع کا استعمال موجود ہے تو اس نظریہ کی بنا پر دو باتوں میں سے ایک بات کا قائل ہونا ضروری ہے یہ چیزیں صنائع و بدائع سے خارج ہیں یا یہ کلام صدر اول کا کلام ہی نہیں مگر ان دونوں باتوں کا اقرار ناممکن ہے۔ قرآن یقینی طور پر صدر اول سے متعلق ہے اور یہ تمام چیزیں مسلم طور پر صنائع و بدائع کی حد میں داخل ہیں بنابریں نتیجہ بالکل واضح ہے کہ سجع یا دیگر محاسن کلام کی وجہ سے نہج البلاغہ کے متعلق یہ شبہہ کرنا کہ وہ حضرت علی کا کلام نہیں بالکل غلط ہے۔ بیشک علم معانی و بیان کی تدوین صدر اول کے بعد ہی ہوئی جس طرح کہ علم نحو و صرف وغیرہ کی تدوین تفصیلی طور پر صدر اول کے بعد ہی ہوئی ہے۔ لیکن ان تمام علوم کے اصول صدر اول یا اُس کے قبل ہی کے زمانہ سے ماخوذ ہیں فرق جو کچھ ہے وہ اتنا ہے کہ ان علوم کی تدوین کے بعد سجع و ترصیع یا دیگر صنائع و بدائع ارباب فن کی صحت و غلطی کے لئے ایک معیار کی حیثیت اختیار کر گئے اور قبل ہی وہ خود ان اصول و ضوابط کے استخراج و استنباط کا سرچشمہ و منبع تھے۔ بنابریں ان کے وجود سے تو بہرحال انکار ہی نہیں کیا جا سکتا ہے صرف اُن کی حیثیت کے متعلق غور و خوض کیا جانا ممکن ہے۔ بحروں کا وجود بہت بعد میں ہوا ہے لیکن جاہلیت یا ابتدائے اسلام کے جتنے اشعار آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ کسی نہ کسی بحر کے پابند نظر آئیں گے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ تمام کے تمام اشعار وضعی ہیں بالکل واضح ہے کہ ایسا کہنا ناممکن ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں الفاظ کو جن صرفی قواعد کی پابندیوں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے اُن کا اُس وقت نام و نشان بھی نہ تھا اور واضعین صرف نے انھیں بہت بعد میں وضع کیا ہے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود آپ اس انکار پہ قادر نہیں کہ انکا تعلق زمانۂ جاہلیت سے نہیں ہے اور ضرور ہے بس بات اتنی سی ہے کہ اُس دور میں ان ضوابط و قواعد کی روشنی میں انکا استعمال نہیں کیا گیا اور بعد میں ان کی رعایت ان اصول و ضوابط کے ماتحت کی گئی۔ ذوق سلیم موزونیت کا سرچشمہ ہے اور خوش طبعی کسی تتبع کے بغیر خود ہی محاسن کلام کی خالق بنا کرتی ہے اکثر اُن عورتوں تک کو جنھیں فنی نکات کی ہوا تک نہیں لگی ہے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ہمارے کلام میں سکتہ آ ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بہت دور کے دور کی بات ہے یا جاہل لوگوں کی زبان سے اتفاقی طور پر ایسے کلام نکل آتے ہیں جو اُنھوں نے شعر کی نیت سے استعمال نہیں کیے تھے مگر وہ حقیقتاً شعر تھے تو کیا فطرت کے اس تلقین کیے ہوئے جرم کی بنا پر وہ اُس سزا کے مستوجب ہیں کہ ان کے کلام کو اُن کا کلام ہی نہ سمجھا جائے

CamScanner

۱۸

نہیں اور ہرگز نہیں ۔ کچھ لوگوں نے نفس سجع ہی کو عیب قرار دیا ہے اور اُس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے سجع کی مخالفت فرمائی ہے ۔ اس سے کم سے کم اتنا تو استدلال کرنے کا موقع مل ہی جاتا ہے کہ سجع جسے عہد متاخر سے متعلق قرار دیا جاتا ہے اُس کا وجود عہد نبوی سے ثابت ہے ورنہ اگر سجع کا وجود ہی نہ تھا تو ممانعت کس چیز کی گئی ہے ۔ رہ گیا اس حدیث کی صحت کا سوال تو وہ اس سے واضح ہے کہ پیغمبر اسلام نے خود اپنے کلام میں اکثر و بیشتر مقامات پر سجع کی مراعات فرمائی ہے ۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے گیا ہے کچھ عورتوں کو مخاطب کلام قرار دے کر ارجعن مأزورات غیر ماجورات ۔ صرفی قاعدہ سے اس محل پر مازورات کے بجائے موزورات ہونا چاہیے تھا لیکن صرف سجع کا خیال کرتے ہوئے صرفی نقصان و عیب کا خیال کیے بغیر مازورات کا موزورات کے بجائے استعمال وزنی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ پیغمبر اسلام کی نگاہ میں سجع کی اہمیت کیا تھی ۔ رہ گیا یہ امر کہ اگر سجع کوئی اچھی چیز تھی تو قرآن پورا کا پورا سجع میں کیوں نازل نہ کیا گیا ۔ اس کے دو جواب ہیں ۔ اوّل یہ کہ قرآن تقریبًا کل کا کل ہی سجع کی صنعت پر مشتمل ہے ۔ جیسا کہ سورہ رحمٰن، سورہ دہر، سورہ والشمس، سورہ کہف، سورہ قمر، سورہ طٰہٰ سورہ نجم، سورہ اعلیٰ اور دیگر سوروں کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جن بعض مقامات پر سجع سے انحراف پایا جاتا ہے اُس کی ایک خاص وجہ ہے جسے صاحب مثل السائر نے تحریر فرمایا ہے کہ اکثر القران مسجوع حتی ان السورۃ لتاتی کلھا مسجوعۃ وما منع ان یاتی القران کلہ مسجوعا الا انہ سلک مسلک الایجاز والاختصار والسجع لا یوائی کل موضع من الکلام علی حد الایجاز و الاختصار فترک استعمالہ فی جمیع القران لھذا السبب وھھنا وجہ اخر ھوا قوی من الاوّل ۔ قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ مشتمل بر سجع ہے یہاں تک کہ بعض سورہ تو ایسے ہیں جو از اول تا آخر صنعت سجع کے حامل ہیں جن بعض مقامات پر سجع کا استعمال نہیں ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کلام موجز و مختصر ہے اور سجع کی وجہ سے جن بعض مقامات پر ایجاز سے ہٹنا ناگزیر ہو گیا تھا وہاں اُسے ایک ادبی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کیا گیا اور جو صنعت ایجاز اُس سے بھی زیادہ قوی تھی اُسے اختیار کیا گیا ۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نہج البلاغہ میں ایسے الفاظ و اصطلاحات ملتے ہیں جو صدر اول کے بعد کے پیدا شدہ ہیں جیسے کہ ازلیت کیفیت تجزی وغیرہ ۔ ان الفاظ کا نہج البلاغہ میں موجود ہونا گویا ان کے نزدیک ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ کلام ہی مولّد اور بعد کی پیداوار ہے مگر افسوس ہے کہ انھوں نے شبہہ کی عمارت بلند کرتے وقت یہ خیال نہ کیا کہ اُنھوں نے جن الفاظ کو مولّد تسلیم کرتے ہوئے نہج البلاغہ میں اُن کی موجودگی کی بنا پر اُسے کلام علی ہی ماننے سے انکار کر دیا ۔ ان کو عہد متاخر کے متکلمین الفاظ و اصطلاحات کی وضع و تخلیق کا نتیجہ قرار ہی کیوں دیا جائے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ان فنی الفاظ و اصطلاحات کے واضع و موجد متاخرین نہیں بلکہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں ۔ آپ نے جس طرح علم نحو وغیرہ کا سنگ بنیاد رکھکر اُسکی واضعیت کا امتیاز حاصل فرمایا ہے اُسی طرح آپ ان الفاظ کے بھی موجد ہیں علاوہ

CS CamScanner

19

برایں مولد اُس لفظ کو کہتے ہیں جس کا اہل لغت نے کہیں تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں مذکور ہو جس کا قول سند ہونیکے اعتبار سے قابل احتجاج نہ ہو۔ اگر کسی کلمہ کا اہل لغت نے تذکرہ نہ کیا ہو اور وہ کسی ایسے شخص کے کلام میں دستیاب ہو جس کا قول مستند سمجھا جاتا ہو تو اُس کو مولد کہنا صحیح ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی اردو کا لفظ اردو لغت میں موجود نہ ہو مگر غالب، میر، سودا یا آتش وغیرہ نے استعمال کیا ہو تو اُنکا استعمال خود ثبوت ہوگا اس امر کا کہ یہ لغت اردو کے دائرہ میں داخل ہے اور ارباب لغت کا اُسے اپنے دامن میں جگہ نہ دینا یہ اُن کی فرد گذاشت ہے لغات کے کلام محاوروں سے نہیں، محاورے ثقات کے کلام سے بنا کرتے ہیں۔ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام جیسی مستند شخصیت کے کلام میں ایسے لغات کی موجودگی جو معاجم عربیہ میں موجود نہ ہوں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے تو اُنھیں مولد سے تعبیر نہ کیا جاسکے گا کیونکہ ان کی شخصیت استعمال الفاظ میں لغت کی نہیں لغت الفاظ کی جمع و تالیف میں اُن کے استعمال کا محتاج ہے۔

## ایک اور مہمل ایراد

بعض لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ نہج البلاغہ میں کہیں کہیں دخیل کے آثار بھی محسوس ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ بھی نظر آتے ہیں جو دراصل عربی نہیں ہیں اور اُنھیں دوسری زبانوں سے عربی اصول و قواعد کے لحاظ سے بلا کسی تغیر کے یا معمولی سے تغیر کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے جیسا کہ اسکے ثبوت میں خطبہ قاصعہ کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ دخیل کی موجودگی ہیں اس شبہہ کی قوی بنیاد ہے کہ یہ الفاظ بعد میں کسی مصلحت کی بناء پر اضافہ کئے گئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد پر اول تو کل نہج البلاغہ کے متعلق یہ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ وہ موضوع ہے کیونکہ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ اُن الفاظ کو الحاقی کہا جاسکتا ہے جنکے دخیل ہونے کا ثبوت فراہم ہو جائے نہ کہ کل نہج البلاغہ کو۔ دوسرے یہ کہ اگر دخیل کے وجود ہی کو وضع و الحاق کی اساس مانا جائے تو پھر قرآن کے متعلق کیا کہا جائیگا جس کے متعلق محی الدین خیاط مصری ترجمہ دیوان ابو تمام میں تحریر فرماتے ہیں کہ تری بعض الکتبۃ والشعراء یابی ویانف عن استعمال الدخیل ولم یعلم ان القرآن الکریم نفسہ استعمل الدخیل مع وجود المرادف لہ " تم دیکھتے ہو کہ بعض انشا پرداز اور شعراء دخیل کے استعمال سے ناخوشگواری محسوس کرتے ہیں حالانکہ اُنھیں یہ بات معلوم نہیں کہ قرآن کریم نے خود اپنی اعجازی شان کے باوجود دخیل کا استعمال کیا ہے جیسا کہ خط قرطاس وغیرہ اس کے شاہد ہیں۔

## نہج البلاغہ کے متعلق اُسکے بعض شارحین کے خیالات

شیخ محمد حسن نائل مرصفی مدرس اللسان لکلیۃ العزیز الکبری بمصر تحریر فرماتے ہیں:۔ ولقد کان المجلی فی ھذا ہ

CamScanner

الحلية علي صلوات عليه وما احسبني احتاج في اثبات هذا الامر الي دليل وبرهان اكثر من نهج البلاغة ذلك الكتاب الذي اقامه الله حجة واضحة علي ان عليا قد كان احسن مثال حي لنور القرآن واعجازه وحكمته وبلاغته وعلمه وهدايته اجتمع لعلي في هذا الكتاب ما لم يجتمع لكبار الحكماء وافذاذ البلغاء ونوابغ الفلاسفة والربانيين من آيات الحكمة السامية وقواعد السياسية المستقيمه" میدان فصاحت وبلاغت کے جواد سابق حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اس دعوی کے اثبات کیلئے نہج البلاغہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ یہ کتاب وہ ہے جسے اللہ نے اس امر کی واضح حجت قرار دیا ہے کہ حضرت علی قرآن کے نور و اعجاز، اسکی حکمت و بلاغت اور علم و ہدایت کی زندہ مثال تھے۔ اس کتاب میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ بلند و بالا حکمت کے آیات اور مستقیم سیاست کے قواعد کی حیثیت سے بڑے بڑے حکما، شہرۂ آفاق بلغاء اور باکمال ربانی فلاسفہ کے یہاں بھی نہ پاسکیں گے۔" فاضل موصوف کے اس افادہ نے نہج البلاغہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ مجموعہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام ہی کا کلام ہے اور اسے سید رضی یا کسی اور کی تصنیف قرار دینا قطعی غلط ہے۔

## فاضل غمراوی کا افادہ

شارح مصفیٰ کی شرح نہج البلاغہ کا جو بسیط مقدمہ دار الکتب العربیہ الکبری کے مصحح محمد زہری غمراوی نے تحریر کیا ہے اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں: "فقد اشتملت مقالاته علي المواعظ الزهدية والمناهج السياسية والزواجر الدينية والحكم النفيسة والآداب الخليقة والدرر التوحيدية والاشارات الغيبية والردود علي الخصوم والنصائح علي وجه العموم وقد احتوي علي غرر كلامه كرم الله وجهه كتاب نهج البلاغة الذي جمعه وهذبه ابو الحسن محمد بن الطاهر المشهور بالشريف الرضي" حضرت علی علیہ السلام کے مقالات داہنمائے زہد موعظوں، سیاسی شاہراہوں، دینی جھڑکیوں، نفیس حکمتوں، اخلاقی تعلیموں، توحید کے جواہر پاروں، غیبی اشاروں، مخالفوں کے دنداں شکن جوابوں اور ہمہ گیر نصیحتوں پر مشتمل ہے آپ کے جز کلام کی جامع وہ کتاب نہج البلاغہ ہے جسے ابو الحسن محمد بن طاہر المعروف بہ سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کیا ہے۔" یہ استشہاد بھی سابق کے استشہاد کی طرح نہج البلاغہ کی جلالت قدر و عظم مرتبت کیساتھ اس حقیقت کا پردہ چاک کر رہا ہے کہ رضی علیہ الرحمہ اسکے جامع کی حیثیت رکھتے ہیں اور درحقیقت یہ کلام حضرت علی کا ہے۔ جس کتاب سے مذکورہ بالا استشہادات درج کی گئی ہیں اسکے ٹائیٹل پر مصطفےٰ البابی جو کہ علمائے اہلسنت میں سے ہیں یہ عبارت تحریر کرتے ہیں:- الجزء الاول من كتاب نهج البلاغة الجامع الكتب ورسائل مولانا امير المؤمنين علي ابن ابي طالب عليه السلام جمعه الامام اللغوي محمد بن احمد الحسيني الملقب بشريف الرضي۔ "یہ کتاب نہج البلاغہ کا جو کہ ہمارے سید و آقا حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے کتب و رسائل کا مجموعہ ہے

 ۲۱

اور جیسے لغت عربی کے مسلم الثبوت امام محمد بن احمد حسینی الملقب بہ شریف رضی نے تالیف کیا ہے اسکا پہلا جز ذیریہ گواہی بھی اپنے اختصار کے باوجود نہج البلاغہ کے کلام علیؑ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

علامہ محمد بن عبدربہ کا افادہ:۔

وبعد اوفى بی حکم القدر له الاطلاع على نهج البلاغه صدفة بلا تعمل اصبته على تغير حال بال وتزاحم اشغال وعطلة من اعمال فحسبته تسلية وحيلة فتصفحت بعض صفحاته وتاملت جملا من عبارات من مواضع مختلفات ومواضع متفرقات فكان يخيل لى فى كل مقام ان حروبا شبت وغارات شنت وان للبلاغة دولة وللفصاحة صولة وان للاوهام عرامة وللريب دعارة وان جحافل الخطابة وكتائب الذرابة فى عقود النظام وصفوف الانتظام تنافح بالصفيح الابلج والقويم الاملج وتمتلج المهج برواضع الحجج فتفل من دعارة الوساوس وتصيب مقاتل الخوانس فما انا الا والحق منتصر والباطل منكسر ومرج الحق فى خمود وهرج الريب فى ركود وان مدبر تلك الدولة و باسل تلك الصولة هو حامل لوائها الغالب امير المؤمنين على بن ابى طالب بل كنت حينما انتقلت من موضع الى موضع احس بتغير المشاهد وتحول المعاهد فتارة كنت اجدنى فى عالم يعمره من المعانى ارواح عالية فى حلل من العبارات الزاهية تطوف على النفوس الزاكية وتدنو من القلوب الصافية توحى اليها رشادها وتقوم منها مرادها و تنفر بها عن مداحض المزال الى جواد الفضل والكمال وطورا كانت تنكشف لى الجمل عن وجوه باسرة و انياب كاشرة وارواح فى اشباح النمور ومخالب النسور قد تحفزت للوثاب ثم انقضت للاختلاب فخلبت القلوب عن هواها واخذت الخواطر دون مرماها واغتالت فاسد الاهواء وباطل الاراء واحيانا كنت اشهد عقلا نورانيا لا يشبه خلقا جسدانيا فصل عن الموكب الالهى واتصل بالروح الانسانى فخلعه عن غاشيات الطبيعة وسما به الى الملكوت الاعلى ونما به الى مشهد النور الاجلى و سكن به الى عمار جانب التقديس بعد استخلاصه عن شوائب التلبيس وانات كانى اسمع خطيب الحكمة ينادى باعلياء الكلمة واولياء امر الامة يعرفهم مواقع الصواب ويبصرهم مواضع الارتياب ويحذرهم مزالق الاضطراب ويرشدهم الى دقائق السياسة ويهديهم طرق الكياسة ويرتفع بهم الى منصات الرياسة ويصعدهم شرف القدس ويشرف بهم على حسن المصير ذلك الكتاب الجليل هو جملة ما اختاره الشريف الرضى رحمه الله من كلام سيدنا ومولانا امير المؤمنين على بن ابى طالب عليه السلام جمع متفرقه وسماه بهذا الاسم نهج البلاغة ولا اعلم اسما اليق بالدلالة على معناه ومنه وليس فى وسعى ان اصف هذا الكتاب باذيد مما دل عليه

٢٢

ولا ان اجدني في بيان مزيته فوق ما اتى به صاحب الاختيار كما ستراه في مقدمة الكتاب ولو لا ان غرائز الجبلة وقواضي الذمة تفرض علينا عرفان الجميل لصاحبه وشكر المحسن على احسانه لما احتجنا الى تنبيه ما اودع نهج البلاغة من فنون الفصاحة وما خص به من وجوه البلاغة خصوصا وهو لم يترك غرضا من اغراض الكلام الا اصابه ولم يدع للفكر ممرا الا جابه — الا ان عبارات الكتاب لبعد عهدها منا وانقطاع اهل جيلنا عن اصل لساننا قد نجد فيها غرائب الفاظ في غير وحشة وجزالة تركيب من غير تعقيد فربما وقف فهم المطالع دون الوصول الى مفاهيم بعض المفردات او مضامين بعض الجمل وليس ذلك ضعفاً في اللفظ ولا وهنا في المعنى وانما هو قصور في ذهن المتناول الخ — میں نے جب فیصلہ فرمائے قضا و قدر کے فرمان کے مطابق اپنے بدلے ہوئے نظام حالات اضطراب فکر اور فراوانی افکار کے عالم میں سرسری طور پر مفکر اسلام حضرت علی علیہ السلام کے مجموعہ کلام نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا تو وہ میرے اضطراب کے لیے پیغام سکون اور خاطر پریشاں کے لیے افکار کی زنجیروں سے رہائی دلانے والا بن گیا۔ میں نے اس مبارک کتاب کے مختلف مقامات دیکھے ان تمام مقامات کا مطالعہ کرتے وقت کسی مقام پر تو جنگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دشمن کی صفوں پر دار ہونیوالی غارتیں نظر آئیں اور میں نے دیکھا کہ بلاغت کی حکومت ہی فصاحت حملہ کر رہی ہے۔ وا ہمے اپنی بدسرشتی اور شکوک اپنی بدخلقی کے ساتھ صف آرا ہیں اور علوی خطابت کے لشکر اور حیدری تیزی زبان کی فوجیں پرے باندھے ہوئے فصاحت کی درخشاں شمشیر اور بلاغت کے گندم گوں نیزوں سے دشمنان حق کا خون دل چوس رہی ہیں۔ شکوک کی بدسرشتی کو شکست دے رہی اور برے ارادوں کو ہلاک کر رہی ہیں۔ اور گویا میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں کہ باطل کی فوجیں ٹوٹ رہی ہیں حق فتحیاب ہو رہا ہے۔ شک کی بےچینی کی آگ بجھ رہی ہے اور شبہہ کا اضطراب مٹ رہا ہے اور اس سلطنت کا تاج علی بن ابیطالب کے سر پر ہے اور اس میدان کے مرد ضرف وہی ہیں۔ بلکہ میری حالت تو یہ تھی کہ جب میں ایک عبارت سے دوسری عبارت تک پہونچتا تھا تو نقشہ ہی دوسرا نظر آتا کبھی میں اپنے کو ایسی دنیا میں پاتا تھا جہاں مفاہیم کی بلند روحیں عبارتوں کے دلکش پیراہن پہنے ہوئے آباد ہیں اور دلوں کے پاکیزہ کاشانوں کا طواف کر رہی ہیں اور صاف ضمیروں کے پہلو میں ایک ہمدم کی طرح بیٹھی ہوئی انھیں رشد و ہدایت کے افسانے سنا کر ان کی کجی کو درست کر رہی ہیں اور خطا و لغزش کے مقامات سے ہٹا کر فضل و کمال کی منزل کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔ کسی مقام پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بگڑے ہوئے چہرے کھلے ہوئے دندان تیز حملوں کے پیکر میں رونما ہیں۔ اور روحیں چیتوں کے جسموں اور گدوں کے پنجوں سمیت حملوں کی تیاری کر رہی ہیں پھر یکایک انھوں نے حملہ کر کے سب کے دل ان کی خواہشوں کی جانب سے موڑ دیے اور بری خواہشیں ان کے دل سے نکال لیگئیں۔ پھر کسی محل پر یہ دیکھتا تھا کہ ایک نورانی عقل جس کو کسی جسمانی چیز سے کوئی مشابہت ہی نہیں اپنے لشکر سے جدا ہو کر انسانی روح کے پہلو میں آئی اور اسے اس طبیعت کے پردوں سے معرا کر کے ملکوت اعلیٰ کی منزل تک

بلند کر دیا اور ترقی دیکر وہاں پہونچا دیا ہے جو کہ درخشاں ترین نور کی شہادت گاہ ہے اور مکر و فریب کے شائبوں سے چھٹکارہ دیکر پہلوئے پاکیزگی کی آبادی میں سکونت گزیں بنا دیا ہے۔ اس عالم سے پلٹتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حکمت بزرگان دین اور اولیائے امت کو ندا دے رہا ہے اور راستی کے مقامات پہنچوا رہا ہے مواضع شک و ریب سے بچا رہا اور قواعد سیاست اور آداب فہم و فراست کی تعلیم دے رہا ہے جس سے وہ منصۂ ریاست پر فائز ہوں اور بلندئ تدبیر پر پہونچ کر خوبیٔ انجام سے کامیاب ہوں۔ وہ کتاب جسمیں ان اوصاف کا خزانہ ہے وہی مجموعہ ہے جسے سید رضی علیہ الرحمہ نے حضرت علی بن ابیطالب کے پراگندہ و متفرق کلام کے منتخب و چیدہ حصوں سے تالیف کر کے نہج البلاغہ کے مبارک نام کے ساتھ موسوم قرار دیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اور موزوں و مناسب نام تھا بھی نہیں یقیناً میرے امکان سے باہر ہے کہ میں اس کتاب کی جتنی کہ خود اس کے نام نے اس کی جانب رہبری کی ہے اُس سے زائد رہبری کر سکوں اور ترجمانیٔ امتیاز و شرف کے محل میں شریف رضی نے جو کچھ وارد کر دیا ہے اُس سے زائد بیان کر سکوں بیشک اگر صاحب احسان کی معرفت اور محسن کے احسان پر اُسکے شکر کرنے کو فطرت کی طبعی قوتیں اور ذمہ داری کے احکام ہم پر فرض نہ کر دیتے تو نہج البلاغہ کے اندر جو مختلف فصاحت کے شعبے اور بلاغت کے خصائص ودیعت کیے گئے ہیں ہیں ہرگز اُن کی جانب متوجہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلاشبہہ یہی وہ کتاب ہے جسنے اغراض کلام میں سے کوئی غرض ایسی نہیں چھوڑی ہے جسے پا نہ لیا ہو اور فکر کا کوئی راستہ ایسا باقی نہیں رکھا ہے جس کو طے نہ کیا ہو مگر چونکہ عبارات کتاب میں ہمارے عہد کے بعد اور اصل زبان سے ناواقفیت کیوجہ سے کچھ وحشت سے دور غریب الفاظ اور تعقید سے پاک جزیل شاندار ترکیبیں ایسی دستیاب ہوتی ہیں جن تک مطالعہ کرنے والوں کا فہم اکثر اپنے قصور کی بنا پر نہیں پہونچ پاتا۔ اس لیے میں نے اُس کی یہ شرح لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔" علامہ ابن عبدربہ نے انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جو کچھ کہا ہے وہ اس کتاب کی عظمت پر روشنی ڈالنے کیلیے بہت کافی ہے

18

# تیئیسواں خطبہ (۲۳)

## جس میں آپ نے مسائل شرعیہ میں اختلاف علماء کی مذمت فرمائی ہو

تَرِدُ عَلَىٰ أَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ

ان فتوی دینے والوں کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس کسی شرعی حکم کے متعلق کوئی مسئلہ آتا ہے

فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلَىٰ غَيْرِهِ

تو وہ اپنی رائے سے اس کے بارے میں حکم صادر کر دیتا ہے یہی مسئلہ بعینہٖ دوسرے

فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلَافِهِ ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذَٰلِكَ عِنْدَ الْإِمَامِ

پر وارد ہوتا ہے وہ اس کے مخالف حکم دیتا ہے پھر یہ سب قاضی اپنے اس امام کے پاس جا کر اکٹھا ہوتے ہیں

الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ فَيُصَوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعاً وَإِلَٰهُهُمْ وَاحِدٌ

جس نے انہیں منصب قضا سپرد کیا ہے تو وہ ان سب کی رایوں کو ٹھیک قرار دیکر ان پر صاد کر دیتا ہے انکا خدا ایک

وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ وَكِتَابُهُمْ وَاحِدٌ أَفَأَمَرَهُمُ اللهُ تَعَالَىٰ

ہے رسول ایک کتاب (قرآن) ایک ہے (پھر یہ اختلاف کہاں سے آیا) کیا اللہ نے ان کو

بِالْاخْتِلَافِ فَأَطَاعُوهُ أَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ أَمْ أَنْزَلَ

اختلاف کا حکم دیا تھا جس کی انھوں نے فرمانبرداری کی یا اس نے انکو روکا تھا مگر انھوں نے اسکی نافرمانی کی یا

اللهُ دِيناً نَاقِصاً فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَىٰ إِتْمَامِهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَهُ

خدا نے اپنا دین ناکمل اتارا تھا جسکے پورا کرنے پر انکی مدد چاہی یا یہ اس کے شریک ہیں کہ ان کا حق ہے

فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَىٰ أَمْ أَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ

جو چاہیں کہیں اور اسکا فرض ہے کہ وہ اس پر راضی ہو جائے یا خدا نے تو شریعت کامل نازل کی تھی مگر

دِيناً تَامّاً فَقَصَّرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْ تَبْلِيغِهِ

پیغمبر نے اسکی تبلیغ کرنے اور اسے ادا کرنے میں تقصیر و کوتاہی کی مگر خدا نے تو قرآن میں (ایک مقام پر) فرمایا ہے

وَأَدَائِهِ وَاللهُ سُبْحَانَهُ يَقُولُ (مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ

ہم نے قرآن میں کوئی بات چھوڑ ہی نہیں ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد کیا ہے کہ قرآن میں ہر

مِنْ شَيْءٍ) وَقَالَ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ

چیز کا بیان ہے پھر ذکر کیا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ کہ اسمیں کسی قسم کا

بَعْضُهُ بَعْضاً وَأَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ (وَلَوْ كَانَ

اختلاف نہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے آیا ہوتا تو یہ لوگ یقیناً

علامہ ابن ابی الحدید نے اپنی مشہور و معروف شرح میں اس خطبہ کی تفصیل کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ امیرالمومنین نے اس خطبہ میں احکام شرعیہ میں جو لوگ اجتہاد کرتے ہیں اور جنکا نظریہ تصویب ہے انکی رد فرمائی ہے علامہ موصوف کا یہ خیال اس بنا پر قابل تامل ہے کہ انھوں نے حضرت کے اس کلام کو مطلق اجتہاد کی رد پر محمول کیا ہے جسمیں سنی مجتہدین کے پہلو بہ پہلو شیعہ مجتہدین بھی عموم رد میں شامل ہو جاتے ہیں حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے اور اس مقام پر حضرت کا منشاء صرف ان لوگوں کی رد ہے جو اجتہاد بالرائے اور اجتہاد بالقیاس سے کام لیتے ہیں فرقہ شیعہ ان دونوں کا مخالف ہے جہانتک اجتہاد بالرائے کا تعلق ہو جب تک مجتہدین شیعہ حدیث و سنت کے حکم صریح کا پتہ نہیں چلا لیتے اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ رہ گیا قیاس تو ائمہ طاہرین نے خطے…

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا) وَاِنَّ

اگر یہ کہیں اور سے آیا ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پاتے سنو! کتاب الٰہی کا ظاہر دلفریب

الْقُرْاٰنَ ظَاهِرُهٗ اَنِيْقٌ وَّبَاطِنُهٗ عَمِيْقٌ لَا تَفْنٰى عَجَائِبُهٗ

باطن بہت ہی گہرا ہے؛ اس کے عجائب فنا پذیر ہوں گے اور نہ اس کے غرائب

وَلَا تَنْقَضِيْ غَرَائِبُهٗ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ اِلَّا بِهٖ

کبھی ختم ہونے پر آئیں گے اور تاریکیاں اسی سے دور کیجا سکتی ہیں

## چوبیسواں خطبہ ۲۴

جس میں آپنے اشعث ابن قیس کو ڈانٹا ہے!

(واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسجد کوفہ کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے آپکے اثنائے کلام میں کوئی ایسی بات آگئی جس پر قیس کے لڑکے اشعث نے اعتراض کیا اور یہ کہا کہ یہ بات آپکے نقصان کی ہے فائدہ کی نہیں ہے حضرت نے اُسے تیز نگاہ سے دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا کہ

مَا يُدْرِيْكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِيْ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِيْنَ حَائِكٌ ابْنُ

تجھے کیا معلوم کہ میرے لیے کونسی بات مضر اور کونسی مفید ہے تجھ پر خدا کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو تو جولاہے کا بیٹا اور منافق کافر کا فرزند ہے خدا کی قسم تجھے ایک

حَائِكٍ مُنَافِقٌ ابْنُ كَافِرٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَسَرَكَ الْكُفْرُ مَرَّةً وَّالْاِسْلَامُ

دفعہ کفر نے اسیر کیا دو بارہ (اہل) اسلام نے مگر ان دونوں قیدیوں میں سے کسی ایک سے بھی تیرے مال و دولت و حسب و نسب نے تجھے رہائی نہ دی اور جو ایسا شخص ہو کہ

اُخْرٰى فَمَا فَدَاكَ مِنْ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مَالُكَ وَلَا حَسَبُكَ وَاِنَّ امْرَأً

اپنی قوم کی طرف دشمنوں کی تلوار کو راہنمائی کی ہو سزا وار ہی ہے اس بات کا کہ اپنے اس کے بدخواہ رکھیں اور بیگانے اسکے شر سے اپنے کو محفوظ

دَلَّ عَلٰى قَوْمِهِ السَّيْفَ وَسَاقَ اِلَيْهِمُ الْحَتْفَ لَحَرِيٌّ اَنْ يَّمْقُتَهُ الْاَقْرَبُ

خیال نہ کریں علامہ رضی فرماتے ہیں کہ کلام کے ابتدائی حصہ میں آپنے جو بات فرمائی ہے اس سے آپکا مقصد یہ ہے کہ ایسے ایک دفعہ حالت

وَلَا يَاْمَنَهُ الْاَبْعَدُ قَالَ السَّيِّدُ اَنَّهٗ اُسِرَ فِي الْكُفْرِ مَرَّةً وَّفِي الْاِسْلَامِ مَرَّةً

کفر میں اور ایک دفعہ حالت اسلام میں اسیر کیا گیا۔ اور حضرت کا یہ قول کہ دل علی قومہ السیف اسنے اپنی قوم کی طرف تلوار کو راہ دکھلائی

اُخْرٰى وَاَمَّا قَوْلُهٗ دَلَّ عَلٰى قَوْمِهِ السَّيْفَ فَاَرَادَ بِهٖ حَدِيْثًا كَانَ

سے ایک واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) اشعث سرزمین یمامہ میں خالد ابن ولید کی ہمراہی میں تھا جہاں

لِلْاَشْعَثِ مَعَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ بِالْيَمَامَةِ غَرَّ فِيْهِ قَوْمَهٗ وَمَكَرَ بِهِمْ حَتّٰى

نے اپنی قوم کو فریب دیا اور ان کے ساتھ مکاری کی تا اینکہ خالد ابن ولید نے ان پر حملہ کر دیا۔ اسی بنا پر اشعث

اَوْقَعَ بِهِمْ خَالِدٌ فَكَانَ قَوْمُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يُسَمُّوْنَهٗ عُرْفَ النَّارِ فَهُوَ اسْمٌ لِّلْغَادِرِ عِنْدَ

قوم نے اس کا نام عرف النار آگ لگانے والا رکھ دیا جو کہ ان کے نزدیک بے وفائی کرنے والے کا نام

لے اشعث اور اس کا باپ قیس یمن میں جولاہوں کا کام کرتے تھے۔ یہ پیشہ ہمیشہ نقصان عقل کی دلیل سمجھا جاتا ہے اسی لئے مقام مذمت میں آپنے اس کو بیان فرمایا ہے۔ ۱۲

## پچیسواں خطبہ ۲۵

جسمیں آپ نے بے بصیرت افراد کو مرنے کے بعد درپیش ہونیوالے ہولناک واقعات سے مطلع فرمایا ہے

فَاِنَّكُمْ لَوْ عَايَنْتُمْ مَا قَدْ عَايَنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ

خدا کی نافرمانی کرنیوالو! اگر تم اپنی آنکھوں سے وہ چیزیں دیکھ لیتے جنکو تم میں سے مرجانیوالے دیکھ چکے ہیں تو تم یقیناً کانپ جاتے

لَجَزِعْتُمْ وَوَهِلْتُمْ وَسَمِعْتُمْ وَاَطَعْتُمْ وَلٰكِنْ

اور تمھاری گھگی بندھ جاتی (اور اسکے بعد) آوازِ حق کو سنتے بھی اور اس کی اطاعت بھی کرتے لیکن (مشکل تو یہ ہے) جو چیزیں

مَحْجُوبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوْا ـ وَقَرِيْبٌ مَا يُطْرَحُ الْحِجَابُ

انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں وہ تمھاری نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہیں لیکن (بس عنقریب) (ان

وَلَقَدْ بُصِّرْتُمْ اِنْ اَبْصَرْتُمْ وَاُسْمِعْتُمْ اِنْ سَمِعْتُمْ وَهُدِيْتُمْ

مناظر پر سے) پردہ اٹھا ہی چاہتا ہے بلاشبہ اگر تم دیدۂ دل سے دیکھنا چاہتے تو تمھیں کونسی چیز تھی جو دکھائی

اِنِ اهْتَدَيْتُمْ بِحَقٍّ اَقُوْلُ لَكُمْ لَقَدْ جَاهَرَتْكُمُ

نہیں گئی (ہر چیز دکھائی گئی تھی) اگر سننے پر آمادہ ہوتے تو ہر چیز تمھیں سنا دی گئی تھی ہدایت کے طلبگار ہوتے تو ہدایت بھی کردی گئی

الْعِبَرُ وَزُجِرْتُمْ بِمَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ وَمَا يُبَلِّغُ عَنِ اللّٰهِ

تھی سچ کہتا ہوں کہ عبرتیں اور نصیحتیں انجام کار کی تجھ بھی طرح کھول چکی ہیں اور جو چیزیں قابل اجتناب ہیں ان سے تمھیں روکا جا چکا ہے رہ گئی

بَعْدَ رُسُلِ السَّمَاءِ اِلَّا الْبَشَرُ

پیغام حق کی تبلیغ تو اس فرض کو آسمانی پیغمبروں (فرشتوں) کے بعد انسان ہی انجام دے گا

اس خطبہ میں حضرت نے مرنے کے بعد انسان کو جن ہولناک اقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اُن سے خوف زدہ فرمایا ہے اور حق کے مخالفین کو اطاعت کی جانب رغبت دلائی ہے ۱۲

## چھبیسواں خطبہ ۲۶

جس میں آپ نے معصیت کاروں کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

فَاِنَّ الْغَايَةَ اَمَامَكُمْ وَاِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ

سرشتگان غفلت! دیکھو (انجام کی) منزل آخر تمھارے سامنے اور (موت کی ہولناک) گھڑی تمھارے پیچھے

تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا فَاِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ (اَقُوْلُ

ہے اور وہ تمھیں ہنکا کر آگے بڑھا رہی ہے سفر بہت لمبا ہے اپنے کو گناہوں سے ہلکا کرو (تب کہیں)

اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَوْ وُزِنَ بَعْدَ كَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَبَعْدَ

مطلوب حقیقی سے ہمکنار ہو گے تمھارے اول کے لئے تمھارے آخر کا انتظار کیا جا رہا ہے علامہ رضی فرماتے ہیں

حاشیہ خطبہ ۲۶ فان الغایۃ غایۃ سے مراد یہاں جنت و دوزخ ہے کیونکہ انسان کی انتہا ان ہی دونوں میں سے کسی ایک تک ہوگی جیسا کہ قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے کہ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر یعنے تم میں سے ایک گروہ جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہوگا اسی بنا پر حضرت نے اُن کے لیے لفظ غایۃ کا استعمال فرمایا۔ ۱۲

الْمَطَرِ اِلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ فَاِذَا

ہر نفس کیلئے عطائی زیادتی اور کمی کے ساتھ اسکی قسمت کے پیمانے سے نازل ہوتے ہیں (مقدر میں زیادہ ہے تو زیادتی کے ساتھ

رَاٰی اَحَدُکُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ نَفْسٍ فَلَا

اور کم ہے تو کمی کے ساتھ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی عزیز (شخص) کے لئے اہل و عیال، مال و منال اور عزیزوں کی کثرت دیکھے

تَکُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً فَاِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَاءَةً

تو اسے رشک نہ ہونا چاہئے بیشک مسلمان آدمی جب تک ایسا کمینہ پن (حسد) اختیار نہیں کرتا

تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُکِرَتْ وَتُغْرٰی بِهَا لِئَامُ النَّاسِ کَانَ

جو اگر ظاہر ہو جائے تو اسکے تذکرے سے اسکی نگاہ نیچی ہو اور رذیلوں کو اسکی ہتک حرمت کا موقع ہاتھ آجائے اسوقت تک وہ اس کامیاب جواری

کَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِيْ يَنْتَظِرُ اَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهٖ

کے مانند ہے جو اپنے جوے کے تیروں سے اس پہلی کامیابی کا انتظار کر رہا ہو جو اسکے لیے غنیمت کو لازم کر دے اور اس سے

تُوْجِبُ لَهُ الْمَغْنَمَ وَيُرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ وَکَذٰلِكَ الْمَرْءُ

اس کا گھاٹا دور ہو جائے (اسی کامیاب جواری کے مانند رفع حاصل کرنے میں)

الْمُسْلِمُ الْبَرِيْءُ مِنَ الْخِيَانَةِ يَنْتَظِرُ مِنَ اللّٰهِ اِحْدَی

وہ مسلمان آدمی بھی ہے جو بد دیانتی سے کنارہ ہو (ایماندار شخص) اپنے خدا سے دو اچھائیوں میں سے ایک اچھائی کا انتظار کرتا ہے اگر

الْحُسْنَيَيْنِ اِمَّا دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهٗ وَاِمَّا

موت سر پر آگئی ہے تو خدا کی طرف بلانیوالے فرشتہ ملک الموت کا پس خدا کے پاس اس کے لیے جو کچھ ہے وہ اچھا ہی ہے اور اگر حیات باقی ہے

رِزْقَ اللّٰهِ فَاِذَا هُوَ ذُوْ اَهْلٍ وَمَالٍ وَمَعَهٗ دِيْنُهٗ وَحَسَبُهٗ

تو اسکی عطا کی ہوئی روزی کا کہ اسوقت (جبکہ روزی ملجائے گی) اسکے پاس مال اولاد اور اسکے پہلو میں خاندانی شرافت اور دین ہے

اِنَّ الْمَالَ وَالْبَنِيْنَ حَرْثُ الدُّنْيَا وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ حَرْثُ

جو کہ مال اور اولاد تو دنیا کی کھیتی ہے اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہے کبھی ان دونوں کو خدا بعض کے اندر جمع کر دیتا ہے

الْاٰخِرَةِ وَقَدْ يَجْمَعُهُمَا اللّٰهُ لِاَقْوَامٍ فَاحْذَرُوْا مِنَ اللّٰهِ

خدا نے اپنے جس عذاب سے تم کو ڈرایا ہے اس سے خوف کرو اور ڈرو ایسا خوف کہ جس میں کوئی کمی نہ ہو نیک کام کرو

مَا حَذَّرَکُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَاخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ بِتَعْذِيْرٍ

مگر کسی کو دکھانے یا سنانے کے لئے نہیں کیونکہ جو شخص غیر خدا کے دکھانے یا سنانے کے لئے عمل کرے گا خدا

وَاعْمَلُوْا فِيْ غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَعْمَلْ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اس کو اسی کے حوالے کر دے گا (اور خود اسے کوئی جزا نہ دے گا) ہم خدا سے شہیدوں کے ایوانوں

يَکِلْهُ اللّٰهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهٗ نَسْاَلُ اللّٰهَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ

نیکبختوں کی زندگی اور انبیاء و مرسلین کی رفاقت کے طلب گار ہیں

اس خطبہ میں چند اخلاقی نصائح کا تذکرہ فرمایا گیا ہے فقراء ان لوگوں پر حسد نہ کریں جنھیں پروردگار عالم نے اپنی رحمت سے نعمتوں کے ذخیرے عطا فرمائے ہیں صاحبان دولت و ثروت امیرانہ جاہ و جلال اور رئیسانہ شوکت و شان کے نشہ میں مغلوب الحال انسانوں کی طرف سے بے پروائی اختیار کرنے کے جرم کا ارتکاب نہ کریں یہ وہ گرانمایہ اخلاقی پند ہیں جنھیں پیش نظر رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بعد صحیح انسانیت کے درجہ کو حاصل کیا جا سکتا ہے من یعمل لغیر اللہ اس کلام میں حدیث قدسی کے اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ من عمل لی عملا اشرک فیہ غیری وکلتہ بشریکہ۔ جو لوگ عمل کرتے ہیں میرے لئے اور اسمیں میرے غیر کو میرا شریک بناتے ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہیں میرے لئے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ تقوے کا رعب جمانا ہوتا ہے یا یہ کہ روزہ رکھتے ہیں میرا گروکھانا ہوتا ہے دوسرے لوگوں کو کہ ہم اتنے متقی و پرہیزگار ہیں تو ایسے لوگوں کو ہیں انھیں لوگوں کے لئے چھوڑ دونگا جنکے دکھانے یا جنکے راضی خوشنود کرنے کیلئے اس نے یہ اعمال کئے ہیں ۱۲

وَمُعَايَشَةَ السُّعَدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ

دولت وثروت سے خزینہ دار (اور) یاد رکھو کہ کوئی شخص وہ کتنا ہی بڑا سرمایہ دار کیوں نہو

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ وَإِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ

اپنے (عزیز) خاندان والوں اور ان کے ہاتھوں اور زبان کی اعانت و دفاع سے بے پروا نہیں ہو سکتا

عَشِيرَتِهِ وَدِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ وَهُمْ

لوگوں میں سب سے زیادہ اس کی غیبت میں اسکی حفاظت کرنے والے اسکی پراگندگی کو دور کرنے والے

أَعْظَمُ النَّاسِ حِيطَةً مِنْ وَرَائِهِ وَأَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهِ وَأَعْطَفُهُمْ

اور اگر مصیبت نازل ہو جائے تو اس میں اس کی ہمدردی کرنے والے ہی ہوتے ہیں

عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ

علاوہ بریں انسان کا وہ ذکر خیر جسے اللہ لوگوں میں جاری رکھتا ہے اس مال و دولت سے کہیں بہتر

لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُورِثُهُ (مِنْهَا) أَلَا لَا

ہے جسے وہ مرتے وقت ترکہ بنا کر چھوڑ جائیگا (اسی خطبہ کا ایک ٹکڑا)

يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ

خبردار تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے عزیز و اقارب کو فقیری میں مبتلا دیکھے تو ان کو اتنا مال صرف کرکے

يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ

فاقوں سے بچانے سے باز نہ رہے کہ اگر وہ اس کو روک رکھے تو اسکی دولت میں اضافہ نہوگا اور اگر دے ڈالے

إِنْ أَهْلَكَهُ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَإِنَّمَا

تو اس سے کوئی کمی واقع نہوگی وہ شخص جو اپنی قوم کی اعانت کرنے) سے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے (اسے

تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ وَتُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ

سمجھنا چاہیئے) کہ اسکا ان کے لئے ایک ہاتھ اور ان کے اس کے لئے بہت سے ہاتھ رک جاتے ہیں دیکھو جس کا

أَيْدٍ كَثِيرَةٌ وَمَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ (أَقُولُ

پہلو نرم (برتاؤ) اچھا ہوتا ہے وہ اپنی قوم سے لافانی محبت حاصل کرتا ہے میں کہتا ہوں

الْغُفَيْرَةُ هٰهُنَا الزِّيَادَةُ وَالْكَثْرَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ لِلْجَمْعِ الْكَثِيرِ

غفیرہ کے معنے یہاں زیادتی اور کثرت کے ہیں اور یہ ماخوذ ہے عربوں کے اس قول سے جس میں

الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجَمَّاءُ الْغَفِيرُ وَيُرْوَى عَفْوَةٌ مِنْ أَهْلٍ أَوْ مَالٍ

کہ وہ جم غفیر کا استعمال کرتے ہیں کثیر جماعت کیلئے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفوہ وارد ہوا ہے

وَالْعَفْوَةُ الْخِيَارُ مِنَ الشَّيْءِ يُقَالُ أَكَلْتُ عَفْوَةَ الطَّعَامِ أَيْ

جسکے معنے بہتر چیز کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اکلت عفوۃ الطعام یعنے میں نے اچھا کھانا کھایا

خِيَارَهُ وَمَا أَحْسَنَ الْمَعْنَى الَّذِي أَرَادَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور کتنا بہتر ہے وہ مضمون جو حضرت نے اپنے اس قول

بِقَوْلِهِ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ

میں ادا فرمایا ہے ومن یقبض یدہ عن عشیرتہ تا آخر کلام

فَإِنَّ الْمُمْسِكَ خَيْرَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِنَّمَا يُمْسِكُ نَفْعَ يَدٍ

یعنی بیشک اپنے خاندان سے اپنی نیکی کو روکنے والا شخص تو صرف ایک ہاتھ کا

وَاحِدَةٍ فَإِذَا احْتَاجَ إِلَى نُصْرَتِهِمْ وَاضْطُرَّ إِلَى مُرَافَدَتِهِمْ

نفع کو روکتا ہے لیکن اسے جب انکی نصرت کی احتیاج اور اعانت کی مجبوری درپیش ہوتی ہے

قَعَدُوا عَنْ نَصْرِهِ وَتَثَاقَلُوا عَنْ صَوْتِهِ فَمُنِعَ تَرَافُدَ الْأَيْدِي

تو وہ اسکی مدد کرنے سے باز رہتے اور اسکی آواز کی جانب سے بہرے بنجاتے ہیں اور اسطرح وہ بہت سے ہاتھوں کی مدد

الْكَثِيرَةِ وَتَنَاهُضَ الْأَقْدَامِ الْجَمَّةِ

اور بہت سے پیروں کے اٹھنے سے محروم رہجاتا ہے

## انتیسواں خطبہ ٢٩

### جس میں آپ نے اپنے ثبات قدم کا تذکرہ کیا ہے اور پرہیزگاری کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے

وَلَعَمْرِي مَا عَلَيَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَ

جو حق کے مخالف اور گمراہی کی راہوں میں ہاتھ پیر مارنیوالے ہیں ان سے لڑنے میں سستی اور نرمی سے کام

خَابَطَ الْغَيَّ مِنْ إِدْهَانٍ وَلَا إِيهَانٍ فَاتَّقُوا

نہیں لیتا، پس بندگان خدا خدا سے ڈرو اور اسکے غضب سے بھاگ کر اسکی رحمت کے دامن

اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ وَامْضُوا فِي الَّذِي نَهَجَهُ

میں پناہ لو اور جس نے تمہارے لئے جو راہ کشادہ اور روشن کردی ہے اس پر چلو اور جو چیز یں تم پر لازم کردی ہیں

لَكُمْ وَقُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ فَعَلِيٌّ ضَامِنٌ لِفَلْجِكُمْ

ان کی پابندی رکھو۔ اسکے بعد اگر تمہیں (دنیا دی) کامیابی نہ عطا ہوگی تو علیؑ تمہارے مستقبل (آخرت)

آجِلاً إِنْ لَمْ تُمْنَحُوهُ عَاجِلاً

کی کامیابی کا ذمہ لیتا ہے

حاشیہ خطبہ ٢٩
اس خطبہ میں امیر المومنینؑ نے اپنی شجاعت ثبات قدم اور مخالفین حق سے جنگ کے مستحکم عزم کا اظہار فرمایا ہے اور ان لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے جو خدا کی اطاعت سے انحراف کرتے ہیں فَفِرُّوا مِنَ اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ یہ جملہ اور خوبصورتی کے ساتھ بہترین فلسفی نکتہ کا حامل ہے یونان کے مشاہیر فلاسفہ نے فلسفہ الٰہیات کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے اسکا نچوڑ وزن بھی اس مختصر سے فقرے کے مقابل میں ہیچ نظر آتا ہے خدا سے بھاگ کر خدا ہی کی طرف پلٹ آؤ۔ اس مختصر جملہ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا سے بچنے، خدا کے غضب سے بھاگ کر اگر جاؤ تو کہیں اور نہیں اس کے رحمت کے آغوش میں۔ ١٢

# تیسواں خطبہ ۳۰

وَقَدْ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهِ الْاَخْبَارُ بِاسْتِيْلَاءِ اَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ

جب متواتر حضرت کو اپنے مقبوضہ شہروں پر اصحاب معاویہ کے غالب آنے

عَلَى الْبِلَادِ وَقَدِمَ عَلَيْهِ عَامِلَاهُ عَلَى الْيَمَنِ وَهُمَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

کی خبریں ملیں اور آپ کے دونوں عامل عبید اللہ

بْنُ عَبَّاسٍ وَسَعِيْدُ بْنُ نِمْرَانَ لَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِمَا بُسْرُ بْنُ

ابن عباس اور سعید ابن نمران بسر ابن ابی ارطاۃ سے

اَبِيْ اَرْطَاةَ فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ ضَجِرًا

مغلوب ہو کر آپ کے پاس کوفہ بھاگ آئے۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کے

بِتَثَاقُلِ اَصْحَابِهِ عَنِ الْجِهَادِ وَمُخَالَفَتِهِمْ لَهُ فِي الرَّاْيِ فَقَالَ

جنگ سے جی چرانے اور رائے کی مخالفت کرنے سے تنگ دل ہو کر ارشاد فرمایا

مَا هِيَ اِلَّا الْكُوْفَةُ اَقْبِضُهَا وَاَبْسُطُهَا اِنْ لَمْ تَكُوْنِيْ اِلَّا

بس کوفہ ہی ہے اور میرے قبضہ میں کوئی شہر نہیں اسی کو کھولتا اور بند کرتا ہوں سو اگر تو ہی میرے قبضہ میں

اَنْتِ تَهُبُّ اَعَاصِيْرُكِ فَقَبَّحَكِ اللّٰهُ وَتَمَثَّلَ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ

رہ گیا ہے اور تجھ میں بھی میری مخالفت کے بگولے اٹھ رہے ہیں تو خدا تیرا بھلا کرے اور پھر آپ نے شاعر کا یہ شعر بطور مثل پڑھا

| | |
|---|---|
| لَعَمْرُ اَبِيْكَ الْخَيْرِ يَا عَمْرُو اِنَّنِيْ | عَلَى وَضَرٍ مِنْ ذَا الْاِنَاءِ قَلِيْلِ |
| اے عمر تیرے اچھے باپ کی قسم مجھے اس برتن سے بس تھوڑی | سی چکناہٹ ملی ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں |

ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُنْبِئْتُ بُسْرًا قَدِ اطَّلَعَ الْيَمَنَ وَ

پھر فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ بسر یمن پہنچ گیا اور بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمہاری بقیہ دولت پر بھی عنقریب غالب ہو جائیں

اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَظُنُّ اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ سَيُدَالُوْنَ مِنْكُمْ

گے کیونکہ یہ اپنے باطل پر مجتمع ہیں اور تم اپنے حق سے پراگندہ ہو تم اپنے امام کی (میرا)

بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ وَتَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ وَبِمَعْصِيَتِكُمْ

حق میں نافرمانی کرتے ہو اور یہ لوگ باطل میں اپنے امیر (معاویہ) کی اطاعت کرتے ہیں وہ امانت کو

اِمَامَكُمْ فِي الْحَقِّ وَطَاعَتِهِمْ اِمَامَهُمْ فِي الْبَاطِلِ وَبِاَدَائِهِمُ

اپنے سردار تک پہنچا دیتے ہیں اور تم اس میں خیانت کرتے ہو اور وہ اپنے شہروں میں

الْاَمَانَةَ اِلَى صَاحِبِهِمْ وَخِيَانَتِكُمْ وَبِصَلَاحِهِمْ فِيْ

امن و امان سے رہتے ہیں اور تم فساد کرتے ہو (اب تمہاری نوبت) یہاں تک پہنچ گئی ہے

حاشیہ خطبہ ہذا

ابن ابی الحدید معتزلی نے خطیب منبر سلونی کے اس خطبہ کو حضرت کا آخری خطبہ کہا ہے اس میں آپ نے اپنے اصحاب کی بزدلانہ حرکات پر نفرین کی ہے اور انکو دشمن کی چالوں سے متنبہ کیا ہے۔ بسر ابن ابی ارطاۃ جس کا اس خطبہ میں تذکرہ ہے اسکو معاویہ نے ۴۰ھ میں حجاز پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اسوقت حجاز میں حضرت ابو ایوب انصاری حاکم تھے۔ یہ سیاسی مصالح کی بنا پر حضرت علی کے پاس کوفہ چلے آئے بسر کو میدان خالی ملا اور اس نے مدینہ پر پورا پورا تسلط حاصل کر لیا۔ جہاں سے اس نے یمن کا رخ کیا جہاں عبید اللہ ابن عباس حاکم تھے بسر کی ظالمانہ حرکات نے انھیں مجبور کیا کہ کوفہ کا رخ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ عبید اللہ ابن عباس خود تو کوفہ چلے گئے مگر ان کے دو کمسن صاحبزادے یمن ہی میں رہ گئے جنھیں بسر نے بیدردی کے ساتھ قتل کر ڈالا جب کوفہ میں حضرت علی کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص جاریہ کی کمان میں دو ہزار سوار دیکر بسر کی سرکوبی کا انتظام کیا مگر ان سے حضرت علی کی اس فرستادہ فوج سے بسر کا مقابلہ ہوا بسر تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ کھڑا ہوا بسر کو تعاقب کرتے ہوئے جاریہ مکہ تک پہنچے یہاں معاویہ کے نصب کردہ والی کا حیثیت سے کام کر رہے تھے انہوں نے جاریہ کا مستقر دیکھ کر فرار اختیار کیا جاریہ نے مکہ میں داخل ہو کر لوگوں کو حضرت

علی کے خلاف جو پروپگنڈہ کیا گیا تھا اسکی حقیقت سے آگاہ کیا جسکے بعد اہل مکہ دوبارہ بخوشی دائرۂ اطاعت امیر المومنینؑ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر سکے جب بسر کو کافی ہیا اسباب [illegible] کر جا کر کوفہ واپس آئے تو غضبناک ہو کر حضرت نے بسر کے حق میں دعائے بد فرمائی اللھم اسلبہ دینہ وعقلہ پروردگار بسر کی عقل اور دین دونوں کو سلب فرما لے حضرت کی اس دعا کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ بسر کا دماغ خراب ہو گیا۔ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۵۳ جلد ۳

بِلَادِهِمْ وَفَسَادِكُمْ فَلَوِ ائْتَمَنْتُ اَحَدَكُمْ عَلٰی قُعْبٍ لَخَشِيْـ

کہ اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالے کا امین قرار دوں تو ڈر دوں

اَنْ يَّذْهَبَ بِعِلَاقَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ قَدْ مَلِلْتُهُمْ وَمَلُّوْنِيْ وَسَئِمْتُهُـ

کہ کہیں وہ اسے ڈوری اور دستہ سمیت غائب نہ کردے بار الہا میں انسے دل تنگ ہوگیا ہوں یہ مجھ سے دل تنگ ہو گئے ہیں میں ان سے اکتا گیا

وَسَئِمُوْنِيْ فَاَبْدِلْنِيْ بِهِمْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَاَبْدِلْهُمْ بِيْ

اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں تو اب ان سے بہتر لوگ مجھے اور مجھ سے بدتر سردار

شَرًّا مِّنِّيْ اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَا

عطا فرما پروردگار ان کے دلوں کو اس طرح گھلا دے جس طرح پانی میں نمک گھلایا جاتا

اَمَا وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّ لِيْ بِكُمْ اَلْفَ فَارِسٍ مِّنْ بَنِيْ

سنو خدا کی قسم! تو میرا دل چاہتا ہے کہ کاش تم سب کے عوض میں مجھے ایک ہزار سوار قبیلہ بنی فر

فِرَاسِ بْنِ غَنْمٍ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ

بن غنم کے مل جائیں۔ پھر شاعر کا یہ شعر بطور مثل آپ نے پڑھا

هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ اَتَاكَ مِنْهُمْ ❊ فَوَارِسُ مِثْلُ اَرْمِيَةِ الْحَمِـ

وہاں اگر تو انکو پکارے گا تو تیرے پاس انکے وہ سوار آپہنچیں گے جو (تیز رفتاری میں) موسم گرما کے بادلوں کے مانند

ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمِنْبَرِ اَقُوْلُ الْاَرْمِيَةُ جَمْعُ رَمِيٍّ

پھر اسکے بعد حضرت منبر سے اتر آئے (علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ ارمیہ رمی کی جمع ہے اور رمی بادل

وَهُوَ السَّحَابُ وَالْحَمِيْمُ هٰهُنَا وَقْتُ الصَّيْفِ وَاِنَّمَا خَصَّ

کو کہتے ہیں اور حمیم سے مراد موسم گرما ہے اور شاعر نے خاص طور

الشَّاعِرُ سَحَابَ الصَّيْفِ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ اَشَدُّ جُفُوْلًا وَّاَسْرَ

موسم گرما کے بادلوں کا اسلئے ذکر کیا ہے کہ وہ بہت تیز رفتار اور ہلکے ہونے کی وجہ

خُفُوْفًا لِاَنَّهٗ لَا مَاءَ فِيْهِ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ السَّحَابُ ثَقِيْلَ السَّيْرِ لِامْتِلَا

سریع السیر ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پانی نہیں ہوتا اور بادل پانی سے بھرے ہونے کی وجہ سے

بِالْمَاءِ وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ فِي الْاَكْثَرِ اِلَّا زَمَانَ الشِّتَاءِ وَاِنَّمَا اَرَا

سست رفتار ہوتے ہیں اور ایسے (بادلوں کا پانی سے بھرا ہونا) زیادہ تر جاڑوں کے موسم میں ہوتا ہے ہر طور شا

الشَّاعِرُ وَصْفَهُمْ بِالسُّرْعَةِ اِذَا دُعُوْا وَالْاِغَاثَةِ اِذَا اسْتُغِيْثُـ

مقصد ان لوگوں کا تیز رفتاری کے ساتھ وصف کرنا ہے جبکہ انکو مدد کیلئے پکارا جائے اور انکی فریاد رسی کی طرح کرنا ہی جبکہ ان سے فریاد

وَالدَّلِيْلُ عَلٰی ذٰلِكَ قَوْلُهٗ هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ اَتَاكَ مِنْهُمْ

دلیل اس پر شاعر کے شعر کا وہ پہلا مصرع ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ ہنالک اگر

ـه یہ قبیلہ اپنی شجاعت
اور بہادری کے لحاظ سے
عرب میں خاص شہرت
کا مالک تھا ۱۲

# اکتیسواں خطبہ ۳۱

اس میں حضرت نے عربوں کے حالات پر روشنی ڈالی ہے

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ نَذِيرًا

پروردگار عالم نے محمد ابن عبد اللہ کو ساری دنیا کے لئے اپنے عذاب سے ڈرانے والا

لِلْعَالَمِينَ وَأَمِينًا عَلَى التَّنْزِيلِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى

اور اپنے احکام کا امین بنا کر اس وقت مبعوث فرمایا جب اے گروہ عرب تم بد ترین دین پر

شَرِّ دِينٍ وَفِي شَرِّ دَارٍ مُنِيخُونَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ وَحَيَّاتٍ

اور بد ترین گھر میں سخت پتھروں اور زہریلے سانپوں کے درمیان اقامت گزین تھے

صُمٍّ تَشْرَبُونَ الْكَدِرَ وَتَأْكُلُونَ الْجَشِبَ وَتَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

گدلا پانی پیتے اور غلیظ اور سخت قسم کی غذائیں کھاتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے

وَتَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ وَالْآثَامُ

اور قطع رحم کیا کرتے تھے بت تمہارے اندر پرستش کے لئے نصب تھے اور گناہ

بِكُمْ مَعْصُوبَةٌ (وَمِنْهَا) فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي مُعِينٌ إِلَّا

تم سے چمٹے ہوئے تھے (اسی خطبہ کا ایک اور حصہ) جب منصب خلافت مجھ سے چھینا گیا تو میں نے نظر کی تو سوائے اپنے اہل بیت

أَهْلُ بَيْتِي فَضَنِنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ وَأَغْضَيْتُ عَلَى

کے علاوہ کسی کو اپنا مددگار نہ پایا تو میں نے خاموشی اختیار کی) اور ان کو موت کے حوالے کرنے سے بخل کیا اور اپنی حالت کو اپنے پوشیدہ رکھا

الْقَذَى وَشَرِبْتُ عَلَى الشَّجَى وَصَبَرْتُ عَلَى أَخْذِ الْكَظَمِ

در انحالیکہ آنکھوں میں خس و خاشاک کھٹک رہا تھا اور حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی کی بجائے پانی پیا اور غصہ کے فرو کرنے

وَعَلَى أَمَرَّ مِنْ طَعْمِ الْعَلْقَمِ (وَمِنْهَا) وَلَمْ يُبَايِعْ حَتَّى شَرَطَ أَنْ

اور حنظل کے مزے سے زیادہ کڑوی تکلیفوں پر صبر کیا (اسی خطبہ کا ایک حصہ) عمر عاص نے اس وقت تک معاویہ کی بیعت

يُؤْتِيَهُ عَلَى الْبَيْعَةِ ثَمَنًا فَلَا ظَفِرَتْ يَدُ الْبَائِعِ وَخَزِيَتْ أَمَانَةُ

نہ کی جب تک یہ شرط نہ کر لی کہ معاویہ اسے بیعت کی اجرت دیگا پس بیعت کرنے والے کا ہاتھ کامیاب نہ ہو اور خریدار بیعت

الْمُبْتَاعِ فَخُذُوا لِلْحَرْبِ أُهْبَتَهَا وَأَعِدُّوا لَهَا عُدَّتَهَا فَقَدْ

کا عہد و پیمان ذلیل و خوار ہو جائے اے میرے اصحاب جنگ کے ہتھیار سنبھال لو اور اسکا سامان مہیا کر لو کیونکہ اس کے

شَبَّ لَظَاهَا وَعَلَا سَنَاهَا وَاسْتَشْعِرُوا الصَّبْرَ فَإِنَّهُ أَدْعَى إِلَى النَّصْرِ

شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور اسکی روشنی بلند ہو گئی ہے صبر کو اپنا شعار قرار دو کیونکہ فتح و ظفر کی طرف بلانے کا یہی سب سے بہتر ذریعہ ہے

---

ملہ پیغمبر اسلام کی طرف کو بعثت سے پہلے ارشاد ہوا ہے اس میں حضرت نے عرب کی اس حالت کا تذکرہ فرمایا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور عربی میں مقامات پر عربوں کی بد حالی کی نقاب کشائی کی ہے اس پر وہ باطل اور دو سیع لباس نقل و حرکت کے ساتھ ساتھ انکے کھانے پینے کی چیزوں کا بھی تذکرہ کیا ہے اس تذکرہ سے نظر ڈالنے کے بعد عقل و نظر رکھنے والے انسان یہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دنیا کی کسی قوم نے بھی ایسے پڑکھانوں کو اپنے لئے منتخب نہیں کیا جیسے کہ عربوں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے لئے منتخب کئے تھے مثلاً سوسمار کی ہڈیوں کا باریک پسا ہوا آٹا جسے وہ سخت کمزور پکڑ پڑیوں میں استعمال کرتے تھے یا اونٹ کے پیشاب میں حل کیا ہوا " خون جسے دھوپ میں خشک کر کے جس کو دیگی روٹی بنا کر کھاتے تھے ۔

ملہ اکثر بے بصیرت لوگ حضرت پر اعتراض کرتے ہیں کہ سواد اعظم کے اصول اگر مقدم تھے اور غصب خلافت کے نظریہ کی بنیاد پر سابقہ تینوں خلافتیں ناقابل رواداری بن گئی تھیں تو حضرت علی نے انکے خلاف ہتھیار کیوں استعمال نہیں کیا حضرت علی کا سابقہ خلافتوں کے دور میں شمشیر کا بے نیام نہ کرنا ہمارے سامنے یہ نا قابل انکار اصول پیش کرتا ہے کہ جہاں سواد اعظم کی شمشیر ظلم و ستم کے مقابلہ میں علوی بصیرت کو بجز نظر رکھنے تو خاموشی اختیار کرنا چاہئے اور سیاسی بالغیر سیاسی حقوق کی مانگ اور اپنے نظریہ استقلال کو باقی رکھنے کی تمام جد و جہد کو بالائے طاق رکھ کر کوئی ایسی صورت رونما ہونے دینا چاہئے جس سے رواداری کے مراتع میں برہمی پیدا ہو حضرت نے اس کلام میں ان تمام وجوہ کو بر افگندہ نقاب کر کے پیش کر دیا

ہے جن کی بنا پر آپ نے خاموشی برتی تھی اور اسکو سواد اعظم نے رواداری کا اصول قرار دیا ۔ کیونکہ فاذا لیس لی معین کا نقرہ اس حقیقت کو واضح نہیں کرتا کہ حضرت کی خاموشی کا زیادہ تر سبب اعوان و انصار کی قلت تھی دوسرے لفظوں میں قوت سے حق لینے والے اسباب کا موجود ہونا تھا اگر اعوان و انصار موجود ہوتے تو حضرت علی خلافت الٰہیہ کی پاکیزہ روح کو فنا ہونے کے لئے نہ چھوڑتے تمام بنا و خلافت کا احداث کیا گیا تھا اور کل خیر اندیشیوں نے اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے سلسلہ میں اس کے ساتھ تصادم ہونے سے کبھی گریز نہ کرتے چاہے اس سے خود ساختہ خلافت کی اساس کو کتنے ہی سخت نقصان ہونے کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ اس کلام میں عاص کے فرزند رشید عمرو کے حکومت شام کے ساتھ روابط اور مخلصی انسانی کا پول کھولا گیا ہے کہ عمرو ابن العاص کی تحت شام کے ساتھ وفاداری کسی دینی جذبہ کے ماتحت نہ تھی بلکہ اسکا منتہائے مقصود نفس پرستی اور دنیاوی جاہ و جلال کا حصول تھا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید نے اس مطلب کی توضیح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے پہلی مرتبہ جب عمرو ابن العاص کو دعوت نامہ (باقی ۲۷۶ پر) [illegible]

## تیئسواں خطبہ ۳۲

۲۷

### شجاعت کی تعریف اور بزدلی کی مذمت

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللهُ

خدا کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص دوستوں

لِخَاصَّةِ أَوْلِيَائِهِ وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى وَدِرْعُ اللهِ الْحَصِينَةُ

کے لئے کشادہ کر دیا ہے یہ پرہیزگاری کا لباس خدا کی مستحکم زرہ اور اس کی دشمنوں کے ضرر سے

وَجُنَّتُهُ الْوَثِيقَةُ فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ أَلْبَسَهُ اللهُ

بچانے والی مضبوط سپر ہے جو شخص اس کو متنفر ہو کر چھوڑ دے گا خدا اسے رسوائی کا لباس

ثَوْبَ الذُّلِّ وَشَمِلَةَ الْبَلَاءِ وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَالْقَمَاءِ وَ

پہنا دے گا اور وہ ذلیل اور بلائیں اسے گھیر لیں گی ذلت و خواری کے ساتھ ٹھکرا دیا جائے گا

ضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالْأَسْدَادِ وَأُدِيلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيعِ

اس کے دل پر بے عقلی کے پردے ڈال دئے جائیں گے صرف جہاد کو ضائع کر دینے کی وجہ سے حق اس کی طرف سے پھیر لیا جائے گا

الْجِهَادِ وَسِيمَ الْخَسْفَ وَمُنِعَ النَّصَفَ أَلَا وَإِنِّي قَدْ

اسے سختی سے ذلت میں مبتلا کیا جائے گا اور انصاف سے محروم رکھا جائے گا سنو میں نے تم کو

دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَسِرًّا وَ

اس قوم (معاویہ والوں) سے لڑنے کی طرف شب و روز ظاہر و مخفی ہر طریقہ سے دعوت دی

إِعْلَانًا وَقُلْتُ لَكُمُ اغْزُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْزُوكُمْ

اور کہا کہ دیکھو قبل اس کے کہ تم سے لڑیں تم ان سے جنگ کر لو کیونکہ

فَوَاللهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا فَتَوَاكَلْتُمْ

بخدا وہ لوگ جن سے ان کے گھروں کے اندر جنگ کی گئی وہ ہمیشہ ذلیل ہی ہوئے

وَتَخَاذَلْتُمْ حَتَّى شُنَّتِ الْغَارَاتُ عَلَيْكُمْ وَمُلِكَتْ عَلَيْكُمُ

مگر تم نے ایک دوسرے پر ٹال دیا اور آپس میں ترک نصرت کی تا اینکہ غارتیں تم پر لائی گئیں اور تمہارے وطن تم سے چھین لئے

الْأَوْطَانُ وَهٰذَا أَخُو غَامِدٍ وَقَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْأَنْبَارَ

اور یہ غامدی (معاویہ) اس کے سوار انبار کے شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے حسان ابن حسان بکری کو قتل کر دیا

وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ بْنَ حَسَّانَ الْبَكْرِيَّ وَأَزَالَ خَيْلَكُمْ

اور تمہارے سواروں کو ان کی چھاؤنیوں سے نکال دیا اور مجھے تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ اس فوج کا کوئی شخص مسلمان عورت اور دوسری ذمی

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۷۵)
بھیجو۔ آخر سپاہ شام کی طرف لوٹ کر گروہ
کو دیکھ کر علی کا مقابلہ چھوڑ کر وہ نہیں کر سکتے
جنگی لوگوں میں نفاق کا بیج بو کر وہ [illegible]
دیتے ہیں [illegible]
[illegible]

(حاشیہ صفحہ ۲۷۶)
[illegible] اپنے اصحاب کو آگے جنگ سے جان
بچانے اور دشمن کے مقابلے سے بھاگنے
پر نفرین فرمائی ہے۔ . . . . . .
جہاد کی تعلیم اسلام کے اُن زریں احکام
کی ایک اہم ترین کڑی ہے جس کا دارو مدار
عظیم مصالح و حکم پر ہے معاشرت و
تمدن کی مثال بالکل جسم جیسی ہے اور
ظاہر ہے کہ جب انسانی جسم میں کوئی عضو
فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا اثر
متعدی رہتا دوسرے صحیح اعضائے جسم
کیلئے مضر ثابت ہوتا ہے تو اس وقت
عقل کا معلم تعلیم دیتا ہے کہ ضرورت کے
سب سے پہلے تدبیر یہی اس کو جسم سے علیحدہ کر دیا جائے بالکل یونہی انسانی معاشرت و تمدن کے اعضا میں سے جب کوئی عضو فاسد ہو جاتا ہے اور اس کے فساد کے دوسرے صحیح اعضا معاشرت کی طرف تجاوز ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے تو عقل سلیم متقاضی ہوتی ہے کہ معاشرت و تمدن کے فاسد عضو کو قطع کر کے صحیح حصہ کو خطرات سے محفوظ و مصئون بنا دیا جائے اس عضو کا اصلی یا بڑا حصہ طبیب کا فرض ہے جو شریعت کی اجتماعی زندگی کیلئے شفا کا پیغام بنکر آیا ہو یہی وجہ ہے کہ جہاد کو امیر المومنین نے باب من ابواب الجنۃ کے عظیم ترین جملہ سے یاد کیا ہے حضرت کے کلام میں جہاد کی تعبیر دروازہ جنت کے ساتھ ایک لطیف ترین تعبیر ہے مقصد یہ ہے کہ جنت میں داخلہ اسی وقت تک ناممکن ہے جب تک انسان جہاد کی منزل (باقی ۲۷۷ پر)

عَنْ مَسَارِحِهَا وَلَقَدْ بَلَغَنِي اَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ

کے بیاباں گھس جاتا تھا اور اُس کے خلخال گردن بند کنگن گوشوارے چھین لیتا تھا

عَلَى الْمَرْاَةِ الْمُسْلِمَةِ وَالْاُخْرَى الْمُعَاهَدَةِ فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا

اور وہ بچا رہی سوائے فریاد کرنے اور طالب رحم ہونے کے

وَقُلُبَهَا وَقَلَائِدَهَا وَرِعَاثَهَا مَا تَمْتَنِعُ مِنْهُ اِلَّا بِالْاِسْتِرْجَاعِ

اور کسی طرح اپنی حفاظت نہ کر سکی پھر وہ لوگ مالا مال ہو کر پلٹے نہ ان میں سے کسی کو زخم لگا اور نہ

وَالْاِسْتِرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلْمٌ وَلَا

کسی کا خون بہایا گیا اب اس کے بعد کوئی مسلمان رنج میں مر جائے

اُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ فَلَوْ اَنَّ امْرَاً مُسْلِمًا مَاتَ مِنْ بَعْدِ هٰذَا اَسَفًا

تو وہ قابل ملامت نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک وہ حقدار ہی اس کا ہوگا

مَا كَانَ بِهِ مَلُومًا بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيرًا فَيَا عَجَبًا وَاللّٰهِ

بہت ہی حیرت خیز ہے اور بخدا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور غم سے سینہ کو بھرے دیتا ہے یہ امر کہ یہ لوگ

يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَجْلِبُ الْهَمَّ اجْتِمَاعُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلَى

اپنے باطل پر مجتمع اور تم لوگ اپنے حق سے منتشر ہو تمہارا برا ہو تم ہمیشہ مغموم و محزون رہو جبکہ تم ایسا

بَاطِلِهِمْ وَتَفَرُّقُكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ فَقُبْحًا لَكُمْ وَتَرَحًا حِينَ

نشانہ بن گئے ہو جس پر تیر چلائے جا رہے ہیں تمہیں لوٹا جا رہا ہے تم اس کا جواب نہیں دیتے تم سے جنگ

صِرْتُمْ غَرَضًا يُرْمَى يُغَارُ عَلَيْكُمْ وَلَا تُغِيرُونَ وَتُغْزَوْنَ وَلَا

کی جا رہی ہے اور تم خاموش ہو خدا کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو جب میں تم سے

تَغْزُونَ وَيُعْصَى اللّٰهُ وَتَرْضَوْنَ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ

گرمی کے موسم میں انکی طرف جانے کیلئے کہتا ہوں تو تم کہتے ہو ابھی سخت گرمی ہے ہمیں اتنی مہلت دیجئے

اِلَيْهِمْ فِي اَيَّامِ الْحَرِّ قُلْتُمْ هٰذِهِ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ اَمْهِلْنَا

کہ گرمی کم ہو جائے جب جاڑے کے زمانہ میں انکی طرف جانے کیلئے کہتا ہوں تو تم کہتے ہو کہ ابھی تو کڑاکے جاڑے پڑ رہے

يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ كُلُّ هٰذَا فِرَارًا مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ فَاَنْتُمْ

ہمیں اتنی مہلت دیجئے کہ سردی ختم ہو جائے یہ سب کچھ بخدا اس لئے ہے کہ تم گرمی و سردی سے بھاگتے

وَاللّٰهِ مِنَ السَّيْفِ اَفَرُّ يَا اَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ حُلُومُ

جب تمہارا یہ حالت ہے کہ گرمی و سردی سے بھاگتے ہو تو تلوار سے تو ضرور اتنا بھاگو گے اے مرد صورت لوگو! بچوں کی سمجھ

الْاَطْفَالِ وَعُقُولُ رَبَّاتِ الْحِجَالِ لَوَدِدْتُ اَنِّي لَمْ اَرَكُمْ وَلَمْ

اور عورتوں کی عقل والے نامردوں کاش میں نے تمہیں نہ دیکھا

(بقیہ صفحہ ۲۷۶)
ہے ذکر ہے انسان کو صراط مستقیم سے دو
ہی چیزیں منحرف کرتی ہیں نفس امارہ کی
رغبت دواعیان شیطان کی فریب کاریاں
ان دونوں کو شکست دینا ہر اس شخص
کا فرض ہے جو فردوس بریں کے جاودانی
نعمتوں سے متمتع ہونے کا ارادہ رکھتا
ہو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہئے
کہ جنت کے داخلہ کیلئے دو دروازے
کا طے کرنا ضروری ہے نفس کو شکست
دینا اور دشمنان اسلام کے ظلم و طغیان
کا سر توڑ کر کچلنا یہ دونوں چیزیں عموم جہاد
میں داخل ہیں ــ غامدی ایک
قبیلہ تھا یہاں غامدی سے مراد سفیان بن
عوف ہے جسے معاویہ نے منصب امارت
دیکر عراق کے مختلف مقامات پر لوٹ مار
کرنے کے لئے مامور کیا تھا
ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل کے
صفحہ ۱۵۰ پر ۳۹ھ کے حالات کا تذکرہ
کرتے ہوئے اس واقعہ کی حسب ذیل تفصیل
لکھی ہے طول کے خیال سے عربی عبارت
کو ترک کیا جاتا ہے اور صرف ترجمہ پر
اکتفا کی جاتی ہے ۳۹ھ میں معاویہ
نے حضرت علی کی قوت کو منتشر و پراگندہ
بنانے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی کہ اپنے لشکر
کے مختلف حصے قرار دیکر انہیں عراق
کے اوپر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ
نعمان بن بشیر عین التمر پر ایک ہزار اور
بقولے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ
حملہ آور ہوا مالک ابن کعب کے ڈیڑھ سو
سپاہیوں نے قلت تعداد کے باوجود
انتہائی بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا اور
نعمان کو شکست کھا کر بھاگنا پڑا دوسری
طرف سفیان بن عوف نے چھ ہزار فوج لیکر
انبار پر حملہ کیا انبار کی فوجی چھاؤنی پر
کمیل ابن زیاد مامور تھے لیکن یہ اس امر
کی اطلاع پاکر مقام قرقیسا کے لوگ
ہیت کو تاراج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں
ہیت چلے گئے تھے اور حسان ابن حسان
بکری کو چھاؤنی کی نگرانی سپرد کر دی تھی سفیان ابن عوف اپنے لشکر کو لیکر جب انبار میں داخل ہوا تو اسے چھاؤنی سپاہیوں سے خالی ملی اس نے موقع غنیمت سمجھ کر حسان کو مع ان کے
تیس سپاہیوں کے قتل کر دیا اور انبار کو لوٹ کر شام واپس چلا گیا۔

أَعْرِفْكُمْ مَعْرِفَةً وَاللّٰهِ جَرَّتْ نَدَماً وَأَعْقَبَتْ سَدَماً

اور نہ ایسا ہوتا کہ تم کو جانتا ایسی معرفت تو ہے جس نے مجھے شرمندہ کیا اور انجام ندامت کو عقب میں لائی

قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ لَقَدْ مَلَأْتُمْ قَلْبِي قَيْحاً وَشَحَنْتُمْ صَدْرِي

خدا تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے

غَيْظاً وَجَرَّعْتُمُونِي نُغَبَ التَّهْمَامِ أَنْفَاساً وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ

بھر دیا کر رکھے ہر ہر سانس پر رنج و غم کے گھونٹ پلائے اور میری رائے پر عمل

رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ حَتّٰى قَالَتْ قُرَيْشٌ إِنَّ ابْنَ

نہ کر کے اور میری نافرمانی کر کے میری تدبیروں کو بیکار بنا دیا تا اینکہ قریش یہ تک کہہ بیٹھے

أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ وَلٰكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ

کہ ابو طالب کا فرزند بہادر تو ضرور ہے مگر اسے لڑائی کا فن معلوم نہیں

لِلّٰهِ أَبُوهُمْ وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاساً وَأَقْدَمُ

خدا انکے اباؤ اجداد کا بھلا کرے انمیں کوئی ایک بھی ایسا ہے جو لڑائی کا مجھ سے زیادہ

فِيهَا مَقَاماً مِنِّي لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ

تجربہ رکھنے والا اور اسمیں مجھ سے آگے بڑھ جانے والا ہو میں تو میدان جنگ میں اس وقت

وَهَا أَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّينَ وَلٰكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ

اٹھ کھڑا ہوا جب میرا سن بیس سال کا بھی نہ تھا اور اب تو میں ساٹھ سے بھی اوپر ہوں مگر جسکی بات نہ مانی جائے اسکی کوئی تدبیر ہی نہیں

## تیتیسواں خطبہ ۳۳

۲۸

جس میں آپ نے دنیا سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت دلائی ہے :-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ أَدْبَرَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ وَإِنَّ

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ دنیا منہ موڑ چکی اور اپنے وداع کا اعلان کر چکی اور آخرت

الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ وَأَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ أَلَا وَإِنَّ الْيَوْمَ

متوجہ اور ظاہر ہونے کے قریب پہونچ چکی ہے۔ دیکھو آگاہ ہو جاؤ کہ آج کا دن

الْمِضْمَارَ وَغَداً السِّبَاقَ وَالسَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ

بدن کو لاغر بنانے کا ہے اور کل آگے بڑھنا ہے اور سبقت جنت اور غایت جہنم ہے

أَفَلَا تَائِبٌ مِنْ خَطِيئَتِهِ قَبْلَ مَنِيَّتِهِ أَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهِ

تو کیا تم میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو موت آنے سے پہلے اپنی خطاؤں سے توبہ کرے اور اپنی شدت

لہ لغت میں مضمار اس مدت کا نام ہے جس میں گھوڑے کو جز قسم کے چارہ کے بعد اس لئے لاغر کیا جاتا ہے کہ وہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں دوسرے گھوڑوں سے سبقت کرسکے یہ مدت زیادہ تر چالیس یوم کی ہوتی ہے۔

قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهِ اَلَا وَاِنَّكُمْ فِيْ اَيَّامِ اَمَلٍ مِنْ وَرَائِهِ

اور اپنی سختی کے دن سے قبل اپنے فائدہ کیلئے کام کرے آگاہ ہو کر آج تم امید کے زمانہ میں ہو جسکے پیچھے

اَجَلٌ فَمَنْ عَمِلَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ قَبْلَ حُضُوْرِ اَجَلِهٖ نَفَعَهٗ

موت ہے تو جس نے اپنی امید کے زمانہ میں موت کے آنے سے پہلے نیک کام کر لیا اس کو اس کا عمل فائدہ

عَمَلُهٗ وَلَمْ يَضْرُرْهُ اَجَلُهٗ وَمَنْ قَصَّرَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ قَبْلَ

پہونچائے گا اور اسکی موت اسکو نقصان نہ پہونچا سکے گی اور جس نے اپنی امید کے زمانہ میں موت کے آنے سے پیشتر کوتاہی برتی

حُضُوْرِ اَجَلِهٖ فَقَدْ خَسِرَ عَمَلُهٗ وَضَرَّهٗ اَجَلُهٗ اَلَا فَاعْمَلُوْا

اس کا عمل رائگاں گیا اور اسکی موت اسکو نقصان پہونچائے گی دیکھو اطمینان کے دنوں میں

فِي الرَّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُوْنَ فِي الرَّهْبَةِ اَلَا وَاِنِّيْ لَمْ اَرَ كَالْجَنَّةِ

اسی طرح عمل کرو جس طرح خوف کے عالم میں کرو گے سنو میں نے نہ تو کوئی نعمت جنت جیسی دیکھی

نَامَ طَالِبُهَا وَلَا كَالنَّارِ نَامَ هَارِبُهَا اَلَا وَاِنَّهٗ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ الْحَقُّ

جسکے مشتاق اس طرح محو خواب ہوں اور جہنم جیسا عذاب نہ دیکھا جس سے بھاگنے والے اس طرح غفلت کی نیند سو رہے ہیں یاد رکھو جسے حق نفع نہ پہنچائے گا

يَضُرُّهُ الْبَاطِلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ بِهِ الْهُدٰى يَجُرُّ بِهِ

اسے باطل نقصان پہونچا دے گا اور جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ لگائے گی اسے گمراہی کھینچ کر ہلاکت کی منزل تک پہونچا دے گی

الضَّلَالُ اِلَى الرَّدٰى اَلَا وَاِنَّكُمْ قَدْ اُمِرْتُمْ بِالظَّعْنِ وَدُلِلْتُمْ

آگاہ ہو کر تمھیں سفر کا حکم دیا جا چکا ہے اور زاد راہ کی طرف

عَلَى الزَّادِ وَاِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ اتِّبَاعُ الْهَوٰى وَ

راہبری کر دی گئی ہے سنو مجھے دو چیزوں کا تم سے بہت زیادہ خوف ہے ایک خواہشات نفس کی پیروی کا

طُوْلُ الْاَمَلِ تَزَوَّدُوْا مِنَ الدُّنْيَا مَا تُحْرِزُوْنَ اَنْفُسَكُمْ بِهٖ

دوسرے لمبی امیدیں (ان کو چھوڑ دو) اور دنیا سے وہ توشہ اپنے ساتھ لے لو جس سے کل قیامت کے دن اپنے نفسوں کو عذاب سے

غَدًا اَقُوْلُ لَوْ كَانَ كَلَامٌ يَاْخُذُ بِالْاَعْنَاقِ اِلَى الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا

بچا سکو۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ سنا کہتا ہوں اگر کوئی کلام لوگوں کی گردنیں پکڑ کر دنیا سے متنفر

وَيَضْطَرُّ اِلٰى عَمَلِ الْاٰخِرَةِ لَكَانَ هٰذَا الْكَلَامَ وَكَفٰى بِهٖ قَاطِعًا

اور آخرت کے کام کرنے پر مجبور کر سکتا ہے تو وہ صرف یہی کلام ہے اور تنہا یہی کلام

لِعَلَائِقِ الْاٰمَالِ وَقَادِحًا زِنَادَ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِزْدِجَارِ وَمِنْ

آرزو کے رشتوں کو قطع کرنے اور وعظ و نصیحت حاصل کرنے کے چقماق سے آگ برآمد کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کلام میں

اَعْجَبِهٖ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَا وَاِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارَ وَغَدًا

سب سے زیادہ عجیب تر حضرت کا یہ قول ہے کہ الا وان الیوم المضمار و غدا

السِّبَاقَ وَالسَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ) فَإِنَّ فِيهِ مَعَ فَخَامَةِ

السباق والسبقۃ الجنۃ والغایۃ کہ اس میں لفظوں کی جزالت اور

اللَّفْظِ وَعِظَمِ قَدْرِ الْمَعْنَى وَصَادِقِ التَّمْثِيلِ وَوَاقِعِ التَّشْبِيهِ

معانی کی جلالت قدر اور سچی تمثیل اور واقعی تشبیہ کے علاوہ

سِرًّا عَجِيبًا وَمَعْنًى لَطِيفًا وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (وَالسَّبَقَةُ

ایک عجیب ادبی راز اور لطیف مفہوم ہے اور وہ حضرت کا یہ قول ہے کہ السبقۃ

الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ) فَخَالَفَ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ لِاخْتِلَافِ

الجنۃ والغایۃ النار کہ حضرت نے دو مختلف لفظ رکھ کر اس فرق کو بتا دیا

الْمَعْنَيَيْنِ وَلَمْ يَقُلِ السَّبَقَةُ النَّارُ كَمَا قَالَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ

جو دونوں معنوں میں ہے کیونکہ آپ نے جس طرح جنت کیلئے السبقۃ الجنۃ فرمایا اس طرح جہنم کیلئے السبقۃ النار ارشاد نہیں کیا

لِأَنَّ الِاسْتِبَاقَ إِنَّمَا يَكُونُ إِلَى أَمْرٍ مَحْبُوبٍ وَغَرَضٍ

کیونکہ استباق آگے بڑھنا ایسی ہی غرض کیلئے ہوتا ہے جو محبوب و مطلوب ہو

مَطْلُوبٍ وَهَذِهِ صِفَةُ الْجَنَّةِ وَلَيْسَ هَذَا الْمَعْنَى

اور یہ بات جنت کو تو حاصل ہے مگر جہنم کو حاصل نہیں

مَوْجُودًا فِي النَّارِ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا فَلَمْ يَجُزْ أَنْ يَقُولَ

ہم خدا سے اس سے پناہ مانگتے ہیں تو اسکے لئے السبقۃ النار کہنا بھی جائز نہ تھا اسلئے حضرت نے اسکے لئے الغایۃ النار فرمایا کیونکہ غایۃ

وَالسَّبَقَةُ النَّارُ بَلْ قَالَ وَالْغَايَةُ النَّارُ لِأَنَّ الْغَايَةَ يَنْتَهِي

(انجام) کو ہر شخص پہنچتا ہے چاہے وہ اس سے خوش ہو یا ناخوش تو یہ لفظ اس جگہ

إِلَيْهَا مَنْ لَا يَسُرُّهُ الِانْتِهَاءُ وَمَنْ يَسُرُّهُ ذَلِكَ فَصَلَحَ أَنْ يُعَبَّرَ

بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن میں لفظ مصیر اور مآل ہے

بِهَا عَنِ الْأَمْرَيْنِ مَعًا فَهِيَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ كَالْمَصِيرِ وَالْمَآلِ

کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار یعنی ان لوگوں سے کہدو کہ چند روزہ دنیا کا مزا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ)

چکھ لو آخر تو تم کو جہنم کی طرف جانا ہی ہے کہ اس مقام پر

وَلَا يَجُوزُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ أَنْ يُقَالَ سَبْقَتُكُمْ بِسُكُونِ الْبَاءِ

سبقتکم الی النار باء کے سکون کے ساتھ بجائے مصیرکم الی النار کہنا جائز نہیں ہے

إِلَى النَّارِ) فَتَأَمَّلْ ذَلِكَ فَبَاطِنُهُ عَجِيبٌ وَغَوْرُهُ بَعِيدٌ

اس باریکی پر خوب غور کرو کیونکہ اس کا باطن عجیب اور اس کی گہرائی بہت زیادہ لطافت پر مشتمل ہے

وَكَذٰلِكَ اَكْثَرُ كَلَامِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ وَقَدْ
اور حضرت کا زیادہ تر کلام ایسا ہی ہے اور بعض نسخوں میں ہے
جَاءَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَالسُّبْقَةُ الْجَنَّةُ بِضَمِّ السِّيْنِ
کہ ایک دوسری روایت میں السبقة الجنة بھی وارد ہوا ہے سبقہ کی سین کے پیش کے ساتھ
وَالسُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ اِسْمٌ لِمَا يُجْعَلُ لِلسَّابِقِ اِذَا سَبَقَ
سبقہ عربوں کے نزدیک اس مال و متاع کا نام ہے جو آگے بڑھ جانے والے کے لئے بطور انعام
مِنْ مَالٍ اَوْ عَرَضٍ وَالْمَعْنَيَانِ مُتَقَارِبَانِ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَا
مقرر کیا جاتا ہے نیز سُبقة بضم سین اور سَبقة بفتح سین دونوں باعتبار معنی ایک دوسرے سے قریب تر ہیں
يَكُوْنُ جَزَاءً عَلٰى فِعْلِ الْاَمْرِ الْمَذْمُوْمِ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ
کیونکہ انعام بھی کسی برے کام کے بدلے میں نہیں ہوتا بلکہ اچھے ہی کام کے بدلے اور عوض میں
جَزَاءً عَلٰى فِعْلِ الْاَمْرِ الْمَحْمُوْدِ
دیا جاتا ہے

## چونتیسواں خطبہ ۳۴

جسمیں آپ نے اپنے اصحاب کی حالت پر روشنی ڈالی ہے اور انہیں جنگ کیلئے آمادہ فرمایا ہے

اَيُّهَا النَّاسُ الْمُجْتَمِعَةُ اَبْدَانُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ اَهْوَاؤُهُمْ
اے وہ لوگو! جن کے بدن اکٹھے ہوئے نظر آتے ہیں مگر ان کی خواہشیں مختلف و پراگندہ ہیں
كَلَامُكُمْ يُوْهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ وَفِعْلُكُمْ يُطْمِعُ
تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو بھی نرم کر دیتی ہیں اور تمہارا عمل تمہارے بارے میں
فِيْكُمُ الْاَعْدَاءَ تَقُوْلُوْنَ فِي الْمَجَالِسِ كَيْتَ وَكَيْتَ
تمہارے دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے مجلسوں میں بیٹھ کر کہتے ہو کہ یہ کر لیں گے وہ کر لیں گے
فَاِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ حِيْدِيْ حَيَادِ مَا عَزَّتْ
اور جب لڑائی کا وقت آتا ہے تو کہتے ہو کہ لڑائی دور ہو دور ہو جس نے تمہیں دعوت دی
دَعْوَةُ مَنْ دَعَاكُمْ وَلَا اسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ
اس کی دعوت نہ کامیاب ہوئی اور جو تمہاری سختیاں جھیلے اس کے دل کو کبھی راحت نہ ملی
اَعَالِيْلُ بِاَضَالِيْلَ دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمَطُوْلِ لَا
تمہارے عذر گمراہی کے حیلے ہیں تم ٹال مٹول کرنے والے قرضدار کی طرح لڑائی کو ٹال رہے ہو

حاشیہ خطبہ ۳۳
یعنی دنیا کی زیب و زینت کے باوجود بھی ان کی دعوت عام ہے اگر ان روایتوں کو صحیح مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ کوئی چیز عمل نہیں کرتے۔
غفلة من غيره و ساجره کی توجیہ سے خاص فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ ایک جانب سے غفلت کا اظہار کیا گیا ہے حسد و رسوخ و تقوی کا اظہار کیا گیا ہے جو بھی ہوتا ہے اور ان افراد کی جانب سے بھی ہوتا ہے جن کا تقوی اور پرہیزگاری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا من غیرہ سا کی قید سے اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ دنیوی مصالح کی جانب سے تغافل کا اظہار اگر کسی متقی اور پرہیزگار کی جانب سے ہو تو یہ مذموم نہیں بلکہ محمود ہے اور اسی کی جانب پیغمبر اسلام نے بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اکثر اہل الجنة البله زیادہ تر جنت میں وہی پرہیزگار لوگ ہوں گے جو دنیاوی تدابیر کی جانب سے غفلت برتتے ہیں اور دنیا کے حاصل کرنے میں کسی قسم کا اہتمام نہیں کرتے۔ ۱۲

يَمْنَعُ الضَّيْمَ الذَّلِيلُ وَلَا يُدْرَكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدِّ

سکتا ہے ذلیل آدمی ظلم و ستم کو روک نہیں سکتا اور حق بغیر کوشش کے پایا نہیں جا سکتا

أَيَّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُونَ وَمَعَ أَيِّ إِمَامٍ

اپنا گھر چھن جانے کے بعد کس کے گھر کی حفاظت کرو گے اور میرے بعد کس امام کی معیت میں

بَعْدِي تُقَاتِلُونَ الْمَغْرُورُ وَاللَّهِ مَنْ غَرَرْتُمُوهُ

جہاد کرو گے بخدا جسے تم اپنے فریب اعتقاد میں مبتلا کرو وہ بڑے ہی دھوکے میں ہے

وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ وَاللَّهِ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ وَ

اور جو تمہارے ذریعے کامیاب ہوا اس نے اس تیر کے ذریعے کامیابی حاصل کی جسکا غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا

مَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ رَمَى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ أَصْبَحْتُ

جس نے تم سے دشمن پر تیر چلوائے اس نے گویا سوفار شکستہ تیر چلا کے

وَاللَّهِ لَا أُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ

میں بخدا اب اس حالت میں ہو گیا ہوں کہ نہ تمہاری کسی بات کو باور کر سکتا ہوں نہ تمہاری مدد کی طمع کر سکتا ہوں

وَلَا أُوعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ مَا بَالُكُمْ مَا دَوَاؤُكُمْ

اور نہ دشمن کو تم سے ڈرا سکتا ہوں یہ تمہارا کیا حال ہے تمہاری کیا دوا ہے اور تمہارا کیا علاج ہے

مَا طِبُّكُمْ الْقَوْمُ رِجَالٌ أَمْثَالُكُمْ أَقَوْلًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَغَفْلَةً

آخر وہ شام والے بھی تم ہی جیسے مرد ہیں اور جیسے ساتھ جنگ کرنے سے تم منہ چراتے ہو کیا تم بے سمجھے باتیں کرتے رہنا چاہتے ہو

مِنْ غَيْرِ وَرَعٍ وَطَمَعاً فِي غَيْرِ حَقٍّ

کے بغیر تدبیروں سے غفلت برتتے اور بغیر استحقاق دشمنوں پر فضیلت لے جانے کی خواہش رکھتے ہو

## پینتیسواں خطبہ ۳۵

### مقتل عثمان کی توضیح اور اپنی بے تعلقی کا اظہار

۳۵ حاشیہ خطبہ
اس خطبہ میں حضرت نے قتل عثمان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔

لَوْ أَمَرْتُ بِهِ لَكُنْتُ قَاتِلاً أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ

اگر میں قتل عثمان کا حکم دیتا تو قاتل ہوتا یا اس سے لوگوں کو باز رکھتا تو مددگار کہا جاتا مگر

نَاصِراً غَيْرَ أَنَّ مَنْ نَصَرَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ خَذَلَهُ

جس نے عثمان کی مدد کی وہ کب یہ کہہ سکتا ہے کہ جس نے مدد نہیں کی میں اس سے بہتر ہوں

مَنْ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ وَمَنْ خَذَلَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ

اور اسی طرح جس نے عثمان کی مدد نہیں کی وہ کہاں یہ کہہ سکتا ہے

نَصَرَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي وَأَنَا جَامِعٌ لَكُمْ أَمْرَهُ اِسْتَأْثَرَ

کہ جس نے اس کی مدد کی وہ مجھ سے بہتر ہے۔ بس تمہارے سامنے اس معاملے کے ہر پہلو کو جمع کرکے دیتا ہوں سنو عثمان

فَأَسَاءَ الْأَثَرَةَ وَجَزِعْتُمْ فَأَسَأْتُمُ الْجَزَعَ وَلِلّٰهِ حُكْمٌ

نے خود رائی کی اور بری طرح تم نے بے صبری کی اور بہرے انداز سے اب خدا کا

وَاقِعٌ فِي الْمُسْتَأْثِرِ وَالْجَازِعِ

جو فیصلہ ہے وہ اس خود رائی کرنے والے اور ان بے صبری کرنے والوں کے درمیان وقوع پذیر ہو کر رہے گا

## چھتیسواں خطبہ ۳۶

اسوقت جبکہ حضرت نے عبداللہ ابن عباس کو جنگ جمل سے پہلے زبیر ابن عوام کے پاس روانہ فرمایا تاکہ انھیں اطاعت کے دائرہ میں پھر واپس لے آئیں تو ارشاد فرمایا کہ

لَا تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ فَإِنَّكَ إِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصًا

سنو ابن عباس طلحہ سے نہ ملنا کیونکہ تم اس سے ملوگے تو اسے اس بیل کے مانند متکبر پاؤ گے جو اپنے سینگ

قَرْنَهُ يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَيَقُولُ هُوَ الذَّلُولُ وَلٰكِنِ الْقَ

موڑے ہوئے ہو سرکش سواری پر سوار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مطیع ہے البتہ زبیر سے

الزُّبَيْرَ فَإِنَّهُ أَلْيَنُ عَرِيكَةً فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ ابْنُ

ملاقات کرنا کیونکہ وہ نرم طبیعت ہے اور اس سے کہنا کہ تم سے تمہارے ماموں زاد بھائی[۱] نے کہا ہے

خَالِكَ عَرَفْتَنِي بِالْحِجَازِ وَأَنْكَرْتَنِي بِالْعِرَاقِ فَمَا عَدَا

کہ حجاز میں تو تم نے مجھے خلیفہ جانا اور عراق میں جا کر مجھ سے ناآشنا بن گئے جو چیز

مِمَّا بَدَا أَقُولُ هُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِعَتْ مِنْهُ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ

تم سے ظاہر ہو چکی تھی اس سے تمہیں کس چیز نے پھیر دیا (قول رضی) میں کہتا ہوں کہ حضرت علی ہی وہ شخص ہیں جن سے سب سے پہلے یہ کلمہ سنا گیا ہے

أَعْنِي فَمَا عَدَا مِمَّا بَدَا

یعنی فما عدا مما بدا حضرت سے پہلے کسی سے ایسا رفیع المرتبت کلمہ نہیں سنا گیا

## سینتیسواں خطبہ ۳۷

جس میں آپ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حالات پر روشنی ڈالی ہے

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِي دَهْرٍ عَنُودٍ وَزَمَنٍ كَنُودٍ

ایھا الناس! ہم نے اس جفا کار زمانہ اور سخت دور میں صبح کی ہے

[۱] چونکہ زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب خواہر ابوطالب تھیں اسلئے حضرت نے اپنے کو زبیر کا ماموں زاد بھائی ارشاد فرمایا۔۱۲

يُعَدُّ فِيهِ الْمُحْسِنُ مُسِيئاً وَيَزْدَادُ الظَّالِمُ عُتُوّاً لَا نَنْتَفِعُ

جس میں نیکوکار شخص بدکردار شمار کیا جاتا ہے ظالم اپنی سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے جو چیزیں ہمیں معلوم ہیں ان سے فائدہ

بِمَا عَلِمْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا جَهِلْنَا وَلَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتَّى

نہیں اٹھاتے جن چیزوں سے ناواقف ہیں انکو جاننے والوں سے دریافت نہیں کرتے اور جبتک کوئی مصیبت ہمپر نہیں آن پڑتی اسکا خوف نہیں

تَحُلَّ بِنَا فَالنَّاسُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ مِنْهُمْ مَنْ لَا

نہیں (اس زمانہ میں) چار طرح کے لوگ ہیں بعض وہ ہیں جن کو زمین میں فساد کرنے سے

يَمْنَعُهُ الْفَسَادَ إِلَّا مَهَانَةُ نَفْسِهِ وَكَلَالَةُ حَدِّهِ وَ

صرف انکے نفس کی ذلت ساز و سامان کی خرابی اور مال و دولت کی کمی

نَضِيضُ وَفْرِهِ وَمِنْهُمُ الْمُصْلِتُ لِسَيْفِهِ وَالْمُعْلِنُ بِشَرِّهِ

باز رکھے ہوئے ہے بعض وہ جنھوں نے اپنی شمشیر نیام سے باہر نکال لی ہے اپنے شر کا اعلان کردیا ہے

وَالْمُجْلِبُ بِخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ قَدْ أَشْرَطَ نَفْسَهُ وَأَوْبَقَ دِينَهُ

اپنے سواروں اور پیادوں کو اکٹھا کر لیا ہے اور اپنے نفس کو شرارت پر آمادہ کرلیا اور اپنے دین کو تباہ و برباد کر

لِحُطَامٍ يَنْتَهِزُهُ أَوْ مِقْنَبٍ يَقُودُهُ أَوْ مِنْبَرٍ يَفْرَعُهُ وَلَبِئْسَ

صرف اس دنیا کیلئے جسکو وہ حاصل کررہے ہیں اس لشکر کیلئے جسکی قیادت کررہے ہیں اور اس منبر کیلئے جس پہ خطبہ دیں

الْمَتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ ثَمَناً وَمِمَّا لَكَ عِنْدَ

اور یہ تو بڑی بُری تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور تمہارے لئے جو خدا کے

اللهِ عِوَضاً وَمِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ

پاس اجر ہے اس کا عوض قرار دیدو بعض وہ ہیں جو آخرت کے کام کرکے دنیا کے طلبگار رہتا

وَلَا يَطْلُبُ الْآخِرَةَ بِعَمَلِ الدُّنْيَا قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِهِ

لیکن دنیا میں نیک کام کرکے آخرت کے طلبگار نہیں انھوں نے اپنے جسم کو لپیٹ کر دیا ہے اپنے قدموں کو نزدیک

وَقَارَبَ مِنْ خَطْوِهِ وَشَمَّرَ مِنْ ثَوْبِهِ وَزَخْرَفَ مِنْ نَفْسِهِ

رکھا اپنے دامن کو گردان لیا امانت کیلئے اپنے نفس کو آراستہ بنا لیا

لِلْأَمَانَةِ وَاتَّخَذَ سِتْرَ اللهِ ذَرِيعَةً إِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمِنْهُمْ

اور خدا کے پردہ کو معصیت کا ذریعہ قرار دیدیا ہے بعض وہ ہیں

مَنْ أَبْعَدَهُ عَنْ طَلَبِ الْمُلْكِ ضُؤُولَةُ نَفْسِهِ وَانْقِطَاعُ

جنکو ان کے نفس کی حقارت اور ذرائع کے منقطع ہونے نے طلبگاری ملک و دولت سے

سَبَبِهِ فَقَصَرَتْهُ الْحَالُ عَلَى حَالِهِ فَتَحَلَّى بِاسْمِ الْقَنَاعَةِ

دور کردیا ہے لیکن انکی موجودہ حالت نے چونکہ انکو انکی اصلی حالت پر روک رکھا ہے اسلئے انھوں نے اپنے کو قناعت کے نام سے آراستہ

ف۵

مومنین کے نفوس کو جنت کے عوض میں خداوند عالم نے خرید لیا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ حضرت فرماتے ہیں کہ جس نفس کی قیمت جنت قرار دی گئی ہے تم دنیا کو اسکی قیمت قرار دیکر اسکو سبک نہ کرو۔ ۱۲

وَتَزَيَّنَ بِلِبَاسِ أَهْلِ الزَّهَادَةِ وَلَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ فِي مَرَاحٍ

اور زاہدوں کے لباس سے مزین بنا لیا ہے حالانکہ صبح و شام (کے ایک لمحہ) میں بھی انکا ان زہد سے کوئی ربط نہیں

وَلَا مَغْدًى وَبَقِيَ رِجَالٌ غَضَّ أَبْصَارَهُمْ ذِكْرُ الْمَرْجِعِ وَ

باقی رہے وہ لوگ جنکی نگاہوں کو قیامت کی یاد نے پست اور

أَرَاقَ دُمُوعَهُمْ خَوْفُ الْمَحْشَرِ فَهُمْ بَيْنَ شَرِيدٍ نَادٍّ وَ

آنسوؤں کو محشر کے خوف نے رواں بنا دیا تو ان میں سے کوئی راندہ اور کنارہ کش ہے تو

خَائِفٍ مَقْمُوعٍ وَسَاكِتٍ مَكْعُومٍ وَدَاعٍ مُخْلِصٍ وَثَكْلَانَ

کوئی خوف زدہ ذلیل و خوار کوئی دہن بستہ ساکت خلوص کیساتھ حق کی دعوت دینے والا ہے تو کوئی

مُوجَعٍ قَدْ أَخْمَلَتْهُمُ التَّقِيَّةُ وَشَمِلَتْهُمُ الذِّلَّةُ فَهُمْ فِي

غمگین نالہ کناں ظالموں کے خوف نے انکو گوشہ نشین بنا دیا اور ذلت نے انکا چاروں طرف سے احاطہ کر رکھا ہے یہ لوگ

بَحْرٍ أُجَاجٍ أَفْوَاهُهُمْ ضَامِزَةٌ وَقُلُوبُهُمْ قَرِحَةٌ قَدْ وَعَظُوا

ایک کھاری سمندر میں (اس طرح پڑے ہوئے) ہیں کہ انکے منہ بند اور دل زخمی ہیں انھوں نے لوگوں کو پند و نصیحت کی

حَتّٰى مَلُّوا وَقُهِرُوا حَتّٰى ذَلُّوا وَقُتِلُوا حَتّٰى قَلُّوا فَلْتَكُنِ

تا اینکہ تھک گئے یہ اتنا دبائے گئے کہ (بظاہر) ذلیل اور اتنے مارے گئے کہ بہت کم ہو گئے تو دیکھو

الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِكُمْ أَصْغَرَ مِنْ حُثَالَةِ الْقَرَظِ[١] وَقُرَاضَةِ الْجَلَمِ[٢]

دنیا کو تمہاری نگاہ میں قرظ کے بھوسے اور بھیڑ بکری کے قینچی سے ترشے ہوئے بالوں سے بھی زیادہ حقیر ہونا چاہیے

وَاتَّعِظُوا بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَبْلَ أَنْ يَتَّعِظَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو قبل اس کے کہ تمہارے بعد والے تم سے سبق لیں

وَارْفُضُوهَا ذَمِيمَةً فَإِنَّهَا رَفَضَتْ مَنْ كَانَ أَشْغَفَ بِهَا

اور اسے ذلیل سمجھ کر چھوڑ دو اس لئے کہ اس نے ان کا جو تم سے زیادہ اس پر فریفتہ تھے ان کا بھی ساتھ نہ دیا

مِنْكُمْ أَقُولُ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا نَسَبَهَا مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ إِلٰى

(علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس خطبہ کو بعض ناواقفوں نے معاویہ کی طرف منسوب کیا

مُعَاوِيَةَ وَهِيَ مِنْ كَلَامِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ہے حالانکہ یہ امیر المومنین ؑ کے (بلند پایہ) کلاموں میں سے ایک کلام ہے

الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ وَأَيْنَ الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ وَالْعَذْبُ

جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں اور بھلا سونے کو مٹی سے اور آب شیریں کو

مِنَ الْأُجَاجِ وَقَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الدَّلِيلُ الْخِرِّيتُ

آب شور و تلخ سے ربط ہی کیا اور اس خیال کی صحت پر دو بینا رہنما نے بھی اور

[١] درخت سلم کے پتے ۔ ۱۲

[٢] اس قینچی کو کہتے ہیں جس سے اون کاٹا جاتا ہے ۔

وَنَقَدَهُ النَّاقِدُ الْبَصِيرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ فَإِنَّهُ ذَكَرَ

اس کو نقاد بصیر عمرو بن بحر جاحظ نے بھی تنقید و تحقیق کے بعد نقل فرمایا ہے اور اپنی مشہور کتاب

هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فِي كِتَابِ الْبَيَانِ وَالتَّبْيِينِ وَذَكَرَ مَنْ

البیان و التبیین میں اس خطبہ کا بھی ذکر کیا ہے اور ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے اس خطبہ کو

نَسَبَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ ثُمَّ قَالَ هِيَ بِكَلَامِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس کے بعد کہا ہے کہ یہ خطبہ حضرت علی کے کلام سے بہت زیادہ

أَشْبَهُ وَبِمَذْهَبِهِ فِي تَصْنِيفِ النَّاسِ وَبِالْإِخْبَارِ عَمَّا هُمْ

مشابہ اور لوگوں کی تقسیم فرمانے اور وہ جس طریقہ پر

عَلَيْهِ مِنَ الْقَهْرِ وَالْإِذْلَالِ وَمِنَ التَّقِيَّةِ وَالْخَوْفِ أَلْيَقُ

ہیں یعنی اور ذلت و خواری و تقیہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اسکی خبر دینے میں حضرت کا جو انداز خاص تھا اس سے بہت زیادہ مناسب ہے

قَالَ وَمَتَى وَجَدْنَا مُعَاوِيَةَ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ

پھر وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے معاویہ کو کب کسی ایک حالت میں ایسا پایا کہ

يَسْلُكُ فِي كَلَامِهِ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ وَمَذَاهِبَ الْعُبَّادِ

اس نے اپنے کلام میں ارباب زہد و ورع کی روش اختیار کی ہو اور وہ عبادت گذاروں کے طریقہ کا گرویدہ ہوا ہو

## اڑتیسواں خطبہ ۳۸

۳۳

اسوقت جب جنگ کرنے کیلئے آپ مدینہ سے باہر تشریف لائے عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ منزل ذی قار میں امیر المومنین جسوقت جوتی ٹانک رہے تھے اسوقت میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دریافت فرمایا کہ ابن عباس اسکی کیا قیمت ہوگی؟ میں نے عرض کیا کہ میرے خیال میں تو کچھ بھی نہیں آپ نے جواب دیا کہ اگر خلافت کے ذریعے میں حق کا قیام اور باطل کی بیخکنی نہ کردوں تو اس جوتی کی قیمت اس سے زیادہ ہوگی بعدازاں آپ نے مندرجۂ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا

إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ

بیشک پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اسوقت مبعوث برسالت فرمایا جب عرب والوں میں سے

الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا وَلَا يَدَّعِي نُبُوَّةً فَسَاقَ النَّاسَ حَتَّى

کوئی ایک شخص بھی نہ تو کتاب پڑھتا تھا اور نہ نبوت کا مدعی تھا حضرت نے انکی راہنمائی فرمائی یہانتک کہ

ل؎ اس جوتی میں [illegible] … آنحضرت [illegible] اس وقت کچھ لوگ [illegible] تھے اور کچھ [illegible] … [illegible]

بَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ وَبَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ فَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ وَ

انکے ٹھکانے لگا دیا اور انکی جو منزل نجات تھی وہاں تک انھیں پہونچا دیا پس انکے نیزے (حالات) سیدھے (درست) اور

اطْمَأَنَّتْ صَفَاتُهُمْ أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَفِي سَاقَتِهَا حَتَّى

انکے پتھر (دل) مطمئن ہوگئے آگاہ ہو کہ بخدا جہالت و گمراہی کے ہنکانے والے لوگوں میں میں تھا تا اینکہ

وَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ وَإِنَّ مَسِيرِي

وہ اول و دوم ہو گئی نہ میں کمزور ہوا نہ خوفزدہ اور میرا یہ سفر بھی

هٰذَا لِمِثْلِهَا فَلَأَنْقُبَنَّ الْبَاطِلَ حَتَّى يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهِ

ویسا ہی ہے (جیسا کہ زمانہ رسول میں ہوتا تھا) تو میں یقیناً باطل کو شگافتہ کروں گا تاکہ حق اس کے پہلو سے نکل آئے

مَا لِي وَلِقُرَيْشٍ وَاللهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِينَ وَلَأُقَاتِلَنَّهُمْ

قریش سے مجھے کیا کام بخدا اس وقت ان سے لڑا جب یہ کافر تھے اور اب بھی ان سے ضرور جنگ کروں گا جبکہ یہ

مَفْتُونِينَ وَإِنِّي لَصَاحِبُهُمْ بِالْأَمْسِ كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ

فتنہ اور سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں کل بھی انکے لئے ویسا ہی میں ساتھی تھا جیسا کہ آج ہوں اور مری صحبت جہاد میں کوئی فرق نہیں آیا ہے

۵ انکے پتھر مطمئن ہو گئے اس سے دل کی طرف کنایہ فرمایا ہے کہ انکے نفوس مطمئن ہو گئے اسی طرح فاستقامت قناتھم انکے نیزے سیدھے ہوگئے اس سے اس امر کی طرف کنایہ فرمایا ہے کہ انکے حالات درست ہوگئے

## اونتالیسواں خطبہ ۳۹

۳۴

جسمیں لوگوں کو آپنے اہل شام سے جنگ کرنے پر آمادہ فرمایا ہے

أُفٍّ لَكُمْ لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ

افسوس ہیں تمھیں ملامت کرتے کرتے تنگ آگیا (بیچ بچاؤ) کیا تم دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضاً وَبِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفاً

کو آخرت کا عوض اور ذلت و خواری کو عزت کا جانشین بنانے کے لئے راضی ہو

إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادِ عَدُوِّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ كَأَنَّكُمْ

میں جب تم کو تمہارے دشمنوں سے جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گردش کرنے لگتی ہیں گویا تم

مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ يُرْتَجُ

موت کی شدت اور بیہوشی مرگ کی غفلت میں مبتلا ہو میری کسی بات کو تم سمجھتے ہی نہیں

عَلَيْكُمْ حَوَارِي فَتَعْمَهُونَ فَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَأْلُوسَةٌ فَأَنْتُمْ

جب ہی تو حیران و سرگرداں ہو رہے ہو غرض کہ تمہارے دل دیوانے ہو رہے ہیں اور تم عقل سے

لَا تَعْقِلُونَ مَا أَنْتُمْ لِي بِثِقَةٍ سَجِيسَ اللَّيَالِي وَمَا أَنْتُمْ

بیگانے ہو گئے ہو اب تم قیامت تک بھی میرے لئے نہ قابل وثوق و اعتماد رہے نہ ایسے رکن

بِرُكْنٍ يُمَالُ بِكُمْ وَلَا زَوَافِرُ عِزٍّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ مَا أَنْتُمْ إِلَّا

كَإِبِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا فَكُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ

مِنْ آخَرَ لَبِئْسَ لَعَمْرُ اللّٰهِ سُعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ تُكَادُوْنَ

وَلَا تَكِيْدُوْنَ وَتُنْتَقَصُ أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَمْتَعِضُوْنَ لَا يُنَامُ

عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِيْ غَفْلَةٍ سَاهُوْنَ غُلِبَ وَاللّٰهِ الْمُتَخَاذِلُوْنَ

وَايْمُ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّ بِكُمْ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغٰى وَاسْتَحَرَّ

الْمَوْتُ قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ انْفِرَاجَ الرَّأْسِ

وَاللّٰهِ إِنَّ امْرَأً يُمَكِّنُ عَدُوَّهُ مِنْ نَفْسِهِ يَعْرُقُ لَحْمَهُ وَ

يَهْشِمُ عَظْمَهُ وَيَفْرِيْ جِلْدَهُ لَعَظِيْمٌ عَجْزُهُ ضَعِيْفٌ مَا

ضُمَّتْ عَلَيْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهِ أَنْتَ فَكُنْ ذَاكَ إِنْ شِئْتَ

فَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ دُوْنَ أَنْ أُعْطِيَ ذٰلِكَ ضَرْبٌ بِالْمَشْرَفِيَّةِ

تَطِيْرُ مِنْهُ فَرَاشُ الْهَامِ وَتَطِيْحُ السَّوَاعِدُ وَالْأَقْدَامُ وَ

يَفْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا يَشَاءُ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لِيْ عَلَيْكُمْ حَقًّا وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ فَأَمَّا

[illegible] ۱۲

حَقُّكُمْ عَلَيَّ فَالنَّصِيحَةُ لَكُمْ وَتَوْفِيرُ فَيْئِكُمْ عَلَيْكُمْ وَتَعْلِيمُكُمْ

تو تمہارا حق مجھ پر یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں تمہارے اموال غنیمت کو پورا پورا تمہارے سپرد کر دوں تمہیں تعلیم دوں

كَيْلَا تَجْهَلُوا وَتَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا وَأَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ

تاکہ نادواقف نہ رہو اور ادب سکھاؤں کہ باخبر ہو جاؤ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ بیعت کے عہد و پیمان کو

بِالْبَيْعَةِ وَالنَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَغِيبِ وَالْإِجَابَةُ حِينَ

پورا کرو سامنے اور پس پشت (ہر حال میں) خیر خواہ رہو جب تمہیں پکاروں

أَدْعُوكُمْ وَالطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ

تو میری آواز پر لبیک کہو اور جب تم کو حکم دوں تو فرمانبرداری کرو

# چالیسواں خطبہ ۴۰

## واقعۂ تحکیم پر اظہار خیال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَإِنْ أَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ

ہر حال میں خدا ہی کیلئے حمد و ثنا سزاوار ہے چاہے زمانہ مشکل حالات اور بڑے سے بڑے حوادث ہی میں کیوں نہ مبتلا کر دے

الْجَلِيلِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا بس ایک ہی ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے

لَيْسَ مَعَهُ إِلٰهٌ غَيْرُهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ذات کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود اور محمد اس کے (برگزیدہ) بندے اور پیغامبر ہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

آنحضرت اور ائمہ اہلبیت طاہرین پر وہ اپنی رحمت نازل فرمائے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ

بعد ازاں واضح ہو کہ مہربان عالم اور تجربہ کار ناصح کی نافرمانی

تُورِثُ الْحَسْرَةَ وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ وَقَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ

(ہمیشہ) سرگشتگی و حیرانی کو پیدا کرتی اور انجام ندامت و پشیمانی کو اپنے عقب میں لاتی ہے۔ دیکھو میں نے تمہیں

فِي هٰذِهِ الْحُكُومَةِ أَمْرِي وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُونَ رَأْيِي لَوْ

اس پنچایت کے بارے اپنے حکم سے آگاہ کر دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے اخلاص کیساتھ تمہارے لئے پیش کر دی تھی

كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرٍ أَمْرٌ فَأَبَيْتُمْ عَلَيَّ إِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْجُفَاةِ

کاش کہ قصیر کی کوئی ایک ہی بات مان لی گئی ہوتی۔ مگر تم نے تو جفا کار مخالفوں اور پیمان

۵ تحکیم کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ صفین کی جنگ میں جب لشکر معاویہ کو ناکامیابی ہونے لگی اور عراقی سپاہیوں کے دلیرانہ حملوں اور مالک اشتر کی جھپٹ ہوئی شمشیر کے جوہروں نے لشکر شام کے ہوش و حواس گم کر دیئے تو اس وقت اُس نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو نیزوں کی انیوں پر بلند کرکے عراق کے نبردآزما لشکر سے کہا جائے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ خدا کی کتاب موجود ہے اگر اس بات کو منظور کر لیا گیا تو جنگ کے بھیانک نتائج سے سر دست بچاؤ ہو جائے گا چنانچہ قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے اور نتیجہ وہی ہوا جیسا عمرو عاص سمجھے ہوا تھا کہ عراقی لشکر کی نظر تو مرد اس نئی پیشکش کی طرف مبذول ہو گئی اور ان کی اکثریت نے نعرے بلند کرنا شروع کئے کہ ہمیں اللہ کی کتاب کا فیصلہ منظور ہے امیر المومنینؑ نے بہت کچھ نصیحت کی کہ اس فریب میں مبتلا نہ ہو یہ صرف تمہاری اس فتح کو جو بالکل تم سے نزدیک آ گئی ہے ناکامیاب کرنے کیلئے چال چلی جا رہی ہے بڑھو جنگ کرو اور معاویہ اور اسکے ابن ابی معیط حبیب ابن ابی سرح ضحاک جیسے مکار سپہ سالاروں کے دھوکے میں نہ آؤ یہ نہ صاحب دین و قرآن ہیں نہ صاحب ایمان مگر اس کا یہ جواب دیا گیا کہ آپ خود ہی بتائیے کہ یہ امر کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمیں قرآن کی طرف بلایا جائے اور اس دعوت کو رد کر دیا جائے تھوڑی ہی دیر میں نوبت یہاں تک ہو گئی کہ مسعر ابن فدکی تمیمی اور زید ابن حصین طائی نے بیس ہزار ان لوگوں کے جو بعد میں خوارج ہو گئے تھے حضرت کو دھمکی دی کہ اگر آپ نے اس دعوت کو منظور نہ کیا اور جنگ جاری رکھی تو ہم آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہیں مالک اشتر جو حملوں پر حملے کرتے ہوئے قلب فوج شام کے قریب پہنچ چکے تھے انکو واپس بلا لینے پر انکی طرف سے شدید زور دیا گیا امیر المومنینؑ نے مجبور ہو کر مالک اشتر کو واپس بلا لیا مالک اشتر پر ابھی واقعات پوری طرح واضح نہ ہوئے تھے اسلئے پلٹے تو انھوں نے واپس آنے سے انکار کیا مگر بعد میں خود انہیں فوج کے اندر انتشار و ابتری پھیلتے ہوئے دیکھ کر واپس آ گئے اور یہ بالکل واقعہ ہے کہ عمرو عاص کی اس پرفریب سیاست نے عراق کے سیدھے سادے سپاہیوں کے دماغ پر کچھ اس طرح تسلط حاصل کر لیا تھا کہ اگر مالک اشتر دوبارہ طلبی پر واپس نہ آتے تو وہ حضرت کو زندہ نہ پاتے بالآخر حکمین کے تقرر کی صلاح ہوئی اور معاویہ [illegible]

وَالْمُنَابِذِينَ الْعُصَاةِ حَتَّى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهِ وَضَنَّ الزَّنْدُ

مخالفت نافرمانوں کی طرح میری بات ماننے سے انکار کیا تا آنکہ ناصح کو اپنی نصیحت (کے برمحل ہونے) میں شبہ ہو اور چقماق نے

بِقَدْحِهِ فَكُنْتُ وَإِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ أَخُو هَوَازِنَ

بتی اگل کر ساتھ اسے سے بخل کیا بس میری اور تمہاری مثال بالکل ویسی ہی تھی جیسا کہ بنی ہوازن کے شاعر نے کہا ہے کہ

أَمَرْتُكُمْ أَمْرِي بِمُنْعَرَجِ اللِّوَى ۔ فَلَمْ تَسْتَبِينُوا النُّصْحَ إِلَّا ضُحَى الْغَدِ

میں نے اپنی رائے منزل منعرج اللوی میں تمہیں بتلا دی تھی مگر تم نے مری بد خلوص نصیحت کا فائدہ دوسرے دن کے وقت چاشت سے پہلے نہ دیکھا

## اکتالیسواں خطبہ ۴۱

۳۶

### اہل نہروان کی تخویف کے بارے میں

فَأَنَا نَذِيرٌ لَكُمْ أَنْ تُصْبِحُوا صَرْعَى بِأَثْنَاءِ

میں تمہیں ڈرانے والا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس نہر کے درمیان

هٰذَا النَّهْرِ وَبِأَهْضَامِ هٰذَا الْغَائِطِ عَلَى غَيْرِ

اس گڑھے کے نشیب و فراز میں اس طرح ہلاک ہو جاؤ کہ نہ تمہارے پاس تمہارے خدا کی جانب سے

بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا سُلْطَانٍ مُبِينٍ مَعَكُمْ

(عذر کی) حجت ہو اور نہ تمہارے ساتھ کوئی واضح اور روشن دلیل و برہان ہو

قَدْ طَوَّحَتْ بِكُمُ الدَّارُ وَاحْتَبَلَكُمُ الْمِقْدَارُ

دار دنیا نے تمہیں سرگشتہ بنا دیا اور تمہارے پست مرتبہ نے تمہیں دشمن کے دام فریب میں پھنسا دیا

وَقَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْحُكُومَةِ

اس تحکیم سے تو میں نے تمہیں پہلے ہی روکا تھا

فَأَبَيْتُمْ عَلَيَّ إِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْمُنَابِذِينَ حَتَّى

مگر تم نے عہد شکنوں کے مانند میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور نوبت یہاں تک

صَرَفْتُ رَأْيِي إِلَى هَوَاكُمْ وَأَنْتُمْ مَعَاشِرُ أَخِفَّاءُ

پہنچی کہ میں نے اپنی رائے (کا رخ) تمہاری خواہشات کی طرف موڑ دیا اور تم لوگ سر

الْهَامِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ وَلَمْ آتِ لَا أَبَا لَكُمْ بُجْرًا

پھرے اور عقل سے کورے ہو (تمہیں جو ہونا چاہیے تھا وہی ہوا) تم ہمیشہ ذلیل رہو میں نے کوئی بری بات تمہارے سامنے پیش نہیں کی

وَلَا أَرَدْتُ لَكُمْ ضُرًّا

اور نہ میں نے تمہارے لئے نقصان ہی کا ارادہ کیا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۲۰۹)

حاشیہ صفحہ ھذا ۔ ۔ ۔

(باقی ۲۹۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۹۰)
حضرت نے خوارج کی سرکوبی فرمائی تھی تحکیم کا فیصلہ سنکر مسلمان کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے انھیں میں سے ایک گروہ خوارج کا بھی تھا جس نے پہلے تو تحکیم کے فیصلہ پر ناراضگی ظاہر کی اور بعد میں لاحکم الا اللہ کا نعرہ لگا کر حضرت علی پر خطا کا الزام لگایا اور کہا کہ آپ نے خدا کا حکم چھوڑ کر بندوں کے حکم کو اختیار کیا اس وجہ سے معاذ اللہ آپ کافر ہو گئے لہذا توبہ کیجئے تو ہم آپکا ساتھ دینگے آپنے جواب دیا کہ میں تو خود ہی اس کے خلاف تھا تمھیں لوگوں نے اسکو قبول کیا جسپر آخر میں میں خاموش ہو کر خاموشی اختیار کی مگر انھوں نے اپنے اصرار سے انحراف نہ کیا اور ۱۰ شوال ۳۷ھ میں عبداللہ ابن وہب کو اپنا سردار بنا کر خفیہ مقام حروراء سے نکل کر نہروان میں آ کر قیام کیا اور طرح طرح کی فتنہ پردازیاں شروع کر کے جینے تنگ آ کر حضرت نے بہت کچھ وعظ و نصیحت کے بعد ان کا مقابلہ کیا جسمیں سوائے دس آدمیوں کے اور باقی تمام لوگ سپاہی مارے گئے۔
سلہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تماشے باب زدن جسکو کی وہ جماعت ترجمہ کیا گیا ہے کہ ذات و خوار کا بھی تھا ساتھ نہ چھوٹے اور تم ہمیشہ ذلیل رہو گے

حاشیہ صفحہ ھذا
لہ یہ خطبہ امیر المومنینؑ نے جنگ نہروان کے بعد ارشاد فرمایا ہے ۱۲۔
سلہ اس جملہ میں حضرت نے ابوبکر کی طرف اشارہ فرمایا ہے جنھوں نے فدک کے معاملہ میں بغیر پیروی اقرار کے کام لیا۔ ۱۲۔

# بیالیسواں خطبہ ۴۲ لہ

## اصحاب رسولؐ کی کیفیت

فقمت بالامر حين فشلوا وتطلعت حين تقبعوا

میں امر حق کے ساتھ کھڑا ہوا جب لوگوں نے بزدلی دکھائی کھلکر سامنے آیا جب وقت انھوں نے گریبانوں میں سر چھپا لئے

ونطقت حين تعتعوا ومضيت بنور الله حين وقفوا

اور حق ظاہر کیا گویا ہوا جبکہ وہ لکنت کر رہے تھے اور ربانی نور کی روشنی میں علوم کی راہوں پر گامزن رہا جبکہ وہ متردد و حیران کھڑے تھے

وكنت اخفضهم صوتا واعلاهم فوتا فطرت بعنانها

میں ان میں سب سے زیادہ نرم آواز اور باعتبار سبقت بلند تر تھا (یعنی فضیلتیں مجھ میں تھیں) جنگل کی لگام کو ہاتھ میں لیکر میں اڑا

واستبددت برهانها كالجبل لا تحركه القواصف

اور تنہا میدان کی بازی جیت لی (اور اس سلسلہ میں میں) اُس پہاڑ کے مانند (ثابت قدم رہا) جسے نہ تو تیز آندھیاں جنبش دے سکیں

ولا تزيله العواصف لم يكن لاحد فيّ مهمز

نہ تیز و تند ہوائیں اس کو اپنی جگہ سے ہٹا سکیں میرے بارے میں کسی ایک شخص کے لئے مذمت کرنے کی گنجائش تھی

ولا لقائل فيّ مغمز الذليل عندي عزيز حتى آخذ

اور نہ کسی قائل کے لئے عیب جوئی کا محل یاد رکھو میرے نزدیک ہر ذلیل عزت دار ہے تاوقتیکہ میں اس کا حق (واپس) دلوا دوں

الحق له والقوي عندي ضعيف حتى آخذ الحق

اور ہر طاقتور کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے (کمزوروں کا غصب کیا ہوا) حق واپس لے لوں

منه رضينا عن الله قضاءه وسلمنا لله امره

ہم خدا کے فیصلوں پر رضا مند اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں

أتراني أكذب على رسول الله صلى الله عليه

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ اتہام لگاؤں گا

وسلم والله لانا اول من صدقه فلا اكون اول

حالانکہ میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے اول ان کی تصدیق کی ہے تو میں وہ پہلا انسان

من كذب عليه فنظرت في امري فاذا طاعتي

نہیں ہونگا جو ان پر جھوٹ (اتہام) لگائے سنو جب اپنے معاملہ پر میں نے غور کیا تو دیکھا کہ مجھ پر حکم رسول کی اطاعت اپنی بیعت لینے سے

قد سبقت بيعتي واذا الميثاق في عنقي لغيري

پہلے لازم ہوچکی ہے اور میری گردن میں (دشمنوں سے امداد۔ امر خلافت میں جنگ نہ کرنے کا) عہد و پیمان پڑا ہوا ہے

# تینتالیسواں خطبہ ۴۳

وَإِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَقَّ

شبہ کو نام شبہہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ حق کو باطل سے مشابہ بنا دیتا ہے

فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا الْيَقِينُ وَدَلِيلُهُمْ

پس شک و شبہہ (کی تاریکی) میں اولیاء خدا کیلئے انکا یقین روشنی اور ہدایت کی راہ راست رہنما (تقصد)

سَمْتُ الْهُدَى وَأَمَّا أَعْدَاءُ اللّٰهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا

راستہ ہوتا ہے رہ گئے دشمنان خدا تو انکی دعوت اس شک و شبہہ کی ظلمت میں

الضَّلَالُ وَدَلِيلُهُمُ الْعَمَى فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ

گمراہی اور ان کی راہبر نابینائی اور بے بصیرتی ہوتی ہے (یاد رکھو) جو موت سے ڈرتا ہے وہ اس سے

خَافَهُ وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ

بچ نہیں سکتا اور جو بقاء (دوام) کو دوست رکھتا ہے اسے وہ ملتی نہیں

# چوالیسواں خطبہ ۴۴

اس میں آپ نے اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ وَلَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ

میں ان لوگوں میں مبتلا ہوں جنہیں جب حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے اور جب پکارتا ہوں تو جواب نہیں دیتے

لَا أَبَا لَكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ

تم ہمیشہ ذلیل رہو اپنے خدا (کے دین) کی نصرت کرنے میں آخر انتظار کس امر کا کر رہے ہو کیا تمہارا کوئی دین نہیں جو تمہیں اکٹھا کرے

وَلَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخًا وَأُنَادِيكُمْ

اور نہ حمیت و غیرت رہی وہ گئی) ہے جو تمہیں جوش دلائے میں تمہارے اندر کھڑا ہوا چیخ رہا ہوں اور فریاد کر رہا ہوں

مُتَغَوِّثًا فَلَا تَسْمَعُونَ لِي قَوْلًا وَلَا تُطِيعُونَ لِي أَمْرًا

تمہیں پکار رہا ہوں مگر تم لوگ نہ میری کوئی بات مانتے ہو اور نہ میرے کسی حکم کی اطاعت کرتے ہو

حَتَّى تَكَشَّفَ الْأُمُورُ عَنْ عَوَاقِبِ الْمَسَاءَةِ فَمَا

تا اینکہ ان امور کے نتائج بد کے ساتھ کھل کر سامنے آجانے سے (اس وقت تمہیں احساس ہوتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا تھا

؎ سنہ ۳۹ھ میں معاویہ نے نعمان ابن بشیر کو دو ہزار فوج کے ساتھ مقام عین التمر میں قتل و غارت کے لئے بھیجا جہاں مالک ابن کعب امیر المومنین کی طرف سے مامور تھے انہوں نے حضرت کو صورت حال کی اطلاع دی اور آپ سے کمک طلب کی حضرت نے لوگوں کو ان کی مدد کرنے کیلئے پرجوش الفاظ میں نصیحت کی مگر جب انہوں نے حیلہ جوئی کی تو آپ نے تنگ آکر یہ کلام ارشاد فرمایا۔

يُدَارَكُ بِكُمْ ثَارٌ وَلَا يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامٌ دَعَوْتُكُمْ إِلَى

پس تمہارے ذریعہ سے نہ کوئی انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ تمہاری اعانت سے کوئی مقصد ہی حاصل ہو سکتا ہے تمہارے بھائیوں ہی کی

نَصْرِ إِخْوَانِكُمْ فَجَرْجَرْتُمْ جَرْجَرَةَ الْجَمَلِ الْأَسَرِّ وَتَثَاقَلْتُمْ

مدد کیلئے میں نے تمہیں دعوت دی تھی مگر تم بلبلائے اور دبلے اونٹ کے مانند بلبلانے اور لاغر و زخمی پشت شتر کی طرح سستی اور گرانباری کا

تَثَاقُلَ النِّضْوِ الْأَدْبَرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ

اظہار کرنے لگے اس کے بعد (تمہارے سپاہیوں کا) ایک چھوٹا سا مضطرب اور کمزور لشکر میری طرف اس طرح نکل کر آیا

مُتَذَائِبٌ ضَعِيفٌ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

جیسے کہ اُن کو موت کی طرف ڈھکیلتے ہوئے لایا جا رہا ہے اور وہ اُس کی مہیب صورت کو

يَنْظُرُونَ أَقُولُ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَذَائِبٌ أَيْ

اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں (جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ حضرتؑ کے اس قول متذائب کے معنی

مُضْطَرِبٌ مِنْ قَوْلِهِمْ تَذَاءَبَتِ الرِّيحُ أَيْ اضْطَرَبَ

مضطرب کے ہیں اور یہ ماخوذ ہے عربوں کے اس قول سے کہ تذاءبت الریح یعنی اضطراب پیدا ہوا اس کی رفتار پراگندہ و منتشر ہوئی

هُبُوبُهَا وَمِنْهُ يُسَمَّى الذِّئْبُ ذِئْبًا لِاضْطِرَابِ مِشْيَتِهِ

اور بھیڑیے کا نام ذئب اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس کی رفتار میں اضطراب ہوتا ہے

## پینتالیسواں خطبہ ۴۵

جب آپ نے خوارج کا یہ قول سنا کہ لاحکم الا للہ حکم بس خدا ہی کا ہے تو آپ نے فرمایا

كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ نَعَمْ إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَ

یہ جملہ تو صحیح ہے مگر اس سے (مفہوم) غلط مراد لیا گیا ہے ہاں بیشک حکم خدا ہی کا ہے مگر

لَكِنْ هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلَّهِ وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ

یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت بھی اس کے علاوہ کسی کی نہیں حالانکہ لوگوں کیلئے ایک حاکم کا ہونا

مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ

ضروری ہے وہ چاہے نیکوکار ہو یا بدکار تاکہ اس کی حکومت میں مومن عمل (خیر) اور کافر لذات دنیا سے

فِيهَا الْكَافِرُ وَيُبَلِّغُ اللَّهُ فِيهَا الْأَجَلَ وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ

بہرہ یاب ہوں خدا لوگوں کو اس (کے سایہ امن) میں اُن کے منتہائے عمر تک پہنچائے

وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ وَيُؤْخَذُ بِهِ

مال غنیمت اس کے ذریعہ سے جمع ہو دشمنوں سے اس کے ہمراہ ہو کر جنگ کی جائے راستے اس کی وجہ سے محفوظ رہیں اور

لے حضرتؑ نے اس کلام میں اس مطلب پر روشنی ڈالی ہے کہ لاحکم الا للہ کا نظریہ اپنے مقام پر اس لحاظ سے بالکل صحیح ہے کہ احکام کو صرف اسی کی ذات سے مختص ہیں اور اس میں قضاوقدر کے علاوہ اور کسی کا دخل ممکن نہیں مگر انکا مقصد حکم سے حکم تکوینی نہیں بلکہ تشریعی ہے اور لاحکم الا للہ کے نظریہ کا اس مراد کے لحاظ سے باطل ہونا واضح ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اکثر فروعی احکام غیر منصوص اور اجتہاد سے اخذ کئے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ احکام ظنیہ ہیں اور اجتہاد کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں لہٰذا اس بنا پر لاحکم الا للہ کا نظریہ فی نفسہ تو صحیح ہے مگر انکی مراد باطل ہے۔

لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِ

اسکی (اور سے) طاقت والوں سے کمزوروں کا حق واپس لیا جاتا ہے تاکہ نیکوکار آسودہ حال اور بدکار (کے شر) سے راحت پائے

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَ تَحْكِيمَهُ

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ نے خارجیوں کے قول لا حکم الا للہ کو سنا تو ارشاد فرما

قَالَ) حُكْمَ اللهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ (وَقَالَ) أَمَّا الْإِمْرَةُ الْبَرَّ

میں تمہارے بارے میں خدا ہی کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں اور پھر فرمایا کہ اچھی حکومت میں پرہیزگار

فَيَعْمَلُ فِيهَا التَّقِيُّ وَأَمَّا الْإِمْرَةُ الْفَاجِرَةُ فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا

عمل (خیر) کرتے ہیں اور بری حکومت میں [illegible] مزے اڑاتے

الشَّقِيُّ إِلَى أَنْ تَنْقَطِعَ مُدَّتُهُ وَتُدْرِكَهُ مَنِيَّتُهُ

تا آنکہ انکی مدت (حیات) تمام ہو اور انکی موت انہیں پالے

## چھیالیسواں خطبہ ۴۶

۴۱

### وفاداری کے بیان میں

إِنَّ الْوَفَاءَ تَوْأَمُ الصِّدْقِ وَلَا أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْقَى

بیشک وفا سچائی کی جڑواں ہے اور میرے علم میں کوئی سپر ایسی نہیں جو اس سے زیادہ

مِنْهُ وَلَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الْمَرْجِعُ وَلَقَدْ أَصْبَحْ

حفاظت کرنیوالی ہو اور جو یہ جانتا ہے کہ (اسے خدا کی طرف) کیونکر پلٹ کر جانا ہے وہ کبھی بیوفائی کر کے بھاگتا نہیں ہم تو

فِي زَمَانٍ قَدِ اتَّخَذَ أَكْثَرُ أَهْلِهِ الْغَدْرَ كَيْسًا

ایسے زمانہ میں ہیں کہ اکثر اہل زمانہ نے غداری کو ہوشمندی کی جگہ دے رکھا ہے

وَنَسَبَهُمْ أَهْلُ الْجَهْلِ فِيهِ إِلَى حُسْنِ الْحِيلَةِ مَ

اور جاہلوں نے انکو انکے طرز عمل میں حسن تدبیر کی طرف نسبت دیدی ہے۔ آخر ا

لَهُمْ قَاتَلَهُمُ اللهُ قَدْ يَرَى الْحُوَّلُ الْقُلَّبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ وَدُونَ

کو کیا ہو گیا ہے خدا انہیں غارت کرے ہوشیار و تجربہ کار بھی حیلہ کا رخ جانتا ہے مگر اس کے سامنے

مَانِعٌ مِنْ أَمْرِ اللهِ وَنَهْيِهِ فَيَدَعُهَا رَأْيَ عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَ

خدا کے اوامر و نواہی کی ایک منع کرنے والی (روک) ہے جسکی وجہ سے وہ اسے آنکھوں سے دیکھ کر باوجود قدرت رکھنے کے

عَلَيْهَا وَيَنْتَهِزُ فُرْصَتَهَا مَنْ لَا حَرِيجَةَ لَهُ فِي الدِّينِ

اسے چھوڑ دیتا ہے اور [illegible] دین کا [illegible] کرنے کے باوجود کسی گناہ [illegible] غنیمت سمجھ لیتا

سلہ امیر المومنین ع نے اس کلام میں ان لوگوں کے خیال کی تردید فرمائی ہے جو آپ کو غیر سیاست داں ہونے کا شبہ کرتے ہیں اور اس حقیقت سے [illegible] [illegible] کے سلسلہ میں [illegible] [illegible] [illegible] پڑتی ہے آپ ان سب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سمجھتے [illegible] [illegible]

## سینتالیسواں خطبہ ۴۷

۱۲

آسمیں حضرت نے لوگوں کو خواہشات کی پیروی اور طول امل سے منع فرمایا ہے

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَانِ اتِّبَاعُ

اے لوگو سب سے زیادہ خوفناک چیزیں جنکا تم پر عذاب نازل ہونے سے میں ڈر رہا ہوں وہ اول خواہشات نفس کی

الْهَوَى وَطُولُ الْأَمَلِ فَأَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوَى فَيَصُدُّ عَنِ

دل کی دوسرے دور دراز امیدیں بس خواہشات نفس کی پیروی تو حق (کی راہ) سے باز رکھتی

الْحَقِّ وَأَمَّا طُولُ الْأَمَلِ فَيُنْسِي الْآخِرَةَ أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا

اور امید کی درازی آخرت کو فراموش کرا دیتی ہے۔ دیکھو آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا

قَدْ وَلَّتْ حَذَّاءَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ

تیزی کے ساتھ منہ موڑ چکی ہے اور اب اس کے پیمانہ میں بجز اس تہری کے کچھ بھی باقی نہیں رہا

الْإِنَاءِ اصْطَبَّهَا صَابُّهَا أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ

برتن کی اس تہ کے مانند ہے جس کو کہ انڈیلنے والے نے الٹ دیا ہو اور آخرت سامنے آگئی ہے

وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا

اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں تو دیکھو تم مادر آخرت کے فرزند بنو اور مادر دنیا کے

تَكُونُوا أَبْنَاءَ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ وَلَدٍ سَيُلْحَقُ بِأُمِّهِ يَوْمَ

فرزند نہ ہو کیونکہ بہت جلدی قیامت کے دن ہر فرزند اپنی ماں سے ملحق کیا جائیگا

الْقِيَامَةِ وَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ

آج دنیا میں عمل کا وقت ہے حساب کا وقت نہیں ہے کل قیامت کے دن حساب کا وقت ہوگا عمل کا نہیں ہوگا

أَقُولُ الْحَذَّاءُ السَّرِيعَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَرْوِيهِ جَذَّاءَ

سید رضی فرماتے ہیں کہ حذاء کے معنے تیز رفتار کے ہیں اور بعض لوگ اسے جیم اور ذال کے ساتھ جذاء روایت کرتے ہیں

## اڑتالیسواں خطبہ ۴۸

۱۳

جسکو حضرت نے اس وقت ارشاد فرمایا جبکہ معاویہ کے پاس جریر ابن عبد اللہ بجلی کو بھیجنے کے بعد بھی آپ کے اصحاب نے آپ کو اہل شام سے جنگ کیلئے تیار ہو جانے کا مشورہ دیا

إِنَّ اسْتِعْدَادِي لِحَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ وَجَرِيرٌ عِنْدَهُمْ إِغْلَاقٌ

شام والوں سے جنگ کرنے کیلئے میری تیاری جبکہ جریر ابھی انھیں کے پاس ہے (اور جواب لیکر واپس نہیں آیا ہے)

جب جریر ابن عبد اللہ کو امیر المومنین نے اپنا نامہ دیکر بھیجا تھا اس کا مضمون یہ تھا کہ اے معاویہ تمام مہاجرین انصار نے میری بیعت قبول کرلی ہے لہذا تو بھی میری بیعت قبول کرلے معاویہ نے جواب دینے میں مصلحت تاخیر سے کام لیا رہا اور جب دیکھا کہ جریر واپس کسی دم کرتے آنے کے لئے تیار نہیں تو اس کی پشت پر جواب لکھکر واپس کردیا کہ آپ کو کس نے حاکم بنایا ہے کہ آپ مجھے معزول کررہے ہیں

بِالشَّامِ وَصَرْفٌ لِأَهْلِهِ عَنْ خَيْرٍ إِنْ أَرَادُوهُ وَلٰكِنْ قَدْ وَقَّتُّ

[illegible] شام کیلئے [illegible] کا دروازہ بند کر دینا اور وہاں کے رہنے والوں نے اگر بیعت کا ارادہ کیا بھی ہے تو ان کو [illegible]

لِجَرِيرٍ وَقْتًا لَا يُقِيمُ بَعْدَهُ إِلَّا مَخْدُوعًا أَوْ عَاصِيًا وَالرَّأْيُ عِنْدِي

لیکن میں نے جریر کیلئے ایک وقت معین کر دیا ہے [illegible] بعد وہ وہاں ٹھہر سکتا ہے یا دھوکا کھا کر یا نافرمانی [illegible]

مَعَ الْأَنَاةِ فَأَرْوِدُوا وَلَا أَكْرَهُ لَكُمُ الْإِعْدَادَ

بہتر یہ ہے کہ نرمی کے ساتھ [illegible] اور در پردہ تیاری کو تمہارے لیے برا نہیں سمجھتا

وَلَقَدْ ضَرَبْتُ أَنْفَ هٰذَا الْأَمْرِ وَعَيْنَهُ وَقَلَّبْتُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ فَلَمْ

میں نے اس جنگ کے مسئلہ پر اچھی طرح غور کر لیا ہے اور اس کے ظاہر و باطن ہر رخ کو الٹ پلٹ کر خوب دیکھ لیا ہے مجھے

أَرَ لِي إِلَّا الْقِتَالَ أَوِ الْكُفْرَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى النَّاسِ وَالٍ أَحْدَثَ

تو اس کے سوا کوئی گنجائش نہیں کہ یا جنگ کروں یا کفر اختیار کروں حقیقتاً (عثمان) امت پر ایک ایسا حاکم تھا جس نے

أَحْدَاثًا وَأَوْجَدَ لِلنَّاسِ مَقَالًا فَقَالُوا ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا

بہت سی بدعتیں [illegible] لوگوں کیلئے [illegible] کہنے کا موقع پیدا کیا لوگوں نے [illegible] پھر انہوں نے انکار کر کے اس کی حالت [illegible]

## اونچاسواں خطبہ ۴۹

جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔

قَبَّحَ اللّٰهُ مَصْقَلَةَ فَعَلَ فِعْلَ السَّادَاتِ وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ فَمَا

خدا مصقلہ کو اپنی رحمت سے دور رکھے اس نے کام سرداروں جیسا کیا اور بھاگا غلاموں کی طرح ابھی اس نے

أَنْطَقَ مَادِحَهُ حَتّٰى أَسْكَتَهُ وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتّٰى

مدح کرنے والے کو اس نے بولنے بھی نہ دیا تھا کہ خاموش کر دیا اور ثنا کرنیوالے کی تصدیق بھی نہ ہونے دی کہ اسے سرزنش کر دی

بَكَّتَهُ وَلَوْ أَقَامَ لَأَخَذْنَا مَيْسُورَهُ وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ

اگر وہ ٹھہرا رہتا تو [illegible] جتنا اس کے مقدور میں ہوتا اتنا لے لیتے اور بقیہ کیلئے اس کے مال کے بڑھنے کا انتظار کرتے

## پچاسواں خطبہ ۵۰

اسمیں حضرت نے حمد خدا کے بعد قبائح دنیا کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَقْنُوطٍ مِّنْ رَحْمَتِهِ وَلَا مَخْلُوٍّ مِّنْ نِعْمَتِهِ

حمد اس خدا ہی کے لئے مخصوص ہے جس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں

۵ مطلب یہ ہے کہ میرا انتخاب [illegible] علیہ وآلہ نے مجھے خبر دی تھی کہ تم ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کرو گے اگر اس وقت میں ان سے جنگ نہیں کرتا تو قول پیغمبر کی [illegible] لازم آتی ہے علاوہ بریں ان کے اعمال یقینی طور پر منکرات ہیں [illegible] منکرات کے دفع پر قادر ہونے کے باوجود انکار ترک کرنا [illegible]

۵۲ اس کلام میں حضرت نے حضرت عثمان کی جانب اشارہ فرمایا ہے [illegible] نے اسلام میں ایسی بدعتیں [illegible]

[illegible]

وَلَا مَأْيُوسٍ مِنْ مَغْفِرَتِهِ وَلَا مُسْتَنْكِفٍ مِنْ عِبَادَتِهِ

جس کی مغفرت سے کوئی مایوس نہیں اور جس کی پرستش سے کوئی ننگ و عار محسوس کرنے والا نہیں

الَّذِي لَا تَبْرَحُ مِنْهُ رَحْمَةٌ وَلَا تُفْقَدُ لَهُ نِعْمَةٌ وَالدُّنْيَا

وہ ایسا ہے کہ جس کی رحمت لا فانی اور جس کی نعمت لا زوال ہے (سنو) دنیا وہ

دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ وَلِأَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءُ وَهِيَ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ

گھر ہے جس کے لئے خود فنا ہونا اور اس کے باشندوں کیلئے اس سے جلا وطن ہونا مقدر ہو چکا ہے یہ (مذاق اہل زمانہ میں) شیریں اور رنگ میں (اہل آفاق میں) بہت ہی سرسبز و شاداب ہے

وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ

اور اپنے طالب کے لئے تیز رفتاری کے ساتھ حرکت کرتی اور اپنے ناظر کے دل سے چمٹ جاتی ہے

فَارْتَحِلُوا عَنْهَا بِأَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ وَلَا

تو دیکھو جو تمہارے پاس بہترین زاد راہ ہے اسے لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور

تَسْأَلُوا فِيهَا فَوْقَ الْكَفَافِ وَلَا تَطْلُبُوا مِنْهَا أَكْثَرَ

بقدر ضرورت سے زیادہ کا اس میں رہ کر سوال نہ کرو اور زاد راہ کے علاوہ

مِنَ الْبَلَاغِ

اس سے کسی چیز کے طلبگار نہ ہو

## خطبہ ۵۱

### سفر شام کے موقع پر

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ

بار الہا میں تجھ سے سفر کی سختی بازگشت کے غم و اندوہ اور گھر پلٹ کر اپنے

الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ

نفس اپنے اہل و عیال اور اپنی اولاد اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں بار الہا

أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَأَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ

تو سفر میں (میرا) ساتھی اور میرے اہل و عیال کی حفاظت کرنے میں میرا قائم مقام ہے

وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ لِأَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُونُ مُسْتَصْحَبًا

اور تیرے علاوہ ان دونوں باتوں (مصاحبت و خلافت) کو کوئی دوسرا جمع نہیں کر سکتا کیونکہ جسے خلیفہ بنایا جائے گا

وَالْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُونُ مُسْتَخْلَفًا

وہ ایسا نہ ہوگا جسے ہمراہ لیجایا جائے اور جسے ہمراہ لیجایا جائے وہ ایسا نہ ہوگا جسے اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ دیا جائے

(بقیہ صفحہ ۲۹۶) کہ تم لوگوں نے کس بنا پر عثمان کو کافر خیال کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ تین چیزوں کی وجہ سے جعل المال دولۃ بین الاغنیاء وجعل المھاجرین من اصحاب رسول اللہ بمنزلۃ من حارب اللہ ورسولہ وعمل بغیر کتاب اللہ اول یہ کہ انہوں نے دولت کو ہیر پھیر کر تونگروں ہی تک محدود کر دیا تھا دوسرے اصحاب رسول کو کفار حربی کے برابر بنا دیا تھا تیسرے یہ کہ انہوں نے کتاب خدا کے خلاف عمل درآمد کیا۔ حالانکہ عمار یاسر کی وہ ذات ہے جن کے متعلق یہ حدیث ہے کہ من ابغض عمارا ابغضہ اللہ جو عمار کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے۔ ضرب عمار کی روداد کو صاحب روضۃ الاحباب کے علاوہ اعثم کوفی جیسے متعصب مورخ نے کتاب الفتوح میں تفصیل کے ساتھ وارد کیا ہے (۵) ابوذر جیسے جلیل صحابی رسول کو جلا وطن کیا۔ (۶) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس پر حد جاری کرنا واجب ہے مگر عثمان نے خلیفہ ثانی کے پاس قرابت میں حد واجب کو نظر انداز کر دیا اور ہرمزان کا قاتل ہونے کے باوجود عبید اللہ ابن عمر ابن خطاب پر حد جاری نہیں کی۔

سے اس نے امیر المومنین کے عامل مصقلہ ابن قیس ریاحی سے بنی ناجیہ کے کچھ قیدی خرید کر آزاد کر دئے تھے جب مصقلہ نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو یہ مطالبے کی ادائیگی سے بچنے کے لئے شام معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔

## خطبہ ۵۲

### کوفہ کی آیندہ حالت کے بیان میں

كَأَنِّي بِكِ يَا كُوفَةُ تُمَدِّينَ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ

اے کوفہ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تجھے عکاظی چمڑے کے مانند کھینچا

تُعْرَكِينَ بِالنَّوَازِلِ وَتُرْكَبِينَ بِالزَّلَازِلِ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ

حوادث و آفات سے رگڑا اور (ظلم) امن کو ہلا دینے والے زلزلوں کی پشت پر سوار کیا جا رہا ہے

أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكِ جَبَّارٌ سُوءاً إِلَّا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِشَاغِلٍ

اور جانتا ہوں تیرے ساتھ جو ستمگر جفا کار بھی بدی کا ارادہ کریگا خدا اسے کسی نہ کسی درد میں مبتلا اور ایک نہ ایک

وَرَمَاهُ بِقَاتِلٍ

قاتل کے حوالہ کردے گا

## خطبہ ۵۳

### ساکنان فرات کی امداد کے سلسلہ میں

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَغَسَقَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا

حمد بس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جب تک رات آئی اور تاریک ہوئی اور ستائش اللہ ہی کیلئے زیبا ہے

لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرَ مَفْقُودِ الْإِنْعَامِ

جب تک کوئی ایک ستارہ چمکتا اور غروب ہوتا رہے اور تمام تعریفیں اسی معبود حقیقی کیلئے مخصوص ہیں

وَلَا مُكَافَإِ الْإِفْضَالِ

جس کا انعام کبھی ختم ہونے والا اور جس کی کرم گستری ناقابل معاوضہ ہے

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِي وَأَمَرْتُهُمْ بِلُزُومِ هَذَا

بعد ازاں واضح ہو کہ میں نے اپنے لشکر کے مقدمہ (ہراول) کو روانہ کر دیا ہے اور ان کو اس دریا کے کنارے پڑے رہنے کو

الْمِلْطَاطِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرِي وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَقْطَعَ هَذِهِ

حکم دیا ہے وہ فرات کے اس کنارے پڑے رہیں تا اینکہ میرا فرمان انکے پاس آئے اور خود میں نے ارادہ کیا ہے کہ

النُّطْفَةَ إِلَى شِرْذِمَةٍ مِنْكُمْ مُوطِنِينَ أَكْنَافَ دِجْلَةَ

میں اس نہر کو پار کر کے تمہارے اس مختصر گروہ تک جا پہنچوں جنہوں نے دجلہ کے کنارے سکونت اختیار کر لی ہے اور

---

۵۱ عکاظ بازار عکاظ کا ... ذوالمجاز نخلہ اور طائف کے درمیان ایک مقام تھا جہاں ذیقعدہ کے مہینہ میں عربوں کا ایک مخصوص بازار لگتا تھا اور بیس روز مسلسل لگا رہتا تھا۔

۵۲ حضرت کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی چنانچہ علامہ ... شارح نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلام میں جتنے ظالم حاکم ہوئے اور جن سے مصیبتیں نازل ہوئیں انکا انجام انکی تقدیر کو ہی نظر آتا ہے جیسا کہ زیاد ابن ابیہ اور اسکے لخت جگر فرزند عبید اللہ ابن زیاد کے طرز عمل سے واضح ہے

۵۳ چنانچہ حجاج بن یوسف جس نے اہل کوفہ پر بہت ہی زیادہ مظالم کئے تھے اسکے متعلق تاریخ بتلاتی ہے کہ اس کے پیٹ میں سانپ بچھو پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی نیز زیاد فالج میں عبید اللہ ابن زیاد جذام میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا اور اسی طرح آپ نے کوفہ پر ظلم و ستم کرنے والوں کے متعلق جو ارشاد فرمایا وہ پورا ہو کر رہا۔ ۱۲-۱۰

فَاَنْهِضْهُمْ مَعَكُمْ اِلٰى عَدُوِّكُمْ وَاجْعَلْهُمْ مِنْ

انھیں ابھار کر تمھارے ساتھ تمھارے دشمنوں کی طرف بھیجو اور انکو تمھارے لئے معاون

اَمْدَادِ الْقُوَّةِ لَكُمْ

طاقتوں میں سے ایک طاقت قرار دو

## خطبہ ۵۴

(۴۹)

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے صفات کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَطَنَ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ

حمد اس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جو مخفی امور سے واقف ہے اور جس کے وجود پر اسکی ہستی کے آثار و علامات

اَعْلَامُ الظُّهُوْرِ وَامْتَنَعَ عَلٰى عَيْنِ الْبَصِيْرِ فَلَا عَيْنُ

مستقل دلیل بنے ہوئے ہیں اور جو چشم بینا پر اس کی رویت ممتنع و محال ہے سو جس نے

مَنْ لَمْ يَرَهُ تُنْكِرُهُ وَلَا قَلْبُ مَنْ اَثْبَتَهُ يُبْصِرُهُ سَبَقَ

اسے دیکھا نہیں ہے اسکی آنکھ اسکا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اسے مان لیا ہے اس کا دل اسکی کنہ حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا

فِي الْعُلُوِّ فَلَا شَيْءَ اَعْلٰى مِنْهُ وَقَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا شَيْءَ

وہ بلندی میں سب سے آگے ہے کوئی شے اس سے بلند تر نہیں اور نزدیکی میں سب سے قریب ہے۔ کوئی

اَقْرَبُ مِنْهُ فَلَا اسْتِعْلَاؤُهُ بَاعَدَهُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ

چیز اس سے قریب تر نہیں پس نہ اس کی بلندی نے اسے اسکی مخلوقات میں سے کسی سے دور کیا

خَلْقِهِ وَلَا قُرْبُهُ سَاوَاهُمْ فِي الْمَكَانِ بِهِ لَمْ يُطْلِعِ

اور نہ اسکی نزدیکی نے انکو مکان اور جگہ میں اس کے برابر بنا دیا

الْعُقُوْلَ عَلٰى تَحْدِيْدِ صِفَتِهِ وَلَمْ يَحْجُبْهَا عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهِ

اس نے عقلوں کو اپنی کنہ حقیقت پر مطلع کیا اور نہ انھیں اپنی واجبی معرفت سے باز رکھا

فَهُوَ الَّذِيْ تَشْهَدُ لَهُ اَعْلَامُ الْوُجُوْدِ عَلٰى اِقْرَارِ قَلْبِ ذِي

وہ وہی معبود ہے جس کے لئے ہستی کے نشانات کافروں کے دل اقرار پر گواہی دے رہے ہیں

الْجُحُوْدِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الْمُشَبِّهُوْنَ بِهِ وَالْجَاحِدُوْنَ

خدا بلاشبہ ان باتوں سے بہت بلند ہے جو اسے مخلوقات سے اسے مشابہ قرار دینے والے یا

لَهُ عُلُوًّا كَبِيْرًا

اس کے وجود کا انکار کرنے والے قائل ہیں

[illegible]

## خطبہ ٥٥

٥٠

اسمیں حضرت نے اجمالاً اسباب گمراہی پر روشنی ڈالی ہے

إِنَّمَا بَدْءُ وُقُوعِ الْفِتَنِ أَهْوَاءٌ تُتَّبَعُ وَأَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ

یقیناً فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا آغاز ان پیروی کی ہوئی نفسانی خواہشوں اور خود ساختہ حکموں ہی سے ہوتا ہے

يُخَالَفُ فِيهَا كِتَابُ اللّٰهِ وَيَتَوَلَّى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِجَالًا عَلَى

جنمیں کتاب خدا کی مخالفت کیجاتی ہے اور جن (کی بنیاد) پر لوگ دین خدا کے خلاف (نص سے عدول کرکے) غیر منصوص لوگوں

غَيْرِ دِينِ اللّٰهِ فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ لَمْ

اپنا ولی امر بنالیتے ہیں اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو طالبان حق پر

يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِينَ وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنَ الْبَاطِلِ

پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق باطل کے میل سے پاک ہوتا تو دشمنوں

انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ وَلٰكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ

کی زبانیں اس کی مخالفت کرنے سے بند ہو جاتیں مگر دشوار کاوہ ہے کہ کچھ حصہ حق سے لیا

هٰذَا ضِغْثٌ وَمِنْ هٰذَا ضِغْثٌ فَيُمْزَجَانِ فَهُنَالِكَ

جاتا ہے اور کچھ باطل سے اور ان دونوں کو ملا دیا جاتا ہے بس اسی مقام پر

يَسْتَوْلِي الشَّيْطَانُ عَلَى أَوْلِيَائِهِ وَيَنْجُو الَّذِينَ سَبَقَتْ

شیطان اپنے حلقہ بگوشوں پر قابو پا لیتا ہے اور صرف وہی لوگ نجات پاتے ہیں

لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ الْحُسْنٰى

جن کے لئے خدا کی عنایت و مہربانی کی بشارت پہلے سے موجود ہے

## خطبہ ٥٦

٥١

جب صفین میں معاویہ کے ساتھیوں نے حضرت کے اصحاب سے پہلے بڑھ کر فرات کے گھاٹ پر قبضہ جما لیا اور انپر پانی بند کر دیا تو آپ نے فرمایا

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ فَأَقِرُّوا عَلَى مَذَلَّةٍ وَتَأْخِيرِ

یہ لوگ (اصحاب معاویہ) تم سے جنگ کو کھانا مانگ رہے ہیں تو یا ذلت و خواری اور پست مرتبہ (منزل) میں پڑے رہو اور یا

مَحَلَّةٍ أَوْ رَوُّوا السُّيُوفَ مِنَ الدِّمَاءِ تُرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ فَالْمَوْتُ

(وہ نہیں) تو تلواروں کو خون سے سیراب کر دو تم پانی سے سیراب ہو جاؤ گے اگر تم

فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ وَالْحَيَاةُ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ أَلَا وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ

شکست کھا گئے تو تمہاری زندگی میں تمہاری موت ہے اور اگر غالب ہو گئے تو موت میں تمہاری زندگی ہے۔ آگاہ ہو کر معاویہ

قَادَ لُمَةً مِنَ الْغُوَاةِ وَعَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ حَتَّى جَعَلُوا نُحُورَهُمْ

گمراہوں کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ کھینچ کے لایا ہے اور حق کی دلیل کو اس نے پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ انھوں نے اپنے گلوں کو

أَغْرَاضَ الْمَنِيَّةِ

موت کا نشانہ قرار دیا ہے

# خطبہ ۵۷

52

اس میں حضرت نے دنیا سے لوگوں کو نفرت دلائی ہے

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ وَتَنَكَّرَ

آگاہ ہو کر دنیا اپنی مدت تمام کر چکی اور اپنے رخصت ہونے کی اطلاع دے چکی ہے اس کی اچھائیاں

مَعْرُوفُهَا وَأَدْبَرَتْ حَذَّاءَ فَهِيَ تَحْفِزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا

ناپید ہو چکیں اور وہ تیزی کے ساتھ منہ موڑ چکی ہے یہ (دنیا) دنیا فنا کے ہاتھوں اپنے رہنے والوں کو موت کی طرف ڈھکیلتی

وَتَحْدُو بِالْمَوْتِ جِيرَانَهَا وَقَدْ أَمَرَّ مِنْهَا مَا كَانَ حُلْوًا

اور موت سے اپنے ہمسایوں کو (آخرت کی طرف) ہنکا کرے جاتی ہے اس کا شیریں تلخ پانی

وَكَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْوًا فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ

اور صاف و شفاف چشمہ مکدر ہو چکا ہے اور اس میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں رہا بجز اس تری کے جو

الْإِدَاوَةِ أَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ لَوْ تَمَزَّزَهَا الصَّدْيَانُ

اس تلی کے مانند ہے جو برتن کی تہ میں باقی رہ جاتی ہے یا اس گھونٹ کے مانند جو سنگ ریزے کے گھونٹ کے مثل ہے جسے اگر

لَمْ يَنْقَعْ فَأَزْمِعُوا عِبَادَ اللَّهِ الرَّحِيلَ عَنْ هَذِهِ الدَّارِ

پیاسے چوسیں تو سیراب نہ ہوں پس بندگان خدا اس دنیا سے کوچ کرنے کا عزم کرلو

الْمَقْدُورِ عَلَى أَهْلِهَا الزَّوَالُ وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيهَا الْأَمَلُ

جس کے ساکنوں کیلئے موت مقدر ہے اور دیکھو اس میں تمہیں امیدیں غلبہ نہ حاصل کریں

وَلَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ فَوَاللَّهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِينَ

اور اس قلیل مدت کو تم اپنے لئے زیادہ نہ سمجھو بخدا اگر تم گم کردہ بچوں والی حیران

الْوُلَّهِ الْعِجَالِ وَدَعَوْتُمْ بِهَدِيلِ الْحَمَامِ وَجَأَرْتُمْ جُؤَارَ

اونٹنیوں کی طرح نالہ کناں ہو اور کبوتر کی درد بھری آواز کے ساتھ خدا کو پکارو اور زاری کرو

---

لے سابق میں اس خطبہ کے چند حصے ذکر ہو چکے ہیں مگر یہاں چونکہ دو مختلف روایتوں میں یہ خطبہ مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوا ہے اسلئے اس مقام پر اسے علیحدہ ذکر کیا گیا۔ ۱۲

ے مقلہ بفتح میم و سکون قاف اس سنگریزے یا پتھر کو کہتے ہیں جس سے پانی کی تقسیم کی جاتی جبکہ وہ بہت ہی مختصر مقدار میں ہو جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اسے پانی میں ڈبو کر اسکی تری سے بھیگے بعد دیگرے ہر شخص اپنا خشک حلق تر کر لیتا ہے ۱۲

مُتَبَتِّلِ الرُّهْبَانِ وَخَرَجْتُمْ إِلَى اللهِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

راہبوں کے مانند بلند آواز سے فریاد و زاری کرو اور مال و اولاد سب سے کنارہ کش ہو کر اللہ کا قرب

الْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ إِلَيْهِ فِي ارْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهُ أَوْ غُفْرَانِ

حاصل کرنے کیلئے نکل پڑو، تاکہ تمہارا کوئی درجہ اس کی بارگاہ میں بلند ہو جائے یا کوئی ایسا گناہ بخش دیا جائے جسکو اس کے

سَيِّئَةٍ أَحْصَتْهَا كُتُبُهُ وَحَفِظَتْهَا رُسُلُهُ[۱] لَكَانَ قَلِيلًا فِيمَا أَرْجُو

نامہ اعمال نے شمار اور اسکے فرشتوں نے محفوظ کر لیا ہے تو یہ تمام چیزیں اسکے اس ثواب کے مقابلہ میں کم ہونگی جسکا میں تمہارے لئے

لَكُمْ مِنْ ثَوَابِهِ وَأَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهِ وَتَاللهِ لَوْ

امیدوار ہوں نیز اس عذاب کے مقابلہ میں جس کے تم پر نازل ہونیکا مجھے خوف ہے۔ اور خدا کی قسم اگر

انْمَاثَتْ قُلُوبُكُمْ انْمِيَاثًا وَسَالَتْ عُيُونُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ

تمہارے دل (یاد الہی میں) گھل جائیں اور اس کے اجر کے شوق اور اسکے عذاب کے خوف سے تمہاری آنکھیں

إِلَيْهِ أَوْ رَهْبَةٍ مِنْهُ دَمًا ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا مَا الدُّنْيَا

سے اشک خونیں بہائیں پھر اس کے بعد تمہیں جب تک دنیا باقی ہے اس وقت تک

بَاقِيَةٌ مَا جَزَتْ أَعْمَالُكُمْ وَلَوْ لَمْ تُبْقُوا شَيْئًا مِنْ جُهْدِكُمْ

زندہ رکھا جائے تب بھی تمہارے اعمال اگرچہ تم اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھو

أَنْعُمَهُ عَلَيْكُمُ الْعِظَامَ وَهُدَاهُ إِيَّاكُمْ لِلْإِيمَانِ

پھر جو اسکی عظیم کرم فرمائیاں ہیں اور اس نے منزل ایمان کیطرف جو تمہیں راہبری فرمائی ہے اسکی مکافات نہیں کر پائیں گے

[۱] کتب سے مراد نامہائے اعمال ہیں اور رسل کے لفظ سے پیغمبروں کے بجائے یہاں مراد کاتبان اعمال ہیں۔ ۱۲

## خطبہ ۵۸

اس میں حضرت نے بیان فرمایا ہے کہ قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیئے

وَمِنْ كَمَالِ الْأُضْحِيَةِ اسْتِشْرَافُ أُذُنِهَا وَسَلَامَةُ

قربانی کے جانور کا کمال اسکے کانوں کا درست اور آنکھوں کا

عَيْنِهَا فَإِذَا سَلِمَتِ الْأُذُنُ وَالْعَيْنُ سَلِمَتِ

صحیح و سالم ہونا ہے اگر آنکھ کان درست ہیں تو قربانی

الْأُضْحِيَةُ وَتَمَّتْ وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ تَجُرُّ رِجْلَهَا

درست اور کامل ہے چاہے اسکا پیدائشی سینگ شکستہ اور اسکے پیر میں تھوڑا سا لنگ ہی کیوں نہ ہو جسکی وجہ سے

إِلَى الْمَنْسَكِ

وہ اپنا پیر کھینچتا ہوا مقام ذبح تک آئے

## خطبہ ۵۹

۵۴

اس وقت سے متعلق جبکہ آپ نے اپنے اصحاب کو اہل شام کے ساتھ مقاتلہ کرنے سے روکا اور انہوں نے آپ پر اجازت جنگ حاصل کرنے کے لئے ہجوم کیا

فَتَدَاكُّوا عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ يَوْمَ وِرْدِهَا وَقَدْ

ان لوگوں نے اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ جنکو انکے چرواہوں نے

أَرْسَلَهَا رَاعِيهَا وَخُلِعَتْ مَثَانِيهَا حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ

چھوڑ دیا ہو اور انکے پیروں کی رسیاں کھول دی گئی ہوں پانی پینے کے دن ایک دوسرے پر ٹوٹتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ

قَاتِلِيَّ أَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَدَيَّ وَقَدْ قَلَّبْتُ

کہیں یہ لوگ مجھے یا میرے سامنے آپس میں ایک دوسرے کو مار نہ ڈالیں۔ مگر اب تک میری مخالفت کرتے ہیں یہاں میں نے اس امر کو

هٰذَا الْأَمْرَ بَطْنَهُ وَظَهْرَهُ فَمَا وَجَدْتُنِي يَسَعُنِي إِلَّا

(کہ) اچھی طرح غور کیا اور بجز اسکے اپنے لیے کوئی گنجائش محسوس نہ کی کہ ان سے جنگ

قِتَالُهُمْ أَوِ الْجُحُودُ بِمَا جَاءَنِي بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

کروں یا ان چیزوں کا منکر ہو جاؤں جنکو حضرت محمدؐ (خدا کی جانب سے اپنے ساتھ) لائے ہیں

وَآلِهِ فَكَانَتْ مُعَالَجَةُ الْقِتَالِ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ

تو جنگ کا معالجہ میرے لئے عقاب الٰہی کے معالجہ سے زیادہ

الْعِقَابِ وَمَوْتَاتُ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْآخِرَةِ

سہل و آسان اور دنیا کی موت آخرت کی موت کی بہ نسبت مجھے سبک نظر آئی

## خطبہ ۶۰

۵۵

جب جنگ صفین میں آپ کے اصحاب کے اجازت جنگ ملنے میں تاخیر محسوس کی اور اس پر معترض ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ

أَمَّا قَوْلُكُمْ أَكُلَّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ فَوَاللهِ مَا أُبَالِي

تمہارا یہ کہنا کہ یہ سب کچھ (جنگ کی اجازت دینے میں تاخیر) موت کو مکروہ و ناپسند سمجھنے کی وجہ سے ہے تو خدا کی قسم میں تو کبھی پرواہ

أَدَخَلْتُ إِلَى الْمَوْتِ أَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ إِلَيَّ وَأَمَّا قَوْلُكُمْ

ہی نہیں کرتا ہوں کہ میں موت (وارد) ہو جاؤں یا موت مجھ پر وارد ہو جائے رہ گیا تمہارا یہ قول کہ

شَكّاً فِي أَهْلِ الشَّامِ فَوَاللهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ يَوْماً إِلَّا

یہ تاخیر شام والوں کے بارے میں کسی شک کی بنا پر ہے تو بخدا میں نے ایک دن بھی لڑائی کو نہیں ٹالا مگر

---

سلہ علامہ خوئی اعلی اللہ مقامہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ جنگ کی اجازت دینے میں حضرت اس مصلحت کی بنا پر تاخیر کر رہے تھے کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کی طرف جانے سے روکا جاتا ہے ادھر بڑھ جانے کی اسے ضد ہوتی ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ اسی تدبیر سے ان کا شوق جنگ بڑھ جائے نیز یہ بھی مصلحت تھی کہ تاخیر کیوجہ سے ممکن ہے کہ وہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور مسلمان کشت و خون سے محفوظ رہیں ۔۱۲

وَاَنَا اَطْمَعُ اَنْ تَلْحَقَ بِیْ طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِیَ بِیْ وَتَعْشُوَ

اس لالچ میں کہ ان کا کوئی ایک گروہ ہی مجھ سے ملحق ہو کر میری بدولت ہدایت پا جائے اور میرے نور (عصمت) کو دیکھ

اِلٰی ضَوْئِیْ وَذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَهَا عَلٰی ضَلَالِهَا

اس سے فیضیاب ہونے کا قصد کرے اور یہ چیز مجھے بہت زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ میں انہیں انکی گمراہی کی حالت میں جنگ کروں

وَاِنْ كَانَتْ تَبُوْءُ بِاٰثَامِهَا

اگرچہ وہ اس حالت میں مارے جائیں کہ اپنے ہی گناہوں کو سمیٹ کر جائینگے

## خطبہ ٦١

55

اس حضرت نے موقف جہاد میں پیغمبر کے سچے صحابیوں کی شجاعت و استقلال کا تذکرہ فرمایا ہے

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ نَقْتُلُ

ہم رسول خدا کے ساتھ (میدان جہاد میں) اپنے (کافر) بزرگوں۔ لڑکوں۔ بھائیوں اور چچاؤں

اٰبَاءَنَا وَاَبْنَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا مَا یَزِیْدُنَا ذٰلِكَ

کو قتل کرتے تھے اور یہ چیز اگر ہمارے اندر کسی امر کا اضافہ کرتی تھی تو وہ صرف

اِلَّا اِیْمَانًا وَتَسْلِیْمًا وَمُضِیًّا عَلَی اللَّقَمِ وَصَبْرًا عَلٰی

ایمان کا تسلیم و رضا کا صراط مستقیم پر چلنے سوزش غم پر صبر کرنے

مَضَضِ الْاَلَمِ وَجِدًّا فِیْ جِهَادِ الْعَدُوِّ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ

اور دشمنان اسلام کے ساتھ جہاد کرنے میں جد و جہد کو باقی رکھنے کا (میدان جنگ میں) ایک شخص ہم میں کا ہوتا تھا

مِنَّا وَالْاٰخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا یَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَیْنِ

اور ایک شخص ہمارے دشمنوں میں سے اور یہ دونوں دو قوی نروں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے

یَتَخَالَسَانِ اَنْفُسَهُمَا اَیُّهُمَا یَسْقِیْ صَاحِبَهٗ كَاْسَ الْمَنُوْنِ

اور ایک دوسرے کی جان لے لینا چاہتے تھے کہ دیکھیں کون اپنے مقابل کو موت کا پیالہ پلاتا ہے

فَمَرَّةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا فَلَمَّا رَاَی اللّٰهُ

تو کبھی (کامیابی کی دولت) ہمارے دشمنوں سے نکل کر ہمارے پاس آتی تھی اور کبھی ہمارے پاس سے نکل کر ہمارے دشمنوں کے پاس چلی جاتی تھی

صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَیْنَا النَّصْرَ

آخرکار جب خدا نے ہماری سچائی دیکھ لی تو ہمارے دشمنوں پر ذلت و خواری اور ہم پر اپنی فتح و ظفر نازل فرمائی

حَتّٰی اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ مُلْقِیًا جِرَانَهٗ وَمُتَبَوِّئًا اَوْطَانَهٗ

یہاں تک کہ اسلام اپنے محور پر مومنین کے دلوں اور انکے وطنوں میں اپنا سینہ ٹیک کر آرام و اطمینان کیساتھ متمکن و جاگزین ہو گیا

وَلَعَمْرِي لَوْ كُنَّا نَأْتِي مَا أَتَيْتُمْ مَا قَامَ لِلدِّينِ عَمُودٌ وَلَا

ہمیں زندگی کی قسم اگر ہم بھی وہی کام کرتے جو تم نے کئے تو نہ (قصر) اسلام کا کوئی ستون بلند ہوتا اور نہ

اخْضَرَّ لِلْإِيمَانِ عُودٌ وَايْمُ اللهِ لَتَحْتَلِبُنَّهَا دَمًا

ایمان کی کوئی شاخ سر سبز و شاداب ہوتی اور تم بخدا (ابھی موجودہ روش سے) ان سب کا خون ہی دودھ کی جگہ دوہ لو گے

وَلَتُتْبِعُنَّهَا نَدَمًا

اور اسکے عقب میں ندامت و پشیمانی اٹھاؤ گے

## خطبہ ۶۲

۵۶

جس میں آپ نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا ہے

أَمَا إِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُومِ

یاد رکھو میرے بعد تم پر بہت جلد ایک کشادہ حلق بھاری بھرکم توند والا شخص (معاویہ)

مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ يَأْكُلُ مَا يَجِدُ وَيَطْلُبُ مَا لَا يَجِدُ فَاقْتُلُوهُ

غلبہ حاصل کرے گا وہ جو پاتا ہے اسے کھا لیتا ہے اور جو نہیں پاتا اسکا طلبگار رہتا ہے (تمہیں گرہ ہاتھ لگ جائے) تو

وَلَنْ تَقْتُلُوهُ أَلَا وَإِنَّهُ سَيَأْمُرُكُمْ بِسَبِّي وَالْبَرَاءَةِ مِنِّي

اسے قتل کر دینا مگر میں جانتا ہوں کہ تم اسے ہرگز قتل نہ کر سکو گے دیکھو وہ عنقریب تمکو مجھے دشنام دینے اور مجھ سے تبرا کرنے

أَمَّا السَّبُّ فَسُبُّونِي فَإِنَّهُ لِي زَكَاةٌ وَلَكُمْ نَجَاةٌ وَأَمَّا

کا حکم دیگا تو دشنام کا تعلق ہے تم مجھے دشنام دے لینا کیونکہ وہ میرے لئے سبب پاکیزگی اور تمہارے لئے ذریعہ

الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّأُوا مِنِّي فَإِنِّي وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ

نجات ہوگی رہ گیا تبرا تو مجھ سے تبرا نہ کرنا کیونکہ میں فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہوں

وَسَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ

اور ایمان اور ہجرت کیجانب میں نے پیشقدمی کی ہے

## خطبہ ۶۳

۵۷

اسمیں حضرت نے خوارج سے خطاب کیا ہے

أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ أَبَعْدَ إِيمَانِي بِاللهِ

پتھراؤ کرنیوالی باد تند تمہیں تکلیف میں مبتلا کرے اور تم میں کوئی اصلاح کرنیوالا باقی نہ رہے کیا خدا پر ایمان

---

۵۱ یہ ایک خاص عربی محاورہ ہے جسکا مطلب ہے کہ تم اسلام و ایمان کو اپنے فائدہ حاصل کرنیکے لئے نقصان پہنچا رہے ہیں۔

۵۲ اس سے معاویہ کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے موٴرخین نے لکھا ہے کہ معاویہ کو علت جوع البقر تھی جتنا بھی کھاتا تھا اسکی بھوک کم نہ ہوتی تھی اور یہ چیز کی اس بد دعا کا اثر تھا جس میں آنحضرت نے فرمایا تھا کہ اللھم لا تشبع بطنہ پروردگارا تو کبھی اسے شکم سیر نہ کرنا اسی امر کو ایک شاعر نے بھی اپنے شعر میں بیان کیا ہے وصاحب لی بطنہ کالھاویہ کان فی امعائہ معاویہ میرا ایک ساتھی ہے جس کا شکم جہنم کے مانند ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اسکے پیٹ میں معاویہ اترا ہوا ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے حجاج بن یوسف یا زیاد ابن ابوسفیان مراد ہے لیکن پہلا قول سیاق عبارت کو دیکھتے ہوئے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۵۳ معاویہ کا امیرالمومنینؑ پر سب و شتم کرنا ناقابل انکار حقیقت ہے خود اسکا سب و شتم کرنا تو ترمذی کی اس روایت سے واضح ہے کہ ان معاویۃ اذا قنت سب علیا علی معاویہ قنوت میں حضرت علی پر سب و شتم کرتا تھا اور دوسروں کو اسکا حکم دیتا انصاف کا قبر کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاویہ جب کسی سے بیعت لیتا تھا تو حضرت پر تبرا اسکی خاص شرط ہوتی تھی معاویہ کی اس جاری کی ہوئی مذموم بدعت کا سلسلہ متواتر جاری رہا اور عمر ابن عبدالعزیز کے دور خلافت میں جا کر ختم ہوا۔

۵۴ حضرت نے اس لئے ارشاد فرمایا کہ جو کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ذکر المومن لبو ء ھو زکوۃ لہ کسی مومن کا بدی کے ساتھ ذکر کرنا اسکے لئے سبب پاکیزگی ہے۔

۵۵ اس سے حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آپ کے ماں باپ مومن تھے۔

۵۶ حضرت علی کی سبقت الی الاسلام ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جبکہ تاریخ کی متواتر شہادتوں کی جانب سے قطع نظر کر لی جائے اور ان کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے مخالف ہو یا موافق سب اس بارے میں یک زبان ہیں کہ سب سے پہلے مسلمان اور مومن صرف حضرت علی ہی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو قال ابن عباس سمعت عمر ابن الخطاب یقول قال رسول اللہ یا علی انت اول المسلمین اسلاما ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر ابن خطاب کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ یا علی تم مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہو۔ خصائص علویہ۔ عبدالرحمن ابن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ قال النبی (باقی صفحہ ۳۰۶ پر ملاحظہ)

وَجِهَادِي مَعَ رَسُولِ اللهِ أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي بِالْكُفْرِ لَقَدْ

لائے اور پیغمبر کی ہمراہی میں کافروں سے جہاد کرنے کے بعد اب میں اپنے نفس کے دامن پر کفر کا دھبہ لگاؤں اگر ایسا ہو تو میں

ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ فَأُوبُوا شَرَّ مَآبٍ

صورت میں تو میں بھٹکا ہوا گمراہ ہوں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار نہ کیا جاؤں گا۔ تم اپنے بدترین ٹھکانے کی طرف پلٹ جاؤ

وَارْجِعُوا عَلَى أَثَرِ الْأَعْقَابِ أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي

اور ایڑیوں کے بل اپنے پچھلے نقش قدم پر لوٹ جاؤ، یاد رکھو کہ میرے بعد تمہیں ہمہ گیر ذلت

ذُلًّا شَامِلًا وَسَيْفًا قَاطِعًا وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُونَ

اور کاٹنے والی تلوار سے دوچار ہونا پڑے گا اور ملاقات کرنا ہوگی اس خود غرضی سے جسے ظالم تمہارے بارے میں مستقل

خاتمۂ خطبہ

فِيكُمْ سُنَّةً

دستور بنا لیں گے (جناب رضی فرماتے ہیں کہ)

(قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ يُرْوَى بِالْبَاءِ وَالرَّاءِ

کہ حضرت کا یہ قول لَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ ب اور ر کے ساتھ روایت کیا گیا ہے جو عرب لوگوں

مِنْ قَوْلِهِمْ لِلَّذِي يَأْبُرُ النَّخْلَ أَيْ يُصْلِحُهُ وَيُرْوَى آثِرٌ

کے اس قول سے ماخوذ ہے جو وہ درخت خرما کا جوڑ لگانے اور اسکو درست کرنے والے کیلئے بولتے ہیں اور ایک روایت

وَهُوَ الَّذِي يَأْثُرُ الْحَدِيثَ أَيْ يَرْوِيهِ وَيَحْكِيهِ وَهُوَ

آثر اور ث کے ساتھ بھی وارد ہوا ہے آثر اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث کی روایت و ترجمانی کرتا ہے اور یہی

أَصَحُّ الْوُجُوهِ عِنْدِي كَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا بَقِيَ

میرے نزدیک صحیح ترین صورت ہے گویا اس سے حضرت کا مقصود یہ ہے کہ تم میں سے کوئی تمہارے متعلق خبر دینے والا باقی نہ رہے

مِنْكُمْ مُخْبِرٌ وَيُرْوَى آبِزٌ بِالزَّايِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ الْوَاثِبُ

اور ایک تیسری روایت میں آبز زائے منقوطہ کے ساتھ وارد ہوا ہے جس کے معنے جست و خیز کرنے والے کے ہیں

وَالْهَالِكُ أَيْضًا يُقَالُ لَهُ آبِزٌ)

اور ہلاک ہونے والے کو بھی آبز کہتے ہیں

# خطبہ ۶۴

۵۸

جب حضرت نے خوارج سے جنگ کرنے کا قصد فرمایا اور آپ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پل پار کر گئے تو
آپ نے فرمایا کہ

مَصَارِعُهُمْ دُونَ النُّطْفَةِ وَاللهِ لَا يُفْلِتُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ

ان (خارجیوں) کی ہلاکت گاہیں تو دریا کے اسی طرف آب نہروان کے نزدیک ہیں (یہ جا نکلیں گے کہاں) بخدا انمیں سے دس آدمی بھی بچ نہیں

بقیہ صفحہ ۳۰۵

ابن حبان نے کہا سورۂ ملک کو دو طریقوں سے علی ابن ابیطالب و من صحب ہیں و مومنین آل فرعون و حزقیل فضل ہیں و ما شرکت سے ان کے سوا ہیں ان تینوں ہر ایک کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور بہترین مومن آل فرعون اور صاحب یٰسین اور علی ابن ابیطالب اور علی بن ابیطالب ان سب سے افضل ہیں (۳) صاحب تاریخ طبری اور تفسیر ثعلبی تحریر فرماتے ہیں کہ قال محمد بن منکدر و ربیعہ ابن ابی عبد الرحمن و ابو حازم المدنی و محمد بن سائب الکلبی و قتادہ و مجاہد و ابن عباس و جابر ابن عبد اللہ و زید ابن ارقم و عمرو ابن مرہ و شعبہ بن الحجاج علی اول من اسلم محمد ابن منکدر اور ان کے بعد جو لوگ مذکور ہیں سب باتفاق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے وہ جو دین اسلام لائے ہیں وہ حضرت علی ہیں جیسی کہ وہ دائم ان کے علاوہ وہ جیسا درود نہیں ہے یہ حضرت کی سبقت الی الاسلام کی حقیقت کو پوری واضح کر رہی ہیں مگر طول کے خیال سے انہیں ترک کیا جاتا ہے اور آخر میں صرف حضرت کا شعر پیش کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں سبقتکم الی الاسلام طرا یعنی تم سب پر اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔ سب سے پہلی ہجرت شعب کی طرف ہوئی ہے جس میں آپکے ہمراہ صرف حضرت علی ہی نظر آتے ہیں چنانچہ ابن عباس کہتے کہ علی علیہ السلام سبقھم بالایمان ثم بالھجرۃ الی الشعب حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے اور انھوں نے سب سے پیشتر شعب ابو طالب کی جانب ہجرت فرمائی۔

حاشیہ صفحہ ۳۰۶

ؐ صلب ابن ابی صفرہ اور حجاج بن یوسف وغیرہ کے ہاتھوں خوارج کو جو ذلتیں اٹھانی پڑیں وہ تاریخ میں مذکور ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی ؐ حضرت کی یہ پیشین گوئی بھی بالکل صحیح نکلی چنانچہ جنگ نہروان کے خاتمہ پر جب کشتوں کا شمار کیا گیا تو خوارج کے صرف ۹ آدمی باقی اور حضرت کے لشکر کے صرف ۸ آدمی مقتول معلوم ہوئے جنگ نہروان میں خوارج کی کل تعداد چار ہزار تھی انہیں سے جو نو آدمی باقی بچ گئے تھے انہیں سے دو آدمی سجستان دو عمان دو کرمان دو جزیرہ کی طرف بھاگ گئے اور ایک آدمی یمن چلا گیا جنکے ذریعہ سے خوارج کے متعدد فرقے بن گئے ان میں سے مشہور پانچ فرقے ہیں ازارقہ، نجدیہ، صفریہ، عجاردہ، اباضیہ، تعالبہ باقی فرقے انکی شاخوں میں داخل ہیں انکا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ امام وقت مخالف سنت عمل کرے تو اس پر خروج کرنا واجب ہے۔ ۱۲

وَلَا يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ

اور نہ تم میں سے دس آدمی ہلاک ہوں گے

"يعنى بالنطفة ماء النهر وهو افصح كناية وان كان كثيرًا

اس عبارت میں حضرت نے نطفے سے دریا کا پانی مراد لیا ہے جو ایک فصیح ترین کنایہ ہے اگرچہ وہ (دریا کا پانی) زیادہ اور کثیر ہو۔

جمہ ولما قتل الخوارج وقيل له يا امير المؤمنين

پھر جب خوارج قتل ہو چکے اور آپ سے کہا گیا کہ انکی جماعت تمام کی تمام (میدان جنگ میں)

هلك القوم باجمعهم

موت کے گھاٹ اتر گئی تو اس وقت

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّا وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ نُطَفٌ فِي أَصْلَابِ

آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے ابھی تو یہ مردوں کے صلبوں اور

الرِّجَالِ وَقَرَارَاتِ النِّسَاءِ كُلَّمَا نَجَمَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ

عورتوں کے رحموں کے اندر نطفوں کی شکل میں موجود ہیں جب کبھی بھی انکا کوئی سینگ (سردار) ظاہر ہوگا اسے قطع کر دیا

حَتّٰى يَكُونَ آخِرُهُمْ لُصُوصًا سَلَّابِينَ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جائے گا حتی کہ انکا آخری طبقہ چوروں اور ڈاکوں کا ہوگا اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِي فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَهُ

دیکھو خوارج کو میرے بعد قتل نہ کرنا کیونکہ جو حق کا طلبگار رہا ہو اور اس کے حاصل کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے وہ ہرگز اس

كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَأَدْرَكَهُ (يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابَهُ)

شخص کے مانند نہیں ہے جسنے باطل کو چاہا ہو اور اسے پا لیا ہو (ان سے حضرت کی مراد معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں)

## خطبہ ۶۵

لَمَّا خُوِّفَ مِنَ الْغِيلَةِ

جب حضرت کو اچانک دھوکے کے ساتھ شہید ہونے سے ڈرایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

وَإِنَّ عَلَيَّ مِنَ اللّٰهِ جُنَّةً حَصِينَةً فَإِذَا جَاءَ يَوْمِي

ابھی تو میرے جسم پر خدا کی مضبوط حفاظت کرنے والی سپر موجود ہے

انْفَرَجَتْ عَنِّي وَأَسْلَمَتْنِي فَحِينَئِذٍ لَا يَطِيشُ السَّهْمُ

جب میری موت کا دن آئیگا تو وہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیگی اور مجھے اوسکے سپرد کر دیگی سو اس وقت نہ (تو موت کا) تیر نشانہ سے خطا کریگا

وَلَا يَبْرَأُ الْكَلْمُ

اور نہ زخم اندمال پذیر ہوگا

## خطبہ ۶۶

۶۲

اس میں حضرت نے اعمال صالحہ کی طرف رغبت دلائی ہے

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا دَارٌ لَا يُسْلَمُ مِنْهَا إِلَّا فِيهَا وَلَا يُنْجَى بِشَيْءٍ

دیکھو دنیا وہ گھر ہے جس (کے عذاب) سے سلامتی نہیں ہو سکتی مگر اسی میں اور جو چیز اس دنیا کی ہے

كَانَ لَهَا اُبْتُلِيَ النَّاسُ فِيهَا فِتْنَةً فَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لَهَا

اس سے نجات حاصل نہ ہو سکے گی اسکے اندر لوگ آزمائش میں مبتلا ہیں انھوں نے جو چیزیں دنیا کے (عیش و آرام کے)

أُخْرِجُوا مِنْهُ وَحُوسِبُوا عَلَيْهِ وَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لِغَيْرِهَا

لئے لی ہیں انسے یہ لوگ نکال باہر کئے جائیں گے اور انہی سے محاسبہ کیا جائیگا اور جو چیزیں اس سے اسکے غیر (آخرت) کے لئے

قَدِمُوا عَلَيْهِ وَأَقَامُوا فِيهِ فَإِنَّهَا عِنْدَ ذَوِي الْعُقُولِ

حاصل کی ہیں انپر یہ وارد ہونگے اور انہیں (ہمیشہ) اقامت گزیں رہنا ہوگا یہ دنیا عقل والوں کے نزدیک

كَفَيْءِ الظِّلِّ بَيْنَا تَرَاهُ سَابِغاً حَتَّى قَلَصَ وَزَائِداً حَتَّى نَقَصَ

(تغیر میں) سایہ کے مانند ہے جسے تم ابھی پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ دفعۃً سمٹ گیا اور ابھی زیادہ تھا کہ کم ہو گیا

؎ اسی مضمون کو حضرت نے اپنے اس شعر میں بھی ادا فرمایا ہے کہ انما الدنیا کظل زائل او کضیف بات لیلا و ارتحل دنیا زائل ہو جانے والے سایہ یا اس مہمان کے مانند ہے جو ایک شب بسر کرے اور پھر کوچ کر جائے - ۱۲

## خطبہ ۶۷

۶۳

اس میں حضرت نے لوگوں کو دنیا پر فریفتہ ہونے سے ڈرایا ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ وَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ وَابْتَاعُوا

بندگان خدا اللہ سے ڈرو اور اپنے نیک کاموں کے ذریعہ اپنی موتوں سے آگے بڑھ جاؤ ہمیشہ باقی رہنے والی

مَا يَبْقَى بِمَا يَزُولُ عَنْكُمْ وَتَرَحَّلُوا فَقَدْ جُدَّ بِكُمْ

چیزوں کو فانی چیزوں کے عوض میں خرید لو اور دیکھو یہاں سے کوچ کر چلو کیونکہ تمہارے یہاں سے جلدی سفر کرنے کی کوشش کی گئی ہے

وَاسْتَعِدُّوا لِلْمَوْتِ فَقَدْ أَظَلَّكُمْ وَكُونُوا قَوْماً صِيحَ

اور موت کے لئے آمادہ رہو کیونکہ وہ تمہارے نزدیک آ گئی ہے اور ان لوگوں کے مانند ہوشیار بن جاؤ

بِهِمْ فَانْتَبَهُوا وَعَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَيْسَتْ لَهُمْ بِدَارٍ

جن تک تاراجی کی بلند آواز پہونچی ہو اور وہ اس سے بیدار ہو گئے ہوں اور اچھی طرح جان لو کہ یہ دنیا تمہارے رہنے کا گھر

فَاسْتَبْدَلُوا فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ

نہیں لہذا اسے آخرت سے بدل لو خدا نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ تمہیں

يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَمَا بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ

مہمل چھوڑ رکھا ہے اور تم میں سے کسی شخص اور بہشت یا دوزخ کے درمیان موت کے علاوہ

إِلَّا الْمَوْتُ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ وَإِنَّ غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّحْظَةُ وَ

اور کوئی چیز نہیں جو اس پر نازل ہو اور اگر عمل اچھا ہو تو جنت ورنہ اسے جہنم کے سپرد کرے یقیناً وہ مدت جسے ہر لحظہ کم کر رہا

تَهْدِمُهَا السَّاعَةُ لَجَدِيرَةٌ بِقِصَرِ الْمُدَّةِ وَإِنَّ غَائِباً يَحْدُوهُ

اور جس (کی عمارت) کو ہر آنیوالی گھڑی گراتی رہتی ہے وہ اسکی مستحق ہے کہ اسکی مدت کم ہوتی رہے اور وہ غائب

الْجَدِيدَانِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْأَوْبَةِ وَإِنَّ قَادِماً

(انسان) جسے یکے بعد دیگرے آنے والے شب و روز ہنکائے لئے جا رہے ہیں وہ (اپنی حقیقی قرارگاہ کی طرف) تیزی کیساتھ پلٹ جائیگا

يَقْدَمُ بِالْفَوْزِ وَالشِّقْوَةِ لَمُسْتَحِقٌّ لِأَفْضَلِ الْعُدَّةِ فَتَزَوَّدُوا

زیادہ حقدار ہے نیز وہ آنیوالی (موت) جو کامیابی یا بدنصیبی کو اپنے ساتھ لائے گی بہترین ساز و سامان کی مستحق ہے

فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تُحْرِزُونَ بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَداً

تو دنیا ہی کے اندر تم دنیا سے نیک کاموں کا وہ زاد راہ اپنے ہمراہ لے لو جس سے کل قیامت کے دن تم اپنے نفسوں کو بچا سکو

فَاتَّقَى عَبْدٌ رَبَّهُ نَصَحَ نَفْسَهُ قَدَّمَ تَوْبَتَهُ وَغَلَبَ شَهْوَتَهُ

ہر بندے کو چاہیئے کہ وہ اپنے خدا سے ڈرے اپنے نفس کو اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور اپنی خواہش نفس کو دبائے

فَإِنَّ أَجَلَهُ مَسْتُورٌ عَنْهُ وَأَمَلَهُ خَادِعٌ لَهُ وَالشَّيْطَانُ

کیونکہ اسکی موت اس (کی نگاہوں) سے پوشیدہ ہے اس کی امید و آرزو اسے دھوکہ دے رہی ہے اور شیطان اس پر

مُوَكَّلٌ بِهِ يُزَيِّنُ لَهُ الْمَعْصِيَةَ لِيَرْكَبَهَا وَيُمَنِّيهِ التَّوْبَةَ

مسلط ہے جو خدا کی نافرمانی کو اسکے سامنے سجا کر پیش کرتا ہے تاکہ یہ اسکا ارتکاب کرے اور توبہ کی بیہم امید میں

لِيُسَوِّفَهَا حَتَّى تَهْجُمَ مَنِيَّتُهُ عَلَيْهِ أَغْفَلَ مَا يَكُونُ عَنْهَا

ٹالتا رہتا ہے تاکہ اسکو تاخیر میں ڈالدے یہانتک کہ اسکی موت اچانک اس پر وارد ہو جبکہ وہ اس کی

فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلَى ذِي غَفْلَةٍ أَنْ يَكُونَ عُمُرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً وَأَنْ

جانب سے انتہائی غفلت میں ہو (غرض) صاحب غفلت انسان پر کتنا افسوس ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اسکی عمر ہی

تُؤَدِّيَهُ أَيَّامُهُ إِلَى شِقْوَةٍ نَسْأَلُ اللهَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَجْعَلَنَا وَإِيَّاكُمْ

اس کے خلاف حجت بنجائے گی اور اسکی زندگی کے دن اسے بدبختی تک پہونچا دینگے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں

مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ نِعْمَةٌ وَلَا تُقَصِّرُ بِهِ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهِ غَايَةٌ وَلَا

انہی لوگوں میں سے قرار دیدے جنہیں کوئی نعمت متکبر بنانے والی ہو نہ کوئی غرض طاعت خدا سے باز رکھتی ہو

تَحُلُّ بِهِ بَعْدَ الْمَوْتِ نَدَامَةٌ وَلَا كَآبَةٌ

اور موت کے بعد رنج و پشیمانی جن کے پاس نہ آئے

۱ے قرآن مجید میں اسی مطلب کو اس انداز میں ادا کیا گیا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثاً کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں عبث اور بیکار پیدا کیا ہے۔ ۱۲

۲ے اس مقام پر صیغے تو ماضی کے استعمال ہوئے ہیں مگر مراد اس سے امر ہے اور یہی مراد سیاق کلام سے زیادہ ارتباط رکھتی ہے۔ ۱۲

# خطبہ ۶۴

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے بعض اوصاف کا ذکر کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَسْبِقْ لَهٗ حَالٌ حَالًا فَيَكُوْنَ اَوَّ

حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے جس کی ایک حالت دوسری حالت سے سابق نہیں کہ وہ آخر ہونے سے

قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ ظَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ بَاطِنًا كُلُّ

اول ہو اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر ہو وہ بیک وقت اول بھی ہے آخر بھی باطن بھی ہے ظاہر بھی اس کے علاوہ

مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرَهٗ قَلِيْلٌ وَكُلُّ عَزِيْزٍ غَيْرَهٗ ذَلِيْلٌ

ہر جو ایک کے ساتھ موسوم ہونے والا کم ہے ہر عزت دار ذلیل ہے اور

وَكُلُّ قَوِيٍّ غَيْرَهٗ ضَعِيْفٌ وَكُلُّ مَالِكٍ غَيْرَهٗ مَمْلُوْكٌ وَكُلُّ

ہر طاقتور ناتواں ہر مالک غلام اور

عَالِمٍ غَيْرَهٗ مُتَعَلِّمٌ وَكُلُّ قَادِرٍ غَيْرَهٗ يَقْدِرُ وَيَعْجِزُ وَكُلُّ

عالم متعلم اور ہر با اقتدار ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے تو دوسری چیز سے عاجز

سَمِيْعٍ غَيْرَهٗ يَصَمُّ عَنْ لَطِيْفِ الْاَصْوَاتِ وَيُصِمُّهٗ كَبِيْرُهَا

اور ہر سننے والا ہلکی آوازوں کو سنتا نہیں ہے اور بڑی آوازیں اسے بہرا کر دیتی

وَيَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعُدَ مِنْهَا وَكُلُّ بَصِيْرٍ غَيْرَهٗ يَعْمٰى عَنْ

اور دور کی صدائیں اس تک پہنچ نہیں پاتیں اور ہر دیکھنے والا پنہاں رنگوں اور

خَفِيِّ الْاَلْوَانِ وَلَطِيْفِ الْاَجْسَامِ وَكُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرَهٗ بَاطِنٌ

لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے نیز اس کے ماسوا جو ظاہر ہے وہ باطن کا

وَكُلُّ بَاطِنٍ غَيْرَهٗ غَيْرُ ظَاهِرٍ لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهٗ لِتَشْدِيْدِ

اور جو باطن ہے وہ ظاہر کی نقیض ہے اس نے اپنی مخلوق کو نہ تو اپنی سلطنت کے مضبوط کرنے کے لیے پیدا کیا

سُلْطَانٍ وَلَا تَخَوُّفٍ مِنْ عَوَاقِبِ زَمَانٍ وَلَا اسْتِعَانَةٍ عَلٰى

عواقب زمانہ سے خوف زدہ ہونے کی وجہ سے نہ اپنے مقابل حملہ آور کثرت پر فخر کرنے والے شریک اور

نِدٍّ مُثَاوِرٍ وَلَا شَرِيْكٍ مُكَاثِرٍ وَلَا ضِدٍّ مُنَافِرٍ وَلٰكِنْ

منافرت کرنے والے دشمن کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے بلکہ سب اس کے

خَلَائِقُ مَرْبُوْبُوْنَ وَعِبَادٌ دَاخِرُوْنَ لَمْ يَحْلُلْ فِي الْاَشْيَاءِ

پرورش کردہ خلق کئے ہوئے ذلیل بندے ہیں اس نے کائنات کی چیزوں میں حلول نہیں کیا

[illegible]

فَيُقَالَ هُوَ فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا فَيُقَالَ هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ لَمْ

تاکہ یہ کہا جائے کہ وہ انھیں میں ہے اور نہ ان سے دور ہی ہو گیا ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان سے الگ ہے

يَؤُدْهُ خَلْقُ مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا ذَرَأَ وَلَا وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ

جن چیزوں کو اس نے پہلے پہل بنایا انکی آفرینش نے اُسے درماندہ اور جنکو وہ خلق فرما چکا تھا انکی تدبیر نے اسے سست نہیں بنایا

عَمَّا خَلَقَ وَلَا وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبْهَةٌ فِيمَا قَضَى وَقَدَّرَ

اور مخلوق (پر تصرف کرنے) سے کوئی عاجزی اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی نہ اپنی قضا و قدر کے بارے میں اسے کسی قسم کا شک لاحق ہوا

بَلْ قَضَاءٌ مُتْقَنٌ وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ وَأَمْرٌ مُبْرَمٌ الْمَأْمُولُ مَعَ

بلکہ اس کا ہر فیصلہ مستحکم اس کا ہر علم پائیدار اور اسکا ہر معاملہ مضبوط ہے وہ اپنے انتقاموں کے باوجود امیدوں کی

النِّقَمِ وَالْمَرْجُوُّ مِنَ النِّعَمِ

آماجگاہ ہے اور اس کے لطف و انعام کے باوجود اس سے ڈرا جاتا ہے

## خطبہ ۶۹

65

جسے حضرت نے صفین[1] کی لڑائی میں کسی ایک روز اپنے اصحاب کے سامنے ارشاد فرمایا

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ وَتَجَلْبَبُوا السَّكِينَةَ

مسلمانوں کی جماعتوں سنو خوف خدا کو اپنا شعار بنا لو اور سکون و اطمینان کی چادریں اوڑھ لو

وَعَضُّوا عَلَى النَّوَاجِذِ فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ

اور دانتوں کو دانتوں پر بھینچ کر جنگ کرو کیونکہ یہ (تدبیر) شمشیروں کو سروں سے بہت زیادہ دور کر دینے والی ہے

وَأَكْمِلُوا اللَّأْمَةَ وَقَلْقِلُوا السُّيُوفَ فِي أَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا

زرہ[2] کو دوسرے ہتھیاروں کے ساتھ) کامل کر لو اور تلواروں کو انکی نیاموں سے باہر نکالنے سے پہلے حرکت دے کر دیکھ لو کہیں وہ اڑی تو نہیں ہیں)

وَالْحَظُوا الْخَزْرَ وَاطْعُنُوا الشَّزْرَ وَنَافِحُوا بِالظُّبَا وَصِلُوا

دشمنوں پر کنکھیوں سے نظر رکھو دینے اور بائیں نیزہ بازی کے رجاؤ مقابل والوں کو تلواروں کی باڑھ پر رکھ لو اور شمشیریں اگر

السُّيُوفَ بِالْخُطَا وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ بِعَيْنِ اللَّهِ وَمَعَ ابْنِ عَمِّ

چھوٹی ہیں تو) انھیں قدم بڑھا کر دشمنوں تک پہونچا دو اور اسکا یقین رکھو کہ تم خدا کے سامنے اور پیغمبر

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَعَاوِدُوا الْكَرَّ

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو تو پیہم بڑھ بڑھ کر حملے کرو

وَاسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ فَإِنَّهُ عَارٌ فِي الْأَعْقَابِ وَنَارٌ يَوْمَ

اور فرار[3] سے شرماؤ کیونکہ یہ اخلاف کیلئے ننگ و عار (رہیگا) اور (پھر) قیامت کے دن تو جہنم کی

[1] غالباً یہ لیلۃ الہریر کی صبح خطبہ ارشاد فرمایا گیا ہے ۱۲

[2] زرہ اُس وقت تک ناقص ہے جبتک خود وغیرہ استعمال نہ کیا جائے اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ اسے مکمل کر لو۔ ۱۲

[3] میدان جنگ سے بھاگنا اور حکم جہاد پر عمل نہ کرنا بلاوجہ گناہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ یا ایہا الذین اذا لقیتم الذین کفروا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر۔ ایماندارو ایمانداروں جب جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو انکو پیٹھ دکھا کر نہ بھاگو اور جو اس شخص کے سوا جو لڑائی کیواسطے کترائے یا کسی جماعت کے پاس جا کر موقع پائے اور جو شخص بھی کفار کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیرے گا وہ یقیناً خدا کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

انفال رکوع ۱۰-۱۲

الحِسَابِ وَطِيبُوا عَنْ اَنْفُسِكُمْ نَفْسًا وَامْشُوا اِلَى المَو

آگ ہے ہی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کے چلے جانے سے خوش ہو اور موت کی طرف نرم رفتاری سے سا

مَشْيًا سُجُحًا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالرِّوَاقِ

بڑھے چلو۔ شام کی اس کثیر التعداد فوج اور معاویہ کے اس طنابوں والے خیمہ

الْمُطَنَّبِ فَاضْرِبُوا ثَبَجَهُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِهِ

تمہارے لئے حملہ کرنا ضروری ہے بس اس کے بیچوں بیچ جا کر تلوار کا وار کرو کیونکہ شیطان اسی کی آڑ میں چھپا ہوا ہے

قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا وَاَخَّرَ لِلنُّكُوصِ رِجْلًا فَصَمْدًا

اور اس نے جست کرنے کیلئے ایک ہاتھ آگے اور (جلد) بھاگ جانے کیلئے ایک پیر پیچھے کر رکھا ہے تو ارادہ

صَمْدًا حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُودُ الْحَقِّ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

اور ارادے (جنگ) کو باقی رکھو تا اینکہ حق کا ستون (اس کی روشنی) ظاہر ہو جائے بس (فتح و ظفر کیا تھا) سربلند ہونے والے تم

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اور خدا تمہارے ساتھ ہے جو تمہارے اعمال کی جزا (دینے) میں کوئی کمی نہیں کرے گا

له اس مقام پر قریش سے مہاجرین مراد ہیں

## خطبہ ۶۰

٦٦

جب وفات پیغمبر اسلام کے بعد حضرت تک سقیفہ کی اطلاعات پہونچیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اس مو
پر انصار نے کیا کہا تھا لوگوں نے عرض کی کہ

فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ بِاَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

انھوں نے کہا تھا کہ ایک حاکم ہم میں سے ہو اور ایک تم مہاجرین سے اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم نے

وَسَلَّمَ وَصّٰى بِاَنْ يُّحْسَنَ اِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَيُتَجَاوَزَ عَنْ

انھیں یوں کیوں نہ قائل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مُسِيئِهِمْ (قَالُوا وَمَا فِي هٰذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ

نے وصیت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے نیکو کاروں کے ساتھ احسان اور انہیں جو بدکردار ہو

عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ كَانَتِ الْاِمَارَةُ فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ

ان سے درگذر کیا جائے لوگوں نے عرض کی کہ اس میں انصار پر حجت قائم کرنے والی کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ

بِهِمْ (ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) فَمَا ذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ

اگر امارت و خلافت انصار کے حق میں ہوتی تو وصیت انکے بارے میں نہ کیجاتی بلکہ وصیت محکوم کے متعلق کی جاتی ہے نہ کہ حاکم کے متعلق (آپ نے فرمایا کہ پھر قریش نے

(قَالُوا احْتَجَّتْ بِاَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

لوگوں نے عرض کی کہ انھوں نے یہ دلیل دی کہ وہ پیغمبر اسلام کے درخت ہیں

وسلم) فقال علیه السلام احتجوا بالشجرة واضاعوا الثمرة

اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے درخت سے تو دلیل پکڑی اور اس کے پھل کو رائگان کر دیا

## خطبہ ۷۱

جس وقت حضرت نے مصر کی امارت محمدؒ ابن ابی بکر کے حوالہ کی اور وہ مصر کے مفتوح ہونے کے بعد قتل کر دیے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

وَقَدْ اَرَدْتُ تَوْلِیَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ وَلَوْ وَلَّیْتُهُ

میں نے مصر کا والی ہاشم ابن عتبہ کو بنانا چاہا تھا اگر میں اسے وہاں کا والی

اِیَّاهَا لَمَا خَلّٰی لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا اَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ

بنا دیتا تو وہ دشمنوں کے لئے میدان کو خالی نہ چھوڑتا اور انھیں حملہ کرنے کی فرصت نہ دیتا

بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَقَدْ کَانَ اِلَیَّ حَبِیْبًا

(ہاشم ابن عتبہ کی اس تعریف سے) محمد ابن ابی بکر کی مذمت (مقصود) نہیں کیونکہ وہ تو میرا محبوب اور

وَکَانَ لِیْ رَبِیْبًا

میرا پرورش کردہ تھا

## خطبہ ۷۲

اس میں امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر و توبیخ فرمائی ہے

کَمْ اُدَارِیْکُمْ کَمَا تُدَارَی الْبِکَارُ الْعَمِدَةُ وَالثِّیَابُ

میں کہاں تک جوان زخمی پشت اونٹوں اور ان پرانے کپڑوں کی طرح تمہاری خاطر مدارات کرتا جاؤں

الْمُتَدَاعِیَةُ کُلَّمَا حِیْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّکَتْ مِنْ

جنھیں جب ایک طرف سے سیا جاتا ہے تو وہ دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں

اٰخَرَ کُلَّمَا اَطَلَّ عَلَیْکُمْ مَنْسِرٌ مِنْ مَنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ

تمہارا تو یہ رنگ نظر آرہا ہے کہ اگر شام کے لشکروں میں کسی وقت بھی کوئی لشکر تمہارے قریب آگیا

اَغْلَقَ کُلُّ رَجُلٍ مِنْکُمْ بَابَهُ وَانْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ

تو تم میں کا ہر شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اور جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں یا بجو اپنے بھٹ میں

فِیْ جُحْرِهَا وَالضَّبُعِ فِیْ وِجَارِهَا الذَّلِیْلُ وَاللهِ مَنْ

گھس جاتا ہے اسی طرح وہ اپنے گھر میں بیٹھ جائے گا خدا کی قسم وہ ذلیل

۵۱ اس مقام پر شجرہ سے قریش اور ثمرہ سے اہلبیت مراد ہیں۔ حضرت کے اس استعارہ کی لطافت اہل ذوق پر واضح ہے قریش چونکہ شاخ نبوت کی اصل تھے اور اہلبیت نے اسی کے ثمرہ کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کر کے دنیا کو اس سے متمتع ہونے کا موقع دیا اس لئے ان دونوں کی تعبیر کے لئے جو الفاظ مستعار لئے گئے ہیں ان سے بہتر دوسرے الفاظ ممکن ہی نہ تھے ان لطیف تعبیرات پر جس دلیل کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اس کا اجمال یہ ہے کہ درخت کی غرض و غایت حقیقتاً پھل ہوتے ہیں اس حاکم قابل توجہ پھل ہی انھیں ہونا چاہیئے تھا نہ کہ درخت کے تنہ کو پھلوں کو چھوڑ دینا اور تنہ کو اختیار کرنا یہ کوئی عقلمندی ہے۔

۵۲ محمد اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جنھیں کہ امیرالمومنینؑ نے انکے باپ ابوبکر کی موت کے بعد عقد فرما لیا تھا اور اپنی عزیز اولاد کی طرح ان کی تربیت فرمائی تھی اس لئے انکے متعلق ربیب کا لفظ استعمال فرمایا ہے اپنے دوران خلافت میں حضرت نے انھیں امارت مصر کا جلیل عہدہ سپرد فرمایا تھا مؤرخ شافی نے انکے قتل ہونے کا واقعہ اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ معاویہ نے جنگ صفین کے بعد عمرو عاص کو چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ مصر کی جانب لالچ دلا کر روانہ کیا کہ اگر وہ محمد ابن ابی بکر کو قتل کر کے مصر کو فتح کرے گا تو اسے وہاں کا گورنر بنا دیا جائے گا جب محمد ابن ابی بکر کو اطلاع ملی کہ عمرو عاص چھ ہزار فوج سے مصر پر حملہ کرنے کے لئے آرہا ہے تو انھوں نے کوفہ سے کمک طلب کی وہاں سے کمک آجانے پر انھوں نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج دے کر عمرو عاص کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور دو ہزار فوج اپنی ہمراہی میں لے کر مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے کنانہ نے بڑی شجاعت و پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا لیکن عمرو عاص کی فوج نے آخر میں انھیں شکست دی اور یہ دشمن کے ہاتھوں قتل ہو گئے انکے میدان جنگ میں قتل ہو جانے کی وجہ سے محمد ابن ابی بکر کی قیادت میں جو فوج دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی اس میں ابتری پھیل گئی اور وہ محمد کو تنہا چھوڑ کر منتشر ہو گئی اور خود انھوں نے بھاگ کر ایک خرابہ میں پناہ لی عمرو عاص خود تو اس معرکہ کے بعد قسطنطنیہ چلا گیا مگر معاویہ کی طرف سے انکی سرگرم جستجو کا سلسلہ جاری رہا بالآخر خدیج کندی نے انکا سراغ لگا کر ایک مردہ گدھے کی پیٹ میں رکھکر نذر آتش کر دیا۔ ۱۲

نَصَرْتُمُوْهُ وَمَنْ رَمٰی بِکُمْ فَقَدْ رَمٰی بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ وَاِنَّکُمْ

جس کی تم نے مدد کی اور جس نے تم سے تیر چلایا اس نے سوفار شکستہ تیر پھینکا

وَاللّٰهِ لَکَثِیْرٌ فِی الْبَاحَاتِ قَلِیْلٌ تَحْتَ الرَّایَاتِ وَاِنِّیْ

تم میدانوں کے صحنوں میں تو زیادہ ہو مگر جھنڈوں کے نیچے بہت کم نظر آتے ہو

لَعَالِمٌ بِمَا یُصْلِحُکُمْ وَیُقِیْمُ اَوَدَکُمْ وَلٰکِنِّیْ لَا اَرٰی

میں خوب جانتا ہوں اس سے واقف ہوں جو تمہاری اصلاح کر سکتی اور تمہاری کجی کو درست کر سکتی ہے مگر میں مناسب نہیں سمجھتا کہ

اِصْلَاحَکُمْ بِاِفْسَادِ نَفْسِیْ اَضْرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَکُمْ

اپنے نفس کو فاسد کر کے یا اس کا ضرر کر کے تمہاری اصلاح کروں خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار کرے

وَاَتْعَسَ جُدُوْدَکُمْ لَا تَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ کَمَعْرِفَتِکُمُ الْبَاطِلَ

اور تمہارے ردولت و قسمت کے حصوں) کو ضائع و برباد کرے تم تو حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا باطل کو جانتے ہو

وَلَا تُبْطِلُوْنَ الْبَاطِلَ کَاِبْطَالِکُمُ الْحَقَّ

اور باطل کو اتنا بھی رد نہیں کرتے جتنا حق کو رد کرتے ہو

## خطبہ ۶۳

جب حضرت نے صبح روز ضربت ارشاد فرمایا

مَلَکَتْنِیْ عَیْنِیْ وَاَنَا جَالِسٌ فَسَنَحَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے نیند آ گئی اور رسالت مآب میرے سامنے ظاہر ہوئے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت کے ہاتھوں میں نے کیا کیا

لَقِیْتُ مِنْ اُمَّتِکَ مِنَ الْاَوَدِ وَاللَّدَدِ فَقَالَ ادْعُ

کجرویوں اور جھگڑوں کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کے لئے بد دعا کرو

عَلَیْهِمْ فَقُلْتُ اَبْدَلَنِیَ اللّٰهُ بِهِمْ خَیْرًا مِّنْهُمْ

جس پر میں نے کہا کہ خدا مجھے ان کے عوض میں ان سے بہتر لوگ دے اور میرے

وَاَبْدَلَهُمْ بِیْ شَرًّا لَّهُمْ مِّنِّیْ

عوض میں انہیں مجھ سے بدتر سردار مرحمت فرمائے

لہ جناب سید رضی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یعنی علیہ السلام بالاود الاعوجاج و باللدد الخصام وهذا من افصح الکلام کلام میں حضرت نے اود سے کجی اور لدد سے دشمنی مراد لی ہے اور یہ کلام حضرت کے فصیح ترین کلاموں سے ایک کلام ہے۔ ۱۲

## خطبہ ۶۷

٧٠

### عراق والوں کی مذمت میں

أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ كَالْمَرْأَةِ

حمد و نعت کے بعد واضح ہو کر اے عراق کے رہنے والو تمہاری مثال تو اس حاملہ عورت کی سی ہے جو

الْحَامِلِ حَمَلَتْ فَلَمَّا أَتَمَّتْ أَمْلَصَتْ وَمَاتَ قَيِّمُهَا

ایک عرصہ تک حمل کی تکلیفیں سہے اور جب اسکی مدت تمام ہونے کو آئے تو بچہ کو ساقط کر دے۔ اسکا سردار (شوہر) مر جائے

وَطَالَ تَأَيُّمُهَا وَوَرِثَهَا أَبْعَدُهَا أَمَا وَاللَّهِ مَا أَتَيْتُكُمْ

اس کے رنڈاپے کی مدت طول کھینچے اور اسکی میراث اس کے دور ترین رشتہ دار لے جائیں۔ آگاہ ہو کہ خدا کی قسم میں تمہاری طرف خود اپنی

اخْتِيَاراً وَلَكِنْ جِئْتُ إِلَيْكُمْ سَوْقاً وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ

(خوشی) سے نہیں بلکہ (تمہاری مخالفانہ سرگرمیوں کی) ہنگامے دفع کرنے کی وجہ سے آیا ہوں اور اس حد تک اطلاع ملی ہے کہ تم ...

تَقُولُونَ عَلِيٌّ يَكْذِبُ قَاتَلَكُمُ اللَّهُ فَعَلَى مَنْ أَكْذِبُ

کہتے ہو کہ علی جھوٹ بولتے ہیں خدا تمہیں غارت کرے آخر میں کس پر جھوٹ بولتا ہوں

أَعَلَى اللَّهِ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ أَمْ عَلَى نَبِيِّهِ فَأَنَا أَوَّلُ

کیا خدا پر حالانکہ میں ہی سب سے پہلا وہ شخص ہوں جو اس پر ایمان لایا ہے۔ یا اسکے رسول پر تو میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی

مَنْ صَدَّقَهُ كَلَّا وَاللَّهِ وَلَكِنَّهَا لَهْجَةٌ غِبْتُمْ عَنْهَا وَلَمْ

(میری بتائی ہوئی) باتوں کے متعلق تمہارا ایسا خیال کرنا ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم کو علم نہیں ہے اور نہ ...

تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا وَيْلُمِّهِ كَيْلاً بِغَيْرِ ثَمَنٍ لَوْ كَانَ لَهُ

سمجھنے کی (اہلیت) تم میں ہے ... افسوس میں تو ہدایت کے پیمانوں سے بلا قیمت تقسیم کر رہا ہوں اگر کوئی

وِعَاءٌ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ

ظرف ہوتا اور یقین ہے کہ تم میری بات کی سچائی کو عنقریب ہی جان لو گے

## خطبہ ۶۵

٧١

### اس میں حضرت نے لوگوں کو پیغمبر پر درود بھیجنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے

اللَّهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَدَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ وَ

اے بچھی ہوئی زمینوں کو بچھانے والے اور بلند کئے ہوئے آسمانوں کو قائم رکھنے والے اور

٥١ حضرت نے اس مقام پر عراق والوں کو ... [illegible] ... اس عورت سے تشبیہ دی ہے جو حمل کی تکلیفیں اٹھائے اور مدت حمل کے تمام ہونے پر بچہ ساقط کر دے ... [illegible] ... اور شکست کے ساتھ تبدیل کر دیا۔ حاملہ کی مدت حمل کے تمام ہو جانے کے بعد عورت کے از خود حمل کے ساقط کر دینے اور اپنی جانب سے اسے منتشر ہونے ... [illegible] ... اس کے نتیجہ میں شامیوں کے ان کے مال و دولت پر قبضہ کر لینے کو ... اس کی میراث پر قبضہ کر لینے سے تشبیہ دی ہے۔

٥٢ اس مقام پر جو ترجمہ درج کیا ہے وہ ... [illegible] ... ہوئے ہے جس کو بطلیموسی نظام کہا جاتا ہے ... [illegible] ... کے فلسفہ ... [illegible] ... تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ... [illegible] ... سے پہلے فیثاغورث نے زمین کے متعلق ... [illegible] ... نہیں بلکہ متحرک ہے اور جدید نظام نے ... [illegible] ... تسلیم کیا ہے۔

اس بنا پر جیسا کہ علامہ ... [illegible] ... نے افادہ فرمایا ہے اس کا ترجمہ بچھی ہوئی زمینوں کو بچھانے والے کے بجائے اسے متحرک زمینوں کو حرکت دینے والے کیا جائیگا علامہ موصوف نے لفظ دحو کے متعلق جو تحقیق کی ہے اسکو سامنے رکھتے ہوئے مدحوات کا یہ ترجمہ متن میں دئے ہوئے ترجمہ سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین کے مطالعہ کے لئے موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ درج حاشیہ کیا جاتا ہے۔ دحو کا عرض ایک ایسا لفظ ہے جو اسلامی شریعت میں کئی مقامات پر مختلف حیثیتوں سے استعمال کیا گیا ہے مگر ابتک اسکے معنے بچھانے یا پھیلانے ہی کے زیادہ تر سمجھے جاتے رہے ہیں حالانکہ لغات عرب کی چھان بین کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دحو کے معنے بچھانے کے نہیں بلکہ حرکت دینے کے ہیں ارباب لغت میں سے بعد کے لوگوں نے تو دحو کے معنے بچھانے کے لکھے ہی نہیں ہیں اور جن لوگوں نے یہ معنے لکھے بھی ہیں تو ان کا مطلب یہ ہے کہ اس لفظ کے جہاں اور معانی ہیں وہاں ایک یہ بھی ہیں لہذا اور تمام معانی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اسی معنے کو مراد لینا بالکل بلا وجہ معلوم ہوتا ہے چونکہ سابق میں بطلیموسی نظام (باقی صفحہ ... پر ملاحظہ)

CamScanner

جَابِلَ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا اِجْعَلْ

خوش نصیب و بدنصیب ہر طرح کے دلوں کو انکی فطرت پر خلق کرنے والے

شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

اپنی پاکیزہ ترین رحمتوں اور روز افزوں برکتوں کو اپنے عبد خاص

وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ وَالْمُعْلِـ

اور برگزیدہ رسول محمد پر نازل فرما جو تیرے پیغمبر و سلسلہ رسالت و نبوت کے ختم کرنے والے ہدایت کے بند دروازہ کو کھولنے والے

الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ وَالدَّامِغِ صَوْلَا

حق کا سچائی کے ساتھ اعلان کرنے والے، باطل کے طغیوں کو دفع کرنے والے اور گمراہیوں کے حملوں کا سر کچل دینے والے

الْاَضَالِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِمًا بِاَمْرِكَ مُسْتَوْفِـ

جیسے گراں بار رسالت کا بار ڈالا گیا تو انہوں نے تیرے حکم کی بجا آوری کرنے اور تیری خوشنودی

فِيْ مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَلَا وَاهٍ فِيْ عَزْمٍ

کے حاصل کرنے میں تعمیل کرتے ہوئے اپنی قوت کے ساتھ بطریق احسن اٹھایا کہ نہ تو وہ آگے بڑھتے ہوئے قدم پیچھے ہٹانیوالے تھے اور نہ ارادہ میں سست

وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا عَلٰی عَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰی نَفَاذِ

بلکہ وہ برابر تیری وحی کے امانتدار تیرے پیمان تبلیغ کے محافظ اور تیرے اجرا حکم کے

اَمْرِكَ حَتّٰی اَوْرٰی قَبَسَ الْقَابِسِ وَاَضَاءَ الطَّرِيْقَ لِلْخَابِطِ

راستہ کے سالک رہے تا اینکہ انہوں نے (علم) کی آتش نور زیرہ کے شرارے روشن کرکے سرگشتگان گمراہی کیلئے ایمان کے راستہ کو روشن

وَهُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَاَقَامَ

جس سے فتنوں میں ڈوبنے کے بعد دل ہدایت یافتہ ہوئے اور

مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَنَيِّرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ

انہوں نے درخشاں احکام اور حق کو واضح کرنیوالی تمام نشانیاں اور قبیلیں قائم کر دی تھیں وہ تیرے معتمد

الْمَامُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ

امانتدار تیرے پوشیدہ علم کے خزانوں کے محافظ تیرے روز قیامت

يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ بِالْحَقِّ وَرَسُوْلُكَ اِلَى الْخَلْقِ

کے گواہ اور حق کے ساتھ بندوں کی طرف بھیجے ہوئے رسول

اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ مَفْسَحًا فِيْ ظِلِّكَ وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ

پروردگارا تو انہیں اپنے سایہ رحمت میں کشادہ جگہ عطا فرما اپنے فضل و کرم سے انہیں

الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰی بِنَاءِ الْبَانِيْنَ بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ لَدَيْكَ

نیکیاں مضاعف کر کے ان کی عمارت دین کو تمام بانیان دین کی عمارت سے بلند کر اور اپنے نزدیک بارگاہ قرب میں ان کی

(بقیہ صفحہ ٣١٥)

ہاتھوں پر پھیلایا ہوا تھا اس پہلی صدی کی شہرت سے متاثر ہو کر اسلامی مفسرین کی روش بھی اس اردہ کی طرف گئی کہ زمین گول ہے اور قرآن یا حدیث میں جہاں کہیں لفظ دحو کا استعمال ہوا ہے اُسے شریعت کا منصوبہ مطلوب نہیں ثابت کرنا ہے جس کے لئے دحو بچھانا کے معنے کا ارادہ کرنا لازم تھا مگر حقیقت زیادہ تجزیہ کا موقع نہیں کرتی قرآن و حدیث کے الفاظ میں جو معنوی اجمال وہ جہت ہے وہ ایک خاص فلسفہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کی تشریح قرآنی عنوان سے کی جا سکتی ہے جو قرن سکون ارض کے نظریہ کے بالکل متضاد تھا تو یہ بھی وار زمین کے ساتھ کیا گیا تھا اس وقت بھی دوسرے معانی کا ادا کرنا ممکن تھا مگر وہ بطلیموسی نظام کے مقابل میں اس وقت کوئی دوسرا نظام موجود نہ تھا اس لئے اس کے خلاف معانی کی طرف توجہ نہ ہوئی مفسرین مجبور تھے مگر اب جبکہ جدید نظام نے اپنے قوی دلائل و براہین سے اس کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اور دوسرے معانی زیادہ قوی بھی ہیں تو ایسی حالت میں انکا ادا نہ کرنا اور اسی معنی پر اصرار کرنا مناسب نہیں اب اس کے بعد ذیل میں ان چند اجمالی خوا ہد کو پیش کیا جاتا ہے جسکے دحو کے معنی تحریک کے ثابت ہوتے ہیں پہلا شاہد قاموس میں ہے کہ دحیت الابل ای سقتها یعنے دحیت الابل کے معنے یہی کہ میں نے اونٹ کو ہانکا اور ہکانے کے ساتھ ساتھ ہی حرکت کے ساتھ منتقل ہونا ایک امر مسلم ہے اس لئے دحو کے لازمی معنی حرکت کے ہونگے اور اسی مقام پر دحیت الابل کا جملہ استعمال کیا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہونگے کہ میں نے ان کو ایک جگہ سے حرکت دیکر دوسری جگہ منتقل کیا۔ دوسرا شاہد راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات میں تحریر کیا ہے کہ والارض بعد ذلک دحاها ای ازالها عن مقرها وهو من قولهم دحی المطر الحصا عن وجه الارض ای جرفها وبه سمی ادحی النعام یعنے والارض بعد ذلک دحاها کے معنی یہ ہیں کہ پروردگار عالم نے زمین کو اس کے اصلی مقام سے ہٹایا اور حرکت دی اور یہ لفظ عرب کے اس محاورہ سے ماخوذ ہے کہ ادحی المطر الحصا یعنے بارش کے پتھروں کو اپنے مقام سے حرکت دیکر ہٹا دیا اور راستہ کی سمت دفع کر دیا۔ اسی معنی میں ادحی النعام مستعمل ہے یعنے اس نے شتر مرغ کو نکالا اور امیرالمومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے اس خطبہ میں داحی باب خیبر کا لفظ تو بہت ہی مشہور ہے جس کے معنے خیبر کو اکھاڑ کر پھینکنے والے کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کو پھینکا جاتا ہے تو اس سے غالباً دو طرح کی حرکتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک حالت انتقالیہ (باقی صفحہ ۳۱۸ پر ملاحظہ)

مَنْزِلَتَهُ وَاَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ وَاجْزِهِ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ مَقْبُولَ

منزلت کو کرم قرار دے اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن خطاب کے کلام کے حامل ہونے اور پسندیدہ قول

الشَّهَادَةِ وَمَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَصْلٍ

اور مقبول الشہادہ رسول کی حیثیت سے مبعوث فرمانے کی جہت سے انھیں بہترین جزا بھی مرحمت فرما

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي بَرْدِ الْعَيْشِ وَقَرَارِ النِّعْمَةِ

اور ہمیں انکے ساتھ زندگی کی مسرت نعمتوں کے بقار و

وَمُنَى الشَّهَوَاتِ وَاَهْوَاءِ اللَّذَّاتِ وَرَخَاءِ الدَّعَةِ

سکون و آرام کی انتہا خواہشات کے مقصدوں لذتوں کی آرزوؤں اپنی عنایت کے تحفوں اور عیش نشاط کے بہت

وَمُنْتَهَى الطُّمَأْنِينَةِ وَتُحَفِ الْكَرَامَةِ

فراواں میں ایک ہی جگہ مجتمع فرما دے

## خطبہ ۷۶

۷۲

قَالُوا اُخِذَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ اَسِيرًا يَوْمَ الْجَمَلِ

راویوں کا بیان ہے کہ مروان ابن حکم اسیر کیا گیا تو اس نے

فَاسْتَشْفَعَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِلٰى

حسنین علیہما السلام سے امیرالمومنین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ کی خدمت میں سفارش کرنے کی خواہش کی

اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَلَّمَاهُ فِيهِ فَخَلّٰى

چنانچہ دونوں شاہزادوں نے اس کے بارے میں عرض کیا (کہ پدر بزرگوار اسے رہا کر دیجئے) حضرت نے اسے

سَبِيلَهُ فَقَالَا لَهُ يُبَايِعُكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رہا فرما دیا پھر حسنین علیہما السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی بیعت کر رہا ہے جس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

اَوَلَمْ يُبَايِعْنِي بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ لَا حَاجَةَ لِي فِي بَيْعَتِهِ اِنَّهَا

کیا اس نے قتل عثمان کے بعد میری بیعت نہ کی تھی مجھے اسکی بیعت کی کوئی احتیاج نہیں

كَفٌّ يَهُودِيَّةٌ لَوْ بَايَعَنِي بِكَفِّهِ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهِ اَمَا اِنَّ لَهُ اِمْرَةً

یہ یہودیوں کے مانند ہاتھ ہے اگر آج یہ ہاتھ سے بیعت کرے گا تو کل پیچھے سے بے وفائی کریگا یاد رکھو اسکی حکومت ہوگی تو ایسی ہوگی

كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهُ وَهُوَ اَبُو الْاَكْبُشِ الْاَرْبَعَةِ وَسَتَلْقَى

اسکی مدت اتنی ہوگی جتنی کہ کتے کو اپنی ناک چاٹنے میں دیر لگتی ہے یہ چار سرداروں کا باپ ہے

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اور دوسرے حرکت وضعیہ اور جبکہ زمین میں یہ دونوں قسم کی حرکتیں موجود ہیں تو کیوں نہ دحی الارض کے معنے یہ لئے جائیں کہ خداوند عالم نے زمین کو دو قسم کی حرکتوں کے ساتھ متحرک بنایا ہے ایک حرکت وضعیہ اور دوسرے حرکت انتقالیہ ہے اور دحیت الارض سے دحیت الابل کی طرح یہ معنے کیوں نہ مراد لئے جائیں کہ اللہ نے زمین کو بچھایا نہیں بلکہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ کی طرف متحرک قرار دیا تیسرا شاہد کافی میں ابن حاتم سے مروی ہے کہ کنا مع امیرالمومنین فاضطربت الارض فدفعها بیدہ ہم امیرالمومنین کے ہمراہ تھے کہ ناگاہ زمین میں زلزلہ آیا جس پر حضرت نے اپنے ہاتھ سے اسے ٹھوکر لگائی یہاں بھی دحو کے معنے حرکت دینے ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تمام پیش کردہ شواہد سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ حقیقتاً متحرک ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۱۷) ۵۱ حضرت کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے مروان ابن حکم کا دور حکومت انتہائی مختصر ثابت ہوا جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ ابو جعفر محمد ابن حسن خازن نے اپنی تاریخ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کا زمانۂ حکومت صرف چار مہینے دس روز رہا۔ ۵۲ اس کے چار روز دادوں کے نام مورخین نے جو تحریر کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ عبد الملک ابن مروان، عبد العزیز ابن مروان، بشر ابن مروان، محمد ابن مروان یہ سب کے سب عرب کے مشہور ترین افراد میں شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ انھیں سے عبد الملک تو خلیفہ ہی تھا عبد العزیز مصر کا والی بشر عراق کا والی اور محمد جزیرہ کا والی خود مروان کے ہاتھوں اور پھر اس کے ان چاروں فرزندوں کے ہاتھوں جیسی خونریزیاں وقوع پذیر ہوں وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اور ممکن ہو کہ اس سے عبد الملک کے چاروں بچے یعنے ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید مراد ہوں یہ چاروں عبد الملک کے بعد بادشاہ ہوئے انھوں نے اہل حق کو برباد کر کے ان کا خون بہانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ۱۲

الا مَمَّهُ مِنهُ وَمِن وُلدِهِ يَوماً اَحمَرَ

مسلمانوں کو خود اسکے اور اس کے فرزندوں کے ہاتھوں ایک خونی دن سے سامنا کرنا ہو گا

## خطبہ ۷۷

جس وقت لوگوں نے عثمان کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا

لَقَد عَلِمتُم اَنِّي اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِن غَيرِي وَوَاللهِ

تم جانتے ہو کہ میں خلافت کا عثمان سے زیادہ حقدار ہوں (بالکھرا سے خلیفہ بنا رہے ہو) تو سنو بخدا

لَاُسَلِّمَنَّ مَا سَلِمَت اُمُورُ المُسلِمِينَ وَلَم يَكُن فِيهَا

میں اسے اس وقت تک تسلیم کرونگا جب تک مسلمانوں کے معاملات درد یہ اصلاح رہیں گے اور جور و ستم بس مجھ ہی

جَورٌ اِلَّا عَلَيَّ خَاصَّةً اِلتِمَاساً لِاَجرِ ذٰلِكَ وَفَضلِهِ وَ

پر ہوتا رہے گا اور یہ (اتنا بھی صبر کے ساتھ تسلیم کرنا) ثواب تسلیم و رضا کی خواہش اور

زُهداً فِيمَا تَنَافَستُمُوهُ مِن زُخرُفِهِ وَزِبرِجِهِ

دنیا کی جس زیب و زینت آرائش و سجاوٹ پر تم ریجھے ہوئے ہو اس سے تنفر کی بنا پر ہے اور کسی وجہ سے نہیں

## خطبہ ۷۸

جس وقت حضرت کو خبر پہنچی کہ بنی امیہ قتل عثمان میں شریک ہونیکی آپ پر تہمت لگا رہے ہیں تو آپنے فرمایا کہ

اَوَلَم يَنهَ اُمَيَّةَ عِلمُهَا بِي عَن قَرفِي اَوَمَا وَزَعَ

بنی امیہ کو میرے حالات کی معرفت اور ان جاہلوں کو میری سبقت اسلامی نے کبھی مجھ پر

الجُهَّالَ سَابِقَتِي عَن تُهَمَتِي وَلَمَا وَعَظَهُمُ

بے اصل تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے باز نہ رکھا ہاں تو خدا نے انھیں

اللهُ بِهِ اَبلَغُ مِن لِسَانِي اَنَا حَجِيجُ المَارِقِينَ

جو پند و نصیحت کی ہے وہ میرے بیان سے کہیں زیادہ بلیغ تر ہے۔ بیشک میں دین سے نکلجانے والوں پر حجت قائم کرنیوالا

وَخَصِيمُ المُرتَابِينَ وَعَلَى كِتَابِ اللهِ تُعرَضُ الاَمثَالُ

اور اسلام کی حقانیت میں شک کرنیوالوں کا دشمن ہوں اور یقیناً مشتبہ امور کو فیصلے کیلئے خدا کی کتاب ہی پر پیش کیا جائیگا

وَبِمَا فِي الصُّدُورِ تُجَازَى العِبَادُ

اور بندے اپنے دلی مقصدوں ہی پر ماجور و جزا یافتہ ہوں گے

لہ حضرت نے اس کلام میں اس آیت کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ ان بعض الظن اثم کیونکہ یہ آیت تعریضاً بدگمانیوں اور تہمتوں کو بدترین گناہ قرار دے رہی ہے اسلئے اس سے بڑھکر کون موعظہ ہو سکتا ہے جو تہمت طرازیوں سے انسان کو باز رہنے کی ہدایت کر سکتا ہو۔ ۱۲

# خطبہ ۷۹

۷۵

اس میں حضرت نے اُن اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے جنپر عمل پیرا ہوکر انسان مستحق جنت ہو سکتا ہے

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ حُكْمًا فَوَعَى وَدُعِيَ إِلَى رَشَادٍ

خدا اس شخص پر رحم فرمائے جس نے کسی حکم کو سنا تو اس کو یاد رکھا حق کی دعوت پر لبیک کہکر اُسکے نزدیک گیا

فَدَنَا وَأَخَذَ بِحُجْزَةِ هَادٍ فَنَجَا رَاقَبَ رَبَّهُ وَخَافَ

ہدایت کرنیوالے کی کمر تھام کر اسکے دامن سے متمسک ہوکر نجات حاصل کرلی جسنے اپنے پالنے والے کا لحاظ رکھا جو برابر اپنے گناہ سے ڈرتا رہا

ذَنْبَهُ قَدَّمَ خَالِصًا وَعَمِلَ صَالِحًا اِكْتَسَبَ مَذْخُورًا

جس نے دار آخرت کیطرف اپنے جانیسے پیشتر پاک عمل پہلے سے بھیجدئے اور نیک کام کئے اور صرف انھیں چیزوں کو حاصل کیا جو زاد آخرت کیلئے ذخیرہ

وَاجْتَنَبَ مَحْذُورًا وَرَمَى غَرَضًا وَأَحْرَزَ عِوَضًا كَابَرَ هَوَاهُ

ان چیزوں سے پرہیز رکھا۔ جو ڈرنیکے قابل ہیں جسنے اغراض دنیا کو نظرانداز کرکے انکے عوض میں آخرت کا قیمتی مال حاصل کرلیا اپنی نفسانی خواہشات پر غلبہ پایا

وَكَذَّبَ مُنَاهُ جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ نَجَاتِهِ وَالتَّقْوَى عُدَّةَ

اپنی آرزوؤں کی تکذیب کردی۔ جو صبر کو اپنی نجات کی سواری اور پرہیزگاری کو (اپنے سفر آخرت کا) سامان قرار دیکر

وَفَاتِهِ رَكِبَ الطَّرِيقَةَ الْغَرَّاءَ وَلَزِمَ الْمَحَجَّةَ الْبَيْضَاءَ

(شریعت کی) روشن راہ کا سالک اور درخشاں طریقہ (حق) کا پابند بن گیا

اِغْتَنَمَ الْمَهَلَ وَبَادَرَ الْأَجَلَ وَتَزَوَّدَ مِنَ الْعَمَلِ

جسنے مہلت کو غنیمت سمجھتے ہوئے موت کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے اور اچھے کام کا توشہ اپنے ہمراہ لے لیا

# خطبہ ۸۰

۷۶

اس میں امیرالمومنینؑ نے بنی امیہ کی نامناسب طرز عمل کی شکایت فرمائی ہے

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُونَنِي تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بنی امیہ مجھے حضرت محمد کی میراث تھوڑی تھوڑی کرکے دے رہے ہیں

وَآلِهِ تَفْوِيقًا لَأَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ

خدا کی قسم اگر میں انکے (درست کرنیکے لئے) زندہ رہا تو انھیں اس طرح جھاڑ دونگا جس طرح قصاب خاک آلودہ چھیچھڑوں کو جھاڑتا ہے

وَيُرْوَى التُّرَابُ الْوَذِمَةُ وَهُوَ عَلَى الْقَلْبِ

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں التراب الوذمہ بھی وارد ہوا ہے جو کہ بطور عکس ہے

---

۷۵ سے علامہ کاشانی علیہ الرحمہ نے اسکا واقعہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ سعید ابن عاص جو کہ عثمان کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر کیا گیا تھا اس نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کی خدمت میں غلام دار الحرب میں سے کوئی چیز بطور ہدیہ ارسال کی جسپر حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ۱۲

ملک یہ استعارہ ہے اس امر کیلئے کہ علی نہیں خلافت سے دور کر دیا گیا

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيُفَوِّقُونَنِي أَيْ يُعْطُونَنِي مِنَ
اور حضرت صلوات اللہ و سلامہ علیہ کے اس کلام میں لیفوقوننی کے معنے یہ ہیں کہ یہ لوگ میرے حصہ کے مال
الْمَالِ قَلِيلًا قَلِيلًا كَفُوَاقِ النَّاقَةِ وَهُوَ الْحَلْبَةُ الْوَاحِدَةُ
مجھ کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس طرح دے رہے ہیں جس طرح اونٹنی کا فواق اور
مِنْ لَبَنِهَا وَالْوِذَامُ جَمْعُ وَذَمَةٍ وَهِيَ الْحُزَّةُ مِنَ الْكَرِشِ
فواق کے لغوی معنے ایکبار اونٹنی کے دودھ دوہنے کے ہیں اور وذام وذمہ کی جمع ہے وذمہ اوجھڑی یا جگر
أَوِ الْكَبِدِ تَقَعُ فِي التُّرَابِ فَتُنْفَضُ
کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو خاک آلودہ ہونے پر جھاڑ دیا جاتا ہے

## خطبہ ۸۱

ان کلمات کو حضرت مقام مناجات میں استعمال فرماتے تھے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي فَإِنْ عُدْتُ
پروردگارا تو میرے ان (گناہوں کو) بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اور اگر میں پلٹ کر دوبارہ
فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا وَأَيْتُ مِنْ نَفْسِي
گناہوں کا مرتکب ہوں تو تو پھر میری بخشش ساتھ رجوع فرما بار الہا میں نے اپنے نفس سے (تیرے راضی کرنیکے) جو وعدے کئے
وَلَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ
اور تو نے مجھ سے انہیں وفا ہوتے نہ پایا تو اسے بھی تو مجھے معاف فرما دے۔ نیز میں نے اگر نیک اعمال کے ساتھ تیری بارگاہ کی
إِلَيْكَ بِلِسَانِي ثُمَّ خَالَفَهُ قَلْبِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي رَمَزَاتِ الْأَلْحَاظِ
نزدیکی کا ارادہ کیا اور میرے دل نے اسکی مخالفت کی تو اسے بھی بخشدے۔ پروردگارا میرے گوشہائے چشم کے نامناسب اشاروں
وَسَقَطَاتِ الْأَلْفَاظِ وَشَهَوَاتِ الْجَنَانِ وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ
بے محل باتوں دل کی (بیجا) خواہشوں اور زبان کی لغزشوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ عطا فرما

## خطبہ ۸۲

جو وقت آپنے خارجیوں سے جنگ کرنیکے لئے انکی طرف تشریف لیجانیکا ارادہ کیا تو آپکے ایک صحابی[۲] نے عرض کی کہ علم نجوم کے قاعدے کی بنا پر مجھے خوف ہے کہ اگر اس وقت آپنے سفر فرمایا تو آپ اپنے مقصد میں شاید کامیاب نہوں تو آپنے فرمایا

أَتَزْعُمُ أَنَّكَ تَهْدِي إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ فِيهَا
کیا تمہارا خیال ہے کہ تم اس ساعت کی طرف راہنمائی کرنیکی استطاعت رکھتے ہو جسمیں اگر کوئی شخص سفر کرے تو برائی اسکی طرف سے ہٹا دی جائے

[۱] اس دعا میں عام لوگوں کے لئے استغفار کا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے اس انداز میں دعا کرنی چاہئے اس سے یہ مطلب ہرگز نہ مراد لینا چاہئے کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا کیونکہ خود آپ اور آپ کے بعد قائم آل محمد تک جتنے ائمہ ہوئے ہیں وہ سب گناہوں سے منزہ و مبرا تھے جسپر فریقین کا اتفاق ہے اور آیۂ تطہیر اور آیت کونوا مع الصادقین کے ذیل میں علماء مفسرین تک اس کا اعتراف کر چکے ہیں کہ یہ حضرات ہر نوع معصوم عن الخطا تھے ۱۲

[۲] جس شخص نے یہ مشورہ دیا تھا اس کا نام عفیف تھا ۔ ۱۲

يُصْرَفُ عَنْهُ السُّوْءُ وَيُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ

اور کس اس بری گھڑی سے ڈرا سکتے ہو جس میں اگر کوئی سفر کرے تو

فِيْهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ فَمَنْ صَدَّقَ بِهٰذَا فَقَدْ كَذَّبَ

نقصان اس کا احاطہ کرے (اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پائے) جو تمہارے اس دعوے کی تصدیق کرے اس نے گویا یقیناً

الْقُرْاٰنَ وَاسْتَغْنٰى عَنِ الْاِعَانَةِ بِاللّٰهِ فِيْ نَيْلِ الْمَحْبُوْبِ

قرآن کی تکذیب کی اور اپنے کو پسندیدہ شے کے پانے اور ناپسندیدہ شے کے دفع کرنے میں

وَدَفْعِ الْمَكْرُوْهِ وَيَنْبَغِيْ فِيْ قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِاَمْرِكَ اَنْ

خدا کی امداد و اعانت سے مستغنی خیال کیا۔ علاوہ بریں تمہاری گفتگو میں جو کچھ ہے اسکی بموجب تمہارے حکم پر عمل کرنے والے کو

يُوْلِيَكَ الْحَمْدَ دُوْنَ رَبِّهٖ لِاَنَّكَ بِزَعْمِكَ اَنْتَ هَدَيْتَهٗ

سزاوار ہے کہ وہ اپنے خدا کی کیوں تمہاری حمد کرے۔ کیونکہ اپنے گمان میں اس ساعت کی طرف تو تمہیں نے راہنمائی کی ہے

اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ نَالَ فِيْهَا النَّفْعَ وَاَمِنَ الضُّرَّ ثُمَّ اَقْبَلَ

جس میں اس نے نفع کو حاصل کیا اور نقصان سے محفوظ رہا۔ اس کے بعد امیر المومنین

عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ

صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ

اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَتَعَلُّمَ النُّجُوْمِ اِلَّا مَا يُهْتَدٰى بِهٖ

ایہا الناس۔ دیکھو علم نجوم کی تعلیم حاصل کرنے سے بجز اس مقدار کے جس سے کہ جنگلوں یا دریاؤں میں راستہ دریافت کر لیا جائے

فِيْ بَرٍّ اَوْ بَحْرٍ فَاِنَّهَا تَدْعُوْ اِلَى الْكَهَانَةِ وَالْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ

دور رہنا کیونکہ علم نجوم کی معرفت غیب گوئی کی طرف دعوت دیتی ہے اور منجم کی حیثیت بالکل امور غیب کی خبر دینے والے

وَالْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ وَالسَّاحِرُ كَالْكَافِرِ وَالْكَافِرُ فِي النَّارِ

شخص کے مانند ہے امور غیب کی خبر دینے والا جادوگر کے مثل اور جادوگر کافر کے مثل ہے اور کافر جہنم کی آگ میں ہے

سِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ

میرے لشکر والو خدائے عزوجل کے نام اور اسکی امداد کے بھروسہ پر چلو اور ان باتوں کا کوئی خیال نہ کرو

## خطبہ ۸۳

جنگ جمل سے فراغت کرنیکے بعد حضرت نے عورتوں کی مذمت کے بارہ میں یہ کلام ارشاد فرمایا

مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ النِّسَاءَ نَوَاقِصُ الْاِيْمَانِ نَوَاقِصُ

گروہ مردم عورتیں مردوں کے مقابلہ میں کم ایمان والی

---

۱؎ منجم اور کاہن میں فرق یہ ہے کہ منجم فلکی اوضاع اور ستاروں کے اصول سے واقعات پر حکم لگاتے ہیں اور کاہن تسخیر جنات کا دعویٰ کرکے غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں بہرحال اس مقام پر حضرت کا مقصود یہ ہے کہ غائبات پر حکم لگانے کیلئے علم نجوم و رمل وغیرہ کی تحصیل ناجائز ہے۔ ۱۲

۲؎ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس مقام پر امیر المومنین نے بظاہر تو عورتوں کی طبائع بسیطہ عام طور پر مذمت فرمائی ہے مگر مراد اس سے خاص طور سے اس مقام پر عائشہ کی ذات ہے۔ ۱۲

لحظوظ نواقص العقول فاما نقصان ايمانهن فقعودهن

کم حصے والی اور کم عقلیں رکھنے والی ہوتی ہیں چنانچہ ایمان کی کمی (تو اسی سے واضح ہے) کہ یہ اپنے حیض

عن الصلاة والصيام في ايام حيضهن واما نقصان

زمانہ میں روزے اور نماز سے الگ تھلگ رہتی ہیں رہ گئی عقل

عقولهن فشهادة امرأتين كشهادة الرجل الواحد

کی کمی (تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ) دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے مثل

واما نقصان حظوظهن فمواريثهن على الانصاف

اور حصوں کی کمی (کی گواہ) ان کی میراثوں کا مردوں کی میراثوں کے مقابلہ میں

من مواريث الرجال فاتقوا شرار النساء وكونوا من

نصف ہونا ہے۔ تو دیکھو بری عورتوں کے تو قریب جانے) سے (بھی پرہیز کرو رہ گئیں اچھی عورتیں

خيارهن على حذر ولا تطيعوهن في المعروف حتى لا

تو ان سے چوکنا اور خوفزدہ رہو (کہ نہ جانے کس وقت تیر اپنا وار چلا دیں) نیک کاموں میں بھی ان کے مشوروں پر عمل نہ کرو

يطمعن في المنكر

تاکہ انھیں برے کاموں میں تمھیں رائے مشورہ دینے کی طمع اور جرأت ہی نہ ہو

## خطبہ ۸۱

اس میں حضرت نے مفہوم زہد کی وضاحت فرمائی ہے

ايها الناس الزهادة قصر الامل والشكر عند النعم

گروہ مردم حرام باتوں سے پرہیز کرنا الٰہی نعمتوں کا شکر بجا لانا اور (دنیا سے) کم سے کم امید کرنا

والورع عند المحارم فان عزب ذلك عنكم فلا يغلب

واقعی زہد تو یہی ہے لیکن اگر یہ منزل تمھاری دسترس سے دور ہو جائے (تو کم سے کم اتنا تو ہو ہی) کہ حرام تمھارے

الحرام صبركم ولا تنسوا عند النعم شكركم فقد

صبر پر غالب نہ آئے اور نعمتوں کے وقت تم اپنی شکر گذاری کے فرض کو فراموش نہ کرو (کیونکہ جہاں تک خدا کا معاملہ ہے)

اعذر الله اليكم بحجج مسفرة ظاهرة وكتب

اس نے نمایاں و روشن دلیلوں اور درخشاں و واضح حجت والی کتابوں کے ذریعہ سے

بارزة العذر واضحة

تمھارا عذر زائل و برطرف فرما دیا ہے

ہ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان یعنے اگر دو گواہ مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے بمنزلہ ہے۔ ۱۲

ہ مضمون پیغمبر کی حدیث مبارک میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ شاوروهن و خالفوهن یعنے عورتیں اگر کوئی مشورہ دیں تو اس پر عمل پیرا نہ ہو بلکہ اس کی مخالفت کرو۔ ۱۲

# خطبہ ۸۵

دنیا کی بے ثباتی اور بے اعتباری کے بیان میں

مَا اَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُهَا عَنَاءٌ وَ اٰخِرُهَا فَنَاءٌ فِيْ حَلَالِهَا

میں تم سے اس گھر کی حالت کیا بیان کروں جس کا آغاز رنج والم اور جس کا انجام فنا و زوال ہے جسکے حلال میں حساب

حِسَابٌ وَ فِيْ حَرَامِهَا عِقَابٌ مَنِ اسْتَغْنٰى فِيْهَا فُتِنَ وَ

اور جس کے حرام پر عقاب (مقدر) ہے جو اس میں صاحب مال و دولت ہے وہ مبتلائے فتنہ روزگار رہے

مَنِ افْتَقَرَ فِيْهَا حَزِنَ وَ مَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ وَ مَنْ قَعَدَ

اور جو مفلس و نادار ہے وہ حزن والم میں گرفتار رہے۔ جو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے یہ ملتی نہیں اور جو اسکی

عَنْهَا وَاتَتْهُ وَ مَنْ اَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ وَ مَنْ اَبْصَرَ اِلَيْهَا اَعْمَتْهُ

جانب سے روگردانی کر کے قناعت کیساتھ بیٹھ جاتا ہے یہ اسکی مطیع و فرمانبردار ہو جاتی ہے جو اسکے ذریعہ سے دیکھے اسے یہ بینا اور جو خود اسے دیکھے اسے

اقول وَ اِذَا تَاَمَّلَ الْمُتَأَمِّلُ قوله عليه السلام من ابصر

جناب رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غور کرنے والا اگر حضرت کے اس قول پر کہ ومن ابصر

بها بصّرته وجد تحته من المعنى العجيب والغرض البعيد

بہا بصرتہ۔ پر غور کرے تو اسے اس کے ذیل میں وہ عجیب و غریب مطلب اور بلند ترین مضمون نظر آئے گا

ما لا تبلغ غايته ولا يدرك غوره ولا سيما اذا قرن اليه

جس کی حد تک پہنچنا ناممکن اور جس کی تہ کا پانا دشوار ہے۔ بالخصوص جبکہ اسکے بعد والے دوسرے جملہ ومن ابصر الیہا اعمتہ

قوله ومن ابصر اليها اعمته فانه يجد الفرق بين ابصر

کو اس سے ملا کر پڑھا جائے کیونکہ وہ (اپنے ذوق سلیم سے) ابصر بہا

بها وابصر اليها واضحا نيرا وعجيبا باهرا

اور ابصر الیہا ان دونوں معنوں کے درمیان عجیب و غریب روشن اور واضح فرق محسوس کریگا

# خطبہ ۸۶

جس کا نام عجیبہ اور غرا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَلَا بِحَوْلِهٖ وَ دَنَا بِطَوْلِهٖ مَانِحِ كُلِّ

حمد تمام تر اس خدا کے لئے سزاوار ہے جو اپنی قوت سے سربلند اور اپنی جود و عطا سے نزدیک ہے جو ہر فائدہ

لے یہ دو نو عالم چونکہ بلندی اور پستی جیسے اعتبارات سے منزہ و مبرا ہے۔ اسلئے علو سے مراد یہاں مکانی بلندی نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ کمالات کے علۃ العلل ہونے کی وجہ سے سب سے اعلیٰ ہے۔ اور یہی دنا بطولہ کا یہی مطلب قرار دیا جائے گا کہ وہ قرب مکانی کے لحاظ سے نزدیک نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے اعتبار سے مخلوقات کیساتھ قرب رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ نحن اقرب الیکم من حبل الورید میں تمہاری رگ گردن سے بہت زیادہ تم سے قریب تر ہوں یعنی میرا جود و فیض تم سے اتنا قریب ہے جتنا کہ تمہاری رگ گردن بھی تم سے قریب نہیں۔ علم بدیع کے لحاظ سے یہ دونوں جملے صنعت سجع و موازنہ اور صنعت طباق و تضاد پر مشتمل ہیں بلندی اور پستی کے مفہوم میں چونکہ تضاد معنوی پایا جاتا ہے اس لئے علا اور دنا میں صنعت طباق و تضاد ہوگی اور حول و طول میں سجع و موازنہ مانی جائے گی۔ ۱۲

غَنِيمَةٍ وَفَضْلٍ وَكَاشِفِ كُلِّ عَظِيمَةٍ وَأَزْلٍ أَحْمَدُهُ عَلَى

اور ہر بزرگی کا عطا کرنے والا اور ہر بڑی سے بڑی مصیبت اور سختی کا دفع کرنے والا ہے میں اس کے کرم کی مہربانیوں

عَوَاطِفِ كَرَمِهِ وَسَوَابِغِ نِعَمِهِ وَأُومِنُ بِهِ أَوَّلًا بَادِيًا

اور اس کی کامل و بھرپور نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے متعلق اعتقاد رکھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے اور ہر چیز سے

وَأَسْتَهْدِيهِ قَرِيبًا هَادِيًا وَأَسْتَعِينُهُ قَادِرًا قَاهِرًا

اور وہ قریب ترین راہنما ہے اور امداد و اعانت کا طلبگار ہوں اس سے کہ وہ

اور اس سے

وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِيًا نَاصِرًا وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ

اور اس پر بھروسہ رکھتا ہوں چونکہ وہی کافی مدد کرنے والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ

عَلَيْهِ وَآلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهِ وَإِنْهَاءِ

وہ برگزیدہ بندے اور رسول ہیں جنکو اس نے اپنے امر و دین کے جاری کرنے اور اپنے بندوں تک اپنی حجت پہنچانے

عُذْرِهِ وَتَقْدِيمِ نُذُرِهِ أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ

اور اپنے عذاب سے آگے سے ڈرانے کیلئے انہیں خوفزدہ بنانے کیلئے ارسال فرمایا خدا کے بندو میں تمہیں

الَّذِي ضَرَبَ الْأَمْثَالَ وَوَقَّتَ لَكُمُ الْآجَالَ وَأَلْبَسَكُمُ

اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے سامنے عبرت آموز مثالیں بیان کیں تمہاری عمر کے اوقات معین فرمائے تمہیں

الرِّيَاشَ وَأَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ وَأَحَاطَ بِكُمُ الْإِحْصَاءَ وَأَرْصَدَ

(سامان) زندگی کو تمہارے لئے (تنگ نہیں بلکہ) وسیع بنایا اپنے علم کو تمہارے گرد احاطہ کیا جسکے بعد بدلہ

لَكُمُ الْجَزَاءَ وَآثَرَكُمْ بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ وَالرِّفَدِ الرَّوَافِغِ

ثواب مہیا کرکے کامل نعمتوں اور بھرپور عطیوں کیلئے تمہارا انتخاب کیا تمہیں انتہائی حجتوں سے خوفزدہ بنایا اور

أَنْذَرَكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَوَالِغِ وَأَحْصَاكُمْ عَدَدًا وَوَظَّفَ لَكُمْ

اس امتحان کی منزل اور عبرت کے گھر میں تمہاری (عمروں کے) لئے مدتیں معین

مُدَدًا فِي قَرَارِ خِبْرَةٍ وَدَارِ عِبْرَةٍ أَنْتُمْ مُخْتَبَرُونَ فِيهَا

جس کے اندر تم اپنی زندگی میں آزمائے جاؤ گے اور پھر مرنے کے

وَمُحَاسَبُونَ عَلَيْهَا فَإِنَّ الدُّنْيَا رَنِقٌ مَشْرَبُهَا رَدِغٌ مَشْرَعُهَا

وہاں کے کئے ہوئے کا تم سے حساب لیا جائے گا اس دنیا کا گھاٹ گدلا اور اس کا گھاٹ بہت

يُونِقُ مَنْظَرُهَا وَيُوبِقُ مَخْبَرُهَا غُرُورٌ حَائِلٌ وَظِلٌّ زَائِلٌ

اس کا نظارہ فریب اور ... تباہ کن ہے ایک سایہ ہے ... ڈھل جانے والا ...

وَسِنَادٌ مَائِلٌ وَضَوْءٌ آفِلٌ حَتَّى إِذَا أَنِسَ نَافِرُهَا وَاطْمَأَنَّ نَاكِرُهَا

روشنی ہے ... یہاں تک کہ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے مانوس اور اس سے ... مطمئن ہو جاتا ہے

ہ غنیمت و عظیمت فضل و ازل مانح و کاشف میں کی صفت طباق و تضاد اور ... ہے ... لفظوں ... بھی ہے اور باعتبار معنی ... بھی۔ ١٢

بِأَرْجُلِهَا وَقَنَصَتْ بِأَحْبُلِهَا وَأَقْصَدَتْ بِأَسْهُمِهَا

پھر وہی اپنے جالوں سے اس کا شکار کر لیتی اور اپنے تیروں سے اسے ہلاک کر ڈالتی ہے

وَأَعْلَقَتِ الْمَرْءَ أَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ قَائِدَةً لَهُ إِلَى ضَنْكِ

اور انسان کے گلے میں موت کی کمندیں آویزاں کر کے اسے کھینچتی ہوئی تنگی

الْمَضْجَعِ وَوَحْشَةِ الْمَرْجِعِ وَمُعَايَنَةِ الْمَحَلِّ وَثَوَابِ الْعَمَلِ

خوابگاہ (قبر) وحشت بازگشت (محشر) دائمی قیامگاہ کے دیدار اور جزاءِ عمل کی منزل تک لے جاتی ہے

وَكَذَلِكَ الْخَلَفُ يَعْقُبُ السَّلَفَ لَا تُقْلِعُ الْمَنِيَّةُ اخْتِرَامًا

بعد والے اگلوں کے پیچھے یونہی آتے (اور گذرتے) رہتے ہیں نہ (اگوہر) موت ہلاک کرنے سے باز آتی ہے نہ دہرے

وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُونَ اجْتِرَامًا يَحْتَذُونَ مِثَالًا وَيَمْضُونَ

دنیا میں باقی رہنے والے گناہ کرنے سے جھجکتے ہیں۔ یہ سب ایک ہی ڈھرے پر اپنے اسلاف کے قدم بقدم چل رہے ہیں اور

أَرْسَالًا إِلَى غَايَةِ الِانْتِهَاءِ وَصَيُّورِ الْفَنَاءِ حَتَّى إِذَا تَصَرَّمَتِ

فنا کی بازگشت اور انجام کے آخری نقطہ کی طرف جھنڈ کے جھنڈ چلے جا رہے ہیں۔ (اور برابر جاتے رہیں گے۔ تا اینکہ

الْأُمُورُ وَتَقَضَّتِ الدُّهُورُ وَأَزِفَ النُّشُورُ أَخْرَجَهُمْ مِنْ

جب امور ختم اور زمانے تمام ہو جائیں گے اور دوبارہ انھیں زندہ کرنے کا وقت قریب آئے گا تو پروردگار عالم انھیں

ضَرَائِحِ الْقُبُورِ وَأَوْكَارِ الطُّيُورِ وَأَوْجِرَةِ السِّبَاعِ وَمَطَارِحِ

قبروں کے زاویوں پرندوں کے آشیانوں درندوں کے بھٹوں اور ہلاک ہو کر گرنے کے مقامات سے اس حالت میں اٹھائیگا

الْمَهَالِكِ سِرَاعًا إِلَى أَمْرِهِ مُهْطِعِينَ إِلَى مَعَادِهِ رَعِيلًا

کہ تیز رفتاری کے ساتھ اسکے امر کیطرف قدم بڑھانے والے اور اس کی مقرر کی ہوئی معاد کی جانب اکٹھا خاموش کھڑے ہوئے صف

صُمُوتًا قِيَامًا صُفُوفًا يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي

بستہ تیزی سے روانہ ہونے والے (نظر آ رہے) ہوں گے نگاہ (قدرت) انھیں دیکھ رہی ہوگی اور پکارنے والا انھیں اپنی آواز سنا

عَلَيْهِمْ لَبُوسُ الِاسْتِكَانَةِ وَضَرَعُ الِاسْتِسْلَامِ وَالذِّلَّةِ

رہا ہوگا ان کے جسموں پر فروتنی کے پیراہن اور ذلت و خواری کی شکستہ حالی ہوگی

قَدْ ضَلَّتِ الْحِيَلُ وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ وَهَوَتِ الْأَفْئِدَةُ

تدبیریں گم اور آرزوئیں منقطع ہوں گی دل گھٹ گھٹ کر (ذلت کے عمیق گڑھوں میں)

كَاظِمَةً وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ مُهَيْنِمَةً وَأَلْجَمَ الْعَرَقُ

گرے جا رہے ہوں گے آوازیں خوف کی وجہ سے (دھیمی پڑ کر کانپ رہی ہوں گی پسینہ منہ تک پہونچ چکا ہوگا خوف

وَعَظُمَ الشَّفَقُ وَأُرْعِدَتِ الْأَسْمَاعُ لِزَبْرَةِ الدَّاعِي إِلَى

حد سے زیادہ عظیم ہوگا اور کان حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے خطاب

---

لہ حشر و نشر کے اس فلسفہ کو قرآن نے بھی انھیں لفظوں میں پیش کیا ہے چنانچہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔ يوم يخرجون من الاجداث سراعا كانهم الى نصب يوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ذلك اليوم الذى كانوا يوعدون یعنی اس وقت کو یاد کرو جب انسان اپنی قبروں سے باہر نکالے جائیں گے اور وہ اس طرح دوڑتے ہوئے جائیں گے جیسے کہ وہ نشانیوں کی طرف دوڑ رہے ہیں انکی نگاہیں شرم سے جھکی اور ذلت و خواری کا رنگ انکے چہروں پر بڑھا ہوا ہوگا یہی وہ دن ہے جسکا ان سے برابر وعدہ کیا جاتا تھا۔ ۱۲

فَصْلِ الْخِطَابِ وَمُقَايَضَةِ الْجَزَاءِ وَنَكَالِ الْعِقَابِ وَنَوَالِ

جزا کی معاملت عقاب کی سختی اور ثواب کی بخشش کی طرف بلانے والے (فرشتہ) کی جھڑکی کے گرفت میں ہوں گے

الثَّوَابِ عِبَادٌ مَخْلُوقُونَ اقْتِدَاراً وَمَرْبُوبُونَ اقْتِسَاراً

یہ ایسے بندے ہیں جو اقتدار قدرت کے ہاتھوں پیدا ہوئے اور قہر و غلبہ سے خدا کے غلام بنائے گئے

وَمَقْبُوضُونَ احْتِضَاراً وَمُضَمَّنُونَ أَجْدَاثاً وَكَائِنُونَ

پھر جانکنی کے وقت انکی روحیں قبض کی گئیں اور مرنے کے بعد یہ قبروں کے حوالے کر دیئے گئے جہاں یہ ریزہ ریزہ

رُفَاتاً وَمَبْعُوثُونَ أَفْرَاداً وَمَدِينُونَ جَزَاءً وَمُمَيَّزُونَ

ہو گئے پھر انھیں انکی قبروں سے تنہا اٹھایا گیا اسکے بعد انھیں انکے اعمال کی جزا دی گئی اور یہ حساب کیلئے الگ الگ کر دیے گئے

حِسَاباً قَدْ أُمْهِلُوا فِي طَلَبِ الْمَخْرَجِ وَهُدُوا سَبِيلَ

انھیں اپنے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے کی مہلت دی گئی تھی سیدھی شاہراہ کا نشان بتا دیا گیا تھا

الْمَنْهَجِ وَعُمِّرُوا مَهَلَ الْمُسْتَعْتِبِ وَكُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ

اور راضی کرنے کیلئے جتنی مہلت چاہیے ہے اتنی مدت تک انھیں زندہ رکھا گیا شبہوں کے پردے انکے سامنے

الرِّيَبِ وَخُلُّوا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ وَرَوِيَّةِ الْارْتِيَادِ وَأَنَاةِ

سے ہٹا دئے گئے اور انکو سرکش نفوس کی ریاضت تلاش عمل کی فکر اور تجلی حق کے خواہشمند طالب کی طرح

الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ وَمُضْطَرَبِ الْمَهَلِ

غور و خوض کرنے کیلئے اجل کی مدت نیز محل مہلت کی بیقراری میں تادیر چھوڑ دیا گیا تھا

فَيَا لَهَا أَمْثَالاً صَائِبَةً وَمَوَاعِظَ شَافِيَةً لَوْ صَادَفَتْ قُلُوباً

یہ کتنے درست اور سچے عبرت کے افسانے اور شفا بخش موعظے ہیں کاش (ان کو) پاکیزہ

زَاكِيَةً وَأَسْمَاعاً وَاعِيَةً وَآرَاءً عَازِمَةً وَأَلْبَاباً حَازِمَةً فَاتَّقُوا

دل یاد رکھنے والے کان پختہ عزم رائیں اور تیز عقلیں پاتیں (بندگان خدا) دیکھو خدا سے

تَقِيَّةَ مَنْ سَمِعَ فَخَشَعَ وَاقْتَرَفَ فَاعْتَرَفَ وَوَجِلَ فَعَمِلَ

اس شخص کے مانند ڈرو جس نے نصیحت کی باتیں سنکر دل جھکا لیا ہو گناہ کرنے کے بعد اسکا اعتراف کر لیا ہو خدا سے ڈر کر نیک کام

وَحَاذَرَ فَبَادَرَ وَأَيْقَنَ فَأَحْسَنَ وَعُبِّرَ فَاعْتَبَرَ وَحُذِّرَ

کئے ہوں جسنے عذاب خدا سے خوف زدہ ہوکر تو پیکار پیشقدمی کی ہو قیامت پر ایمان لاکر اچھے کام کئے ہوں عبرت کی چیزیں دیکھ کر نصیحت حاصل کی ہو خدا کے ڈرانے سے

فَازْدَجَرَ وَأَجَابَ فَأَنَابَ وَرَجَعَ فَتَابَ وَاقْتَدَى فَاحْتَذَى

ڈر گیا ہو حق کی آواز پر لبیک کہکر اسکی طرف رجوع اور پھر رجوع کے بعد توبہ کر لی ہو ائمہ حق کی پیروی کی ہو انکے قدم بقدم چلا ہو حق اسے

وَأُرِيَ فَرَأَى فَأَسْرَعَ طَالِباً وَنَجَا هَارِباً فَأَفَادَ ذَخِيرَةً

دکھایا گیا ہو تو اسنے اسے دیکھ لیا ہو اور اسکا طالب بنکر تیز رفتاری کیساتھ قدم اٹھائے ہوں گناہوں سے بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو جسنے آخرت کے توشے

لہ مطلب یہ ہے کہ نیک کام کرکے خدا کو راضی کرنے کے لئے جتنی مدت درکار تھی اور اس کیلئے جتنی عمر کی ضرورت تھی اتنی عمر انھیں عطا کی گئی اب سراسر انھیں کا قصور ہے کہ انھوں نے اعمال صالحہ کرکے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کیوں نہ کی ۱۲

وَطَابَ سَرِيرَةً وَعَمَّرَ مَعَاداً وَاسْتَظْهَرَ زَاداً لِيَوْمِ رَحِيلِهِ
دل کو پاکیزہ بنا دیا اور آخرت کا گھر آباد کر دیا ہو۔ اور اپنے انتقال کے دن راستہ کے انتظام اپنی احتیاج کی حالت

وَوَجْهِ سَبِيلِهِ وَحَالِ حَاجَتِهِ وَمَوْطِنِ فَاقَتِهِ وَقَدَّمَ
اور فقیری کی منزل کے پیش نظر آخرت کے زاد راہ سے اپنی پشت کو گرانبار کر کے اپنے جانے سے پہلے

أَمَامَهُ لِدَارِ مُقَامِهِ فَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ جِهَةَ مَا خَلَقَكُمْ
اپنے دائمی سکونت کے مکان کی طرف روانہ کر دیا ہو۔ بندگان خدا اللہ نے جس کام کیلئے تمھیں بنایا ہے اسکی وجہ کو اس سے ڈرو

لَهُ وَاحْذَرُوا مِنْهُ كُنْهَ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَاسْتَحِقُّوا
اور اس نے تمھیں اپنی ذات کے متعلق جسقدر خوف دلایا ہے اتنا اس سے خوف کرو اور اس کے وعدہ کی سچائی

مِنْهُ مَا أَعَدَّ لَكُمْ بِالتَّنَجُّزِ لِصِدْقِ مِيعَادِهِ وَالْحَذَرِ
کو جلد پورا کر کے اور اس کے روز قیامت کے ہول سے ڈر کر اس اخروی اجر و ثواب کے

مِنْ هَوْلِ مَعَادِهِ مِنْهَا جَعَلَ لَكُمْ أَسْمَاعاً لِتَعِيَ مَا
مستحق بنو جو اس نے تمھارے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ اسی خطبہ کا ایک حصہ اس نے تمھارے لئے کان قرار دیئے تاکہ وہ اپنے فائدہ کی باتوں کو محفوظ رکھیں اور

عَنَاهَا وَأَبْصَاراً لِتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا وَأَشْلَاءً جَامِعَةً
آنکھیں مرحمت فرمائیں کہ وہ اپنے نور سے اپنی شبکوری کو دور کر سکیں اور تمھارے جسموں کو جو عمر کی مدتوں کی شکلوں کی

لِأَعْضَائِهَا مُلَائِمَةً لِأَحْنَائِهَا فِي تَرْكِيبِ صُوَرِهَا وَمُدَدِ
خاص ترکیبوں میں اپنے جوڑوں کے ساتھ مناسب رکھنے والے اعضاء کے جامع ہیں ایسی چیزوں سے مرکب قرار دیا ہے یعنی ان بدنوں

عُمُرِهَا بِأَبْدَانٍ قَائِمَةٍ بِأَرْفَاقِهَا وَقُلُوبٍ رَائِدَةٍ لِأَرْزَاقِهَا
سے جو اپنے منافع کیساتھ قائم ہیں اور ان دلوں سے جو کہ اسکی نعمتوں کو عظیم بنانے والے عطیوں اسکے احسانات کو لازم کر دینے والے موادِ عافیت کی حفاظت

فِي مُجَلِّلَاتِ نِعَمِهِ وَمُوجِبَاتِ مِنَنِهِ وَحَوَاجِزِ عَافِيَتِهِ
کرنے والے پردوں میں اپنے روحانی رزق کی تلاش کرنے والے ہیں

وَقَدَّرَ لَكُمْ أَعْمَاراً سَتَرَهَا عَنْكُمْ وَخَلَّفَ لَكُمْ عِبَراً
اس نے تمھارے لئے عمریں معین کیں جنھیں تمھاری نگاہوں سے چھپا دیا اور ان لوگوں کے آثار کو تمھارے لئے عبرتوں کی شکل

مِنْ آثَارِ الْمَاضِينَ قَبْلَكُمْ مِنْ مُسْتَمْتَعِ خَلَاقِهِمْ وَ
میں چھوڑ دیا جو اپنے مقدر سے بہرہ یاب ہونگی منزل اور اپنی رسن گلو کے کشادہ ہونے کی جگہ (دنیا) سے

مُسْتَفْسَحِ خَنَاقِهِمْ أَرْهَقَتْهُمُ الْمَنَايَا دُونَ الْآمَالِ وَ
تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنکو تمناؤں تک پہونچنے سے قبل موت نے جھپٹ کر پکڑ لیا اور

وَشَذَّبَهُمْ عَنْهَا تَخَرُّمُ الْآجَالِ لَمْ يَمْهَدُوا فِي سَلَامَةِ الْأَبْدَانِ
انکی مدتوں کے قطع ہو جانے نے انکو تمناؤں کے سامنے سے پراگندہ کر دیا انھوں نے بدنوں کی سلامتی کے زمانہ میں عمل کے ذخیرے

---

ك١ [illegible] کو جس کام کیلئے پیدا کیا ہے اسکی وجہ سے ڈرو۔ یعنی جس غرض و غایت کیلئے تمھاری خلقت ہوئی ہے کیونکہ تم اسکی عبادت کیلئے پیدا ہوئے ہو جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں نے جن و انس کو صرف عبادت کے لئے خلق کیا ہے تو تمھاری خلقت جس جہت اور جس غرض کی تابع ہے صرف اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکی پرستش کرو۔ ١٢

ك٢ علامہ فتح اللہ کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ جملہ کچھ محذوفات پر مشتمل ہے جنکی بنا پر تقدیر جملہ یہ ہوگی کہ لتجلو عن نورها عشاها یعنی اس نے نگاہیں خلق فرمائیں تاکہ ان کے اندر ودیعت کئے ہوئے نور سے انکی نابینائی زائل ہو جائے۔ ١٢

وَلَمْ يَعْتَبِرُوا فِي أُنُفِ الْأَوَانِ فَهَلْ يَنْتَظِرُ أَهْلُ بَضَاضَةِ

اور انھوں نے عمر کی ابتدائی ساعتوں میں عبرت نہ لی کیا بھرپور شباب کے مالک

الشَّبَابِ إِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ وَأَهْلُ غَضَارَةِ الصِّحَّةِ إِلَّا نَوَازِلَ

بڑھاپے کی کمر جھکا دینے والی کمزوریوں اور ترو تازہ صحت رکھنے والے نازل ہونے والی بیماریوں

السَّقَمِ وَأَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَاءِ إِلَّا آوِنَةَ الْفَنَاءِ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ

اور مدت حیات زندگانی موت کی ساعتوں کے علاوہ اور کسی چیز کا بھی انتظار کر رہے ہیں جبکہ رحلت کا وقت نزدیک

وَأُزُوفِ الْانْتِقَالِ وَعَلَزِ الْقَلَقِ وَأَلَمِ الْمَضَضِ وَغُصَصِ

انتقال کی گھڑی قریب، قلق کی اضطراب سوز دردوں کے رنج و غم، لعاب دہن کے گلوگیر ہونے اور پھندہ ڈالنے والے

الْجَرَضِ وَتَلَفُّتِ الْاسْتِغَاثَةِ بِنُصْرَةِ الْحَفَدَةِ وَالْأَقْرِبَاءِ

گلوگیر ... اولاد و اقربا عزیز و احباب سے اعانت کی فریاد کرنے کے لئے متوجہ

وَالْأَعِزَّةِ وَالْقُرَنَاءِ فَهَلْ دَفَعَتِ الْأَقَارِبُ أَوْ نَفَعَتِ

ہونے کا زمانہ آ پہنچا ہے کیا قرابتداروں نے بلاؤں کو دفع کیا اور فریاد کرنے والوں نے

النَّوَاحِبُ وَقَدْ غُودِرَ فِي مَحَلَّةِ الْأَمْوَاتِ رَهِيناً وَفِي

اس وقت کوئی فائدہ پہنچایا جب اسے مردوں کی منزل میں سپرد کیا گیا اور تنگ خوابگاہ قبر میں تنہا چھوڑ دیا گیا

ضِيقِ الْمَضْجَعِ وَحِيداً قَدْ هَتَكَتِ الْهَوَامُّ جِلْدَتَهُ وَ

قبر کے کیڑوں مکوڑوں نے اس کی کھال کو چیر کر رکھ دی

أَبْلَتِ النَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ وَعَفَتِ الْعَوَاصِفُ آثَارَهُ

کمزور و بوسیدہ بنا دینے والی حالتوں نے اس کی تازگی کو کہنہ اور تیز آندھیوں نے اس کے آثار کو ناپید بنا دیا اور حوادث

وَمَحَا الْحَدَثَانُ مَعَالِمَهُ وَصَارَتِ الْأَجْسَادُ شَحِبَةً بَعْدَ

نے اس کے یادگاروں کو مٹا دیا ان کے جسم اپنی قوت و طاقت کے بعد کمزور

بَضَّتِهَا وَالْعِظَامُ نَخِرَةً بَعْدَ قُوَّتِهَا وَالْأَرْوَاحُ مُرْتَهَنَةً

ہڈیاں اپنی مضبوطی و استحکام کے بعد بوسیدہ ہو گئیں اور روحیں اپنے بوجھوں کے

بِثِقَلِ أَعْبَائِهَا مُوقِنَةً بِغَيْبِ أَنْبَائِهَا لَا تُسْتَزَادُ مِنْ

بار میں جکڑی ہوئی اپنے غیب کی خبروں پر ایمان لے آئیں (مگر) جبکہ اب نہ ان کے نیک کاموں میں اضافہ

صَالِحِ عَمَلِهَا وَلَا تُسْتَعْتَبُ مِنْ سَيِّءِ زَلَلِهَا أَوَلَسْتُمْ

ہو سکتا ہے اور نہ برے کاموں سے توبہ کی جا سکتی ہے۔ کیا تم ان فنا ہو جانے والے لوگوں کے

أَبْنَاءَ الْقَوْمِ وَالْآبَاءَ وَإِخْوَانَهُمْ وَالْأَقْرِبَاءَ تَحْتَذُونَ

اولاد، باپ دادا، بھائی بند اور قریبی رشتہ دار نہیں ہو۔ بیشک تم انھیں کی مثالوں کی پیروی کر رہے

له اس جملہ کو قرآن مجید کے اس ... وان یستعتبوا فما هم من المعتبین ... [illegible]

أَمْثِلَتِهِمْ وَتَرْكَبُونَ قِدَّتَهُمْ وَتَطَاؤُونَ جَادَّتَهُمْ فَالْقُلُوبُ

انہیں کے طریقوں کی پیروی کر رہے ہو اور انہیں کی شاہراہ پر گامزن ہو۔ تمہارے دل اپنے حصوں کی طرف سے

قَاسِيَةٌ عَنْ حَظِّهَا لَاهِيَةٌ عَنْ رُشْدِهَا سَالِكَةٌ فِي غَيْرِ

سخت، اپنی رستگاری سے غافل اور اپنے غیر مفید میدانوں میں (یوں) راہ پیمائی کر رہے ہیں

مِضْمَارِهَا كَأَنَّ الْمَعْنِيَّ سِوَاهَا وَكَأَنَّ الرُّشْدَ فِي إِحْرَازِ

جیسے کہ (الٰہی احکام کے مخاطب) یہ نہیں اور گویا اپنی دنیا کے جمع کرنے ہی میں ان کی رستگاری ہے

دُنْيَاهَا وَاعْلَمُوا أَنَّ مَجَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ[1] وَمَزَالِقِ دَحْضِهِ

(اے مردم) جان رکھو کہ تمہیں صراط کے پل پر اس کے لغزش کے مقامات

وَأَهَاوِيلِ زَلَلِهِ وَتَارَاتِ أَهْوَالِهِ فَاتَّقُوا اللهَ تَقِيَّةَ ذِي

ٹھوکر کھانے کے خطروں اور متواتر خوفوں پر سے گزرنا ہے تو خدا سے اس صاحب عقل

لُبٍّ شَغَلَ التَّفَكُّرُ قَلْبَهُ وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَدَنَهُ وَأَسْهَرَ

انسان کی طرح ڈرو جس کے دل کو فکر انجام نے مشغول بنا رکھا ہو جسکے بدن کو خوف خدا نے لاغر

التَّهَجُّدُ غِرَارَ نَوْمِهِ وَأَظْمَأَ الرَّجَاءُ هَوَاجِرَ يَوْمِهِ[2] وَظَلَفَ

اور (رات کی) عبادت نے اس کی تھوڑی سی نیند کو بھی بیدار کر دیا ہو جسکے تپتے ہوئے دن کو امیدواری ثواب نے پیاسا (روزہ دار) بنا دیا ہو جس کی

الزُّهْدُ شَهَوَاتِهِ وَأَوْجَفَ[3] الذِّكْرُ بِلِسَانِهِ وَقَدَّمَ الْخَوْفَ

نفسانی خواہشوں کو زہد نے روک دیا ہو اور ذکر خدا نے جسکی زبان کو خشک کر دیا ہو جس نے خوف کو اپنے بچاؤ کے لیے

لِأَمَانِهِ وَتَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَضَحِ السَّبِيلِ وَسَلَكَ

پیش پیش رکھا ہو جو روشن شاہراہ ہدایت سے ہٹے ہوئے راستوں سے کنارہ کش ہو کر منزل مطلوب

أَقْصَدَ الْمَسَالِكِ إِلَى النَّهْجِ الْمَطْلُوبِ وَلَمْ تَفْتِلْهُ فَاتِلَاتُ

تک پہنچانے والے سب سے زیادہ سیدھے راستہ کا سالک بن گیا ہو جسکو مکر و فریب کے موانع نے عمل خیر سے

الْغُرُورِ وَلَمْ تَعْمَ عَلَيْهِ مُشْتَبِهَاتُ الْأُمُورِ ظَافِرًا بِفَرْحَةِ

روکا نہ ہو مشتبہ باتیں اس پر پوشیدہ نہ رہی ہوں جس نے اپنی محفوظ ترین دن نیز آسودہ ترین نیند

الْبُشْرَى[4] وَرَاحَةِ النُّعْمَى فِي أَنْعَمِ نَوْمِهِ وَآمَنِ يَوْمِهِ

میں اخروی نعمتوں کی آسائش اور بشارت نجات کی خوشی حاصل کر لی ہو دنیا کی گذرگاہ کو جس نے پسندیدہ

قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيدًا وَقَدَّمَ زَادَ الْآجِلَةِ

صفات بنکر طے کر لیا ہو۔ اور خوش نصیب ہونے کی حالت میں جس نے آخرت کیلئے عمل صالح کا توشہ پہلے سے بھیج دیا ہو

سَعِيدًا وَبَادَرَ مِنْ وَجَلٍ وَأَكْمَشَ فِي مَهَلٍ وَرَغِبَ

عذاب سے خوفزدہ ہو کر جسنے نیک کام کرنے میں تعجیل کی ہو۔ زندگی کے ایام مہلت میں بہت تیزی کے ساتھ آخرت کے کام کرتے ہوں تا بل

[1] امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ صراط دو صورت کی نہیں بلکہ دو ہیں ایک صراط دنیا دوسرے صراط آخرت صراط دنیا سے مراد وہ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں اور صراط آخرت سے مراد وہ پل ہے جو جہنم پر نصب ہوگا جس پر سے قیامت کے روز ہر شخص کیلئے جنت تک پہونچنے کیلئے گزرنا ضروری ہے جو شخص دنیاوی زندگی میں نیک کردار اور پابند احکام الٰہیہ رہا ہو اور نواہی سے پرہیز کیا ہے جس کے عقائد درست اور نظریات صحیح ہیں اس نے صراط دنیا کو کامیابی کے ساتھ طے کر لیا ہے اور اب اس کیلئے آخرت کو طے کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ گویا دنیا کی زندگی ہی صراط ہے جسکو خدائی احکام کی اطاعت و فرمانبرداری میں سر کر کے صراط کو طے کر لیتا ہے۔ ۱۲

[2] یہ کنایہ ہے اس امر سے کہ اس شخص نے بکثرت روزے رکھے ہیں۔ ۱۲

[3] نہج البلاغہ کے بعض نسخوں میں یہ لفظ راے مہملہ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے اگر اسکو اس طرح پڑھا جائے تو اسکے معنے یہ ہوں گے کہ ذکر خدا نے اس کی زبان کو اس طرح متحرک بنا دیا ہے کہ وہ کسی وقت بھی ساکن نہیں رہتی۔ ۱۲

[4] اس بشارت سے حضرت نے اس بشارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو فرشتوں کی زبانی ارباب ایمان و ایقان تک پہونچے گی اور جس کی جانب قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے کہ بشراکم الیوم جنات تجری من تحتها الانهار یعنی ارباب ایمان تمہیں آج کے دن وہ جنتیں مبارک ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ۱۲

فِي طَلَبِهِ وَذَهَبَ عَنْ هَرَبِهِ وَرَاقَبَ فِي يَوْمِهِ غَدَهُ وَنَظَ

اور جس چیز سے گریز کرنا مناسب تھا اس سے گریز کیا ہو آج ہی کے دن (دنیا) میں کل (آخرت) کے دن کا دھیان رکھا ہو اور اپنے گزشتہ ...

قَدَمًا أَمَامَهُ فَكَفَى بِالْجَنَّةِ ثَوَابًا وَنَوَالًا وَكَفَى بِالنَّا

طرح نظر رکھا ہو کیونکہ بخشش و اجر کے لحاظ سے جنت و عقوبت کے اعتبار ...

عِقَابًا وَوَبَالًا وَكَفَى بِاللهِ مُنْتَقِمًا وَنَصِيرًا وَكَفَى بِالْكِتَابِ

جہنم اور منتقم و مددگار ہونے کی حیثیت سے اللہ اور حجت پیش کرنے والے مخالف کی حیثیت سے

حَجِيجًا وَخَصِيمًا أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي أَعْذَرَ

کتاب خدا بس کافی ہے۔ بندگان خدا میں تمہیں اس اللہ سے پرہیزگاری کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے عواقب سے خوفزدہ بنا کر عذر کی

بِمَا أَنْذَرَ وَاحْتَجَّ بِمَا نَهَجَ وَحَذَّرَكُمْ عَدُوًّا نَفَذَ فِي

سے عذر کی گنجائش سلب کر لی اور واضح حجتیں قائم کر دیں اور تمہیں اس دشمن سے خوفزدہ بنا دیا جو پوشیدہ طریقہ پر سینوں میں

الصُّدُورِ خَفِيًّا وَنَفَثَ فِي الْآذَانِ نَجِيًّا فَأَضَلَّ وَأَرْدَى

پہنچتا اور کانوں میں گراہی کی باتیں پھونک کر گمراہ اور ہلاک کرتا رہتا (بھی) ہے

وَوَعَدَ فَمَنَّى وَزَيَّنَ سَيِّئَاتِ الْجَرَائِمِ وَهَوَّنَ مُوبِقَاتِ

جس نے تم سے وعدے کر کے فریب تمنا میں جتلا کیا گناہوں کی برائیوں کو آراستہ کر کے اور بڑے بڑے مہلک

الْعَظَائِمِ حَتَّى إِذَا اسْتَدْرَجَ قَرِينَتَهُ وَاسْتَغْلَقَ

گناہوں کو سبک بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ جب ... اپنے ہمنشین نفس کو دھیرے دھیرے بلند منزل سے اتار کر اپنے قریب ...

رَهِينَتَهُ أَنْكَرَ مَا زَيَّنَ وَاسْتَعْظَمَ مَا هَوَّنَ

جکڑ لیتا ہے تو اپنے سجھائے ہوئے ... جن چیزوں کو آراستہ کر کے پیش کر چکا تھا ان کا منکر ہو گیا اور جن کو سبک ظاہر کر چکا تھا انکو بڑا سمجھنے لگا

وَحَذَّرَ مَا أَمَّنَ

اور جن خطروں سے بے خوف بنا چکا تھا انہیں سے خوف دلانے لگا

مِنْهَا فِي صِفَةِ خَلْقِ الْإِنْسَانِ

اس خطبہ کا ایک حصہ جس میں انسانی خلقت پر روشنی ڈالی گئی ہے

أَمْ هٰذَا الَّذِي أَنْشَأَهُ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ وَشُغُفِ

کیا وہی انسان ہے جسکو پروردگار عالم نے رحموں کی تاریکیوں اور مشیمہ کے پردوں کے غلافوں میں

الْأَسْتَارِ نُطْفَةً دِهَاقًا وَعَلَقَةً مِحَاقًا وَجَنِينًا وَرَاضِعًا

... نطفہ کی شکل میں پیدا فرمایا ... پھر جنین بنایا ... شیر خوار بچہ ...

وَوَلِيدًا وَيَافِعًا ثُمَّ مَنَحَهُ قَلْبًا حَافِظًا وَلِسَانًا لَافِظًا

ابھرنے کے بعد ... شیر خوار گی کی منزل ... نوخیز

... یاد رکھنے والا دل اور بولنے والی زبان عطا کی ...

لے یہاں طلب سے مراد مطلوب ہے یعنے اس شخص نے اس چیز کو طلب کیا کہ طرف رجوع کی جو طلب کرنے کی مستحق ہیں
قدما امامہ اس جملہ کا مطلب ہے ...
... اس کے سامنے جو اعمال گذر چکے ہیں ان پر نگاہ رکھو۔۱۲
ے اس مقام پر ...
... سے خوفزدہ کرکے عذر کرنے والوں کے لئے عذر کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی ہے۔۱۲
ے شغف ... پردہ ...

لِيَفْهَمَ مُعْتَبِرًا وَيُقْصِرَ مُزْدَجِرًا حَتّٰى إِذَا قَامَ اعْتِدَالُهٗ وَاسْتَوٰى

عبرت لینے والا بنکر اپنے امور کو سمجھے اور اپنے نفس کو ناشائستہ امور سے زجر و توبیخ کر کے گناہ سے باز رہے مگر افسوس جب اسکا اعتدال قائم اور اسکا

مِثَالُهٗ نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا وَخَبَطَ دَهْرًا مُتَمَادِيًا فِي غَرْبِ هَوَاهُ كَادِحًا

پیکر درست ہو گیا تو یہ سرکش بنکر اطاعت حق سے گریزاں کھیل کود میں پڑ کر سرگشتہ و حیران اپنی خواہشوں کے بڑے بڑے ڈولوں میں بھر بھر کر پانی

سَعْيًا لِدُنْيَاهُ فِي لَذَّاتِ طَرَبِهٖ وَبَدَوَاتِ[1] أَرَبِهٖ لَا يَحْتَسِبُ

کھینچنے والا اور (شریعت کی قید و بند سے آزاد) اپنے نفسانی نشاط کی لذتوں و مرغوب حاجتوں میں مبتلا ہو کر حصول دنیا کیلئے سرگرم کوشش کرنیوالا بن گیا

رَزِيَّةً وَلَا يَخْشَعُ تَقِيَّةً فَمَاتَ فِي فِتْنَتِهٖ غَرِيرًا وَعَاشَ فِي

اب نہ یہ کسی مصیبت کے وارد ہونے کا گمان کرتا نہ خوف خدا سے لرزہ براندام ہوتا ہے بالآخر اپنی گمراہی سے فریب خوردہ ہونیکی حالت میں اسے

هَفْوَتِهٖ يَسِيرًا لَمْ يُفِدْ[2] عِوَضًا وَلَمْ يَقْضِ مُفْتَرَضًا دَهَمَتْهُ

موت آگئی اور اسنے اپنی تھوڑی سی عمر کو خطا کاری میں اس طرح بسر کر دیا کہ نہ ثواب کو حاصل کیا نہ فرض کی انجام دہی کی تا اینکہ عیش و نشاط کی راہ

فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِي غُبَّرِ جِمَاحِهٖ وَسَنَنِ مِرَاحِهٖ فَظَلَّ سَادِرًا

اور سرکشی کی باقی ماندہ مدت میں موت اچانک اس پر وارد ہو گئی جس سے یہ حیران ہو گیا اور رنج و غم کی

وَبَاتَ سَاهِرًا فِي غَمَرَاتِ الْآلَامِ وَطَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ

شدتوں دردوں اور بیماریوں کے شب آیند مہمانوں کے جھرمٹ میں حقیقی بھائی اور بیتابی کے

وَالْأَسْقَامِ بَيْنَ أَخٍ شَقِيقٍ وَدَاعِيَةٍ بِالْوَيْلِ جَزَعًا وَ

ساتھ ہائے کہکر چیخنے والی اور شدت غم سے سینہ کوبی کرنے والی ماں کے درمیان

لَادِمَةٍ لِلصَّدْرِ قَلَقًا وَالْمَرْءُ فِي سَكْرَةٍ مُلْهِيَةٍ وَغَمْرَةٍ

اسنے جاگ کر رات گذار دی یہ (وہی غافل) انسان رہے جو بیہوش کر دینے والی جانکنی شدید ترین تکلیف

كَارِثَةٍ وَأَنَّةٍ مُوجِعَةٍ وَجَذْبَةٍ مُكْرِبَةٍ وَسَوْقَةٍ مُتْعِبَةٍ

رنجیدہ کرنیوالی فریاد تکلیف دہ روح کے کھنچاؤ اور تعب رساں نزع روح کے عالم میں مبتلا ہے

ثُمَّ أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهٖ مُبْلِسًا وَجُذِبَ مُنْقَادًا سَلِسًا ثُمَّ

پھر رحمت خدا سے ناامید ہونیکی حالت میں کفن میں لپیٹا گیا اور جبکہ یہ گردن ڈالے ہوئے تھا آسانی کیساتھ اسے کھینچا گیا

أُلْقِيَ عَلَى الْأَعْوَادِ رَجِيعَ وَصَبٍ وَنِضْوَ سَقَمٍ تَحْمِلُهٗ حَفَدَةُ

پھر اسے تابوت کی لکڑیوں پر اس عالم میں ڈالدیا گیا کہ متواتر سفر کرنیوالے تھکے ہوئے و بیماری کی وجہ سے لاغر ہو جانیوالے اونٹ کیطرح (رہ گیا تھا) بیٹے پوتے

الْوِلْدَانِ وَحَشَدَةُ الْإِخْوَانِ إِلٰى دَارِ غُرْبَتِهٖ وَمُنْقَطَعِ

اسے اسکی امداد و اعانت کرنے والی اولاد اور اکٹھا ہونیوالے بھائی بند (تابوت بر دوش) اٹھا کر غربت کے گھر اور ملاقات کے قطع ہونیکی جگہ (قبر) کی طرف لے

زَوْرَتِهٖ حَتّٰى إِذَا انْصَرَفَ الْمُشَيِّعُ وَرَجَعَ الْمُتَفَجِّعُ أُقْعِدَ

جارہے ہیں یہاں تک کہ جب مشایعت کرنیوالے (دفن کر کے) واپس آگئے اور رنج کرنیوالے قبرستان سے لوٹ آئے تو اسے

---

[1] بدوات بداۃ کی جمع ہے جس کے معنی ظاہر شدہ خیال کے ہیں اس اعتبار سے اس جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شریعت کی قید و بند سے بالکل آزاد ہو کر اپنے ظاہر شدہ پسندیدہ خیالات کی راہ پر گامزن ہو جانے والا ہے۔ ۱۲

[2] اس مقام پر یفد بمعنی یستفید ہے یعنی اس نے حاصل نہیں کیا ان چیزوں کو جو ثواب کے دائرہ میں داخل نہیں طوارق شب آیند ۱۲

فِي حُفْرَتِهِ نَجِيًّا لِبَهْتَةِ السُّؤَالِ وَعَثْرَةِ الْاِمْتِحَانِ

قبر میں اکیلا ایسی حالت میں چھوڑا گیا کہ یہ امتحان کی ٹھوکر اور سوال منکر نکیر کی حیرانگی جو سے بہت امتحان آمیز ساکت

وَأَعْظَمُ مَا هُنَالِكَ بَلِيَّةً نُزُولُ الْحَمِيمِ وَتَصْلِيَةُ الْجَحِيمِ

اور وہاں سب سے بڑی مصیبت کھولتے ہوئے پانی کا آنا آتش جہنم کی

وَفَوْرَاتُ السَّعِيرِ وَسَوْرَاتُ الزَّفِيرِ لَا فَتْرَةٌ مُرِيحَةٌ وَلَا

بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹیں شعلوں کے جوش و خروش کی شدتیں نہ ایسا ذرا راحت دینے والا سکون نہ تکلیف

دَعَةٌ مُزِيحَةٌ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ وَلَا مَوْتَةٌ نَاجِزَةٌ وَلَا

دور کرنیوالا آرام نہ عذاب کو روکنے والی طاقت نہ کوئی دوسری آنے والی موت

سِنَةٌ مُسَلِّيَةٌ بَيْنَ أَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ[۱] وَعَذَابِ السَّاعَاتِ

نہ گھڑی گھڑی کے عذابوں اور ہزاروں موتوں کے بیچ میں غم کو بھلانیوالی ہلکی سی نیند

إِنَّا بِاللّٰهِ عَائِذُونَ

ہم بس خدا ہی سے پناہ مانگتے ہیں

عِبَادَ اللّٰهِ أَيْنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَنَعِمُوا وَعُلِّمُوا فَفَهِمُوا[۲]

بندگان خدا وہ لوگ آج کہاں ہیں جنہیں طولانی عمریں دی گئیں اور انھوں نے عیش میں زندگی بسر کی جنہیں احکام الٰہی کی تعلیم دی گئی اور

وَأُنْظِرُوا فَلَهَوْا وَسُلِّمُوا فَنَسُوا أُمْهِلُوا طَوِيلًا وَمُنِحُوا

انھیں وہ خوب سمجھے (مگر اس پر عمل پیرا نہ ہوئے) جنہیں مہلت دی گئی مگر انھوں نے غفلت برتی اور صحت و سلامتی عنایت کی گئی مگر وہ اسے بھول گئے

جَمِيلًا وَحُذِّرُوا أَلِيمًا وَوُعِدُوا جَسِيمًا احْذَرُوا الذُّنُوبَ

انھیں عرصہ دراز تک ڈھیل دی گئی عمدہ نعمتیں عطا کی گئیں

الْمُوَرِّطَةَ وَالْعُيُوبَ الْمُسْخِطَةَ

دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ان سے اجر عظیم کے وعدے کئے گئے (انکے انجام سے عبرت حاصل کرکے) ہلاک کرنے والے

أُولِي الْأَبْصَارِ وَالْأَسْمَاعِ وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ هَلْ مِنْ

گناہوں سے اور خدا کو ناراض کرنے والے عیبوں سے ڈرو اے آنکھ

مَنَاصٍ أَوْ خَلَاصٍ أَوْ مَعَاذٍ أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَارٍ أَمْ

کان والو صحت و سلامتی مال و متاع (رکھنے) والے انسانو بتاؤ کوئی بچنے کی راہ یا چھٹکارا حاصل کرنے یا پناہ لینے یا آڑ لینے یا بھاگنے یا پلٹ

لَا فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ[۳] أَمْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ أَمْ بِمَاذَا

جانے کی جگہ ہے بھی یا نہیں اور وہ یقیناً نہیں ہے تو پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو یا کدھر پھرے جاتے ہو یا کس دھوکے

تَغْتَرُّونَ وَإِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ذَاتِ الطُّوْلِ

میں پڑے ہوئے ہو دیکھو اس لمبی چوڑی زمین میں تم میں سے ہر شخص کا حصہ اس کے

[۱] چونکہ آخرت کا ہر عذاب اپنی شدت اور تکلیف کے لحاظ سے موت کے برابر ہے اور وہاں عذاب متعدد قسم کے ہونگے اس لئے موت کے لئے جمع کا لفظ استعمال کیا گیا۔ ۱۲

[۲] مطلب یہ ہے کہ وہ نا سمجھ نہ تھے سمجھدار تھے اور انھوں نے احکام کا منشا اچھی طرح سمجھنے کے بعد بھی اس پر عمل نہ کیا۔ ۱۲

[۳] شیخ محمد عبدہ نے اپنی شرح میں تحریر کیا ہے کہ انی متقلبون کہاں لوٹے جاتے ہو۔ ۱۲

وَالْعَرْضِ وَقِيدُ قَدِّهِ مُتَعَفِّراً عَلٰى خَدِّهِ اَلْاٰنَ عِبَادَ اللّٰهِ

قامت کے بقدر رہ گیا ہے جہاں وہ اپنے رخسارے کے بل خاک آلودہ پڑا ہوگا۔ بندگان خدا اس وقت جبکہ

وَالْخِنَاقُ مُهْمَلٌ وَالرُّوحُ مُرْسَلٌ فِي فَيْنَةِ[1] الْاِرْتِيَادِ

(گلا گھونٹنے والی) رسی ڈھیلی ہوئی ہے اور روح (موت کے پھندے سے) آزاد ہے تم کو جستجو کرنیکی گھڑی ساعت

وَرَاحَةِ الْاَجْسَادِ وَبَاحَةِ الْاِحْتِشَادِ وَمَهَلِ الْبَقِيَّةِ

جسموں کی راحت (باہمی امداد کیلئے) اکٹھے ہو جانیکے ممکن بقیہ دور زندگانی کی مہلت

وَاُنُفِ الْمَشِيَّةِ وَاِنْظَارِ التَّوْبَةِ وَانْفِسَاحِ الْحَوْبَةِ قَبْلَ

اختیار (کی ابتدا) توبہ کی مہلت (اور) حاجت کی کشادگی کے عالم میں پریشان حالی اور مکان

الضَّنْكِ وَالْمَضِيقِ وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوقِ وَقَبْلَ قُدُومِ الْغَائِبِ

تنگ، خوف و اضمحلال نیز انتظار کی جانے والی غائب موت کے آنے

الْمُنْتَظَرِ وَاَخْذَةِ الْعَزِيزِ الْمُقْتَدِرِ

اور خدائے غالب و توانا کے گرفت سے پہلے عمل کرلو

وفی الخبر انه لما خطب بهذه الخطبة اقشعرت لها

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو لوگوں کے جسم کانپنے لگے

الجلود وبكت العيون ورجفت القلوب ومن الناس

آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل کانپ اٹھے اور بعض لوگوں نے

من يسمى هذه الخطبة الغراء

اس خطبہ کا نام خطبہ غراء رکھا ہے

# خطبہ ۸۴

اس میں حضرت عمرو عاص کا تذکرہ فرمایا ہے

عَجَباً لِابْنِ النَّابِغَةِ[2] يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً

تعجب ہوتا ہے نابغہ کے فرزند (عمرو عاص) سے کہ وہ اہل شام سے کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مزاح کی عادت ہے

وَاَنِّي امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ اُعَافِسُ وَاُمَارِسُ لَقَدْ قَالَ بَاطِلاً

میں بہت مزاح کرنے والا انسان ہوں اور یہ کہ میں کھیل کود کرتا ہوں۔ اس نے باطل غلط کہا

وَنَطَقَ اٰثِماً اَمَا وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ اِنَّهُ لَيَقُولُ فَيَكْذِبُ

اور اس کے متعلق یہ ناز یبا باتیں کہکر گنہگار ہوا۔ دیکھو جھوٹ بہت ہی بری بات ہے مگر یہ عمرو عاص تو جو بات کہتا ہے اکثر جھوٹ سے کام لیتا ہے

[1] فینہ کے معنے وقت حالت اور ساعت کے ہیں۔ ۱۲

[2] مراد اس سے عمرو عاص ہے اسکی ماں عرب میں اپنی بدکرداریوں کے لحاظ سے شہرت رکھتی تھی اس لئے حضرت نے اسکے لئے لفظ النابغہ استعمال فرمایا اسکی طرف نسبت دیکر اسکے متعدد النسب ہونیکی جانب بھی ایک لطیف اشارہ فرمایا کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اسکی ماں نجیبہ و عورتوں میں سے تھی جس کا مختلف لوگوں سے تعلق تھا اور اسکی وجہ سے یہ طے کرنا قطعاً ناممکن ہے کہ اسکا باپ واقعاً کون تھا جب اسکی ماں نابغہ نے جس زمانہ میں وہ ابولہب امیہ بن خلف ابو سفیان عاص بن وائل کے تصرف میں رہی تھی دریافت کیا گیا کہ یہ عمرو ان میں سے کس کا فرزند ہے تو اس نے جواب دیا کہ صحیح طور پر میرے لئے بتانا مشکل ہے کہ یہ کس کے نطفہ سے ہے البتہ جس سے اسکی صورت زیادہ ملتی ہو اسی کا فرزند سمجھو چونکہ عاص سے یہ بہت زیادہ مشابہ تھا اس لئے اسی کا فرزند مان لیا گیا ابو الفداء وعقد الفرید، مستطرف ج ۱ صفحہ ۱۶۱ شرح ابن ابی الحدید ج ۲ صفحہ ۱۰۱۔ ۱۲

[3] ملا صالح کاشانی نے تحریر فرمایا ہے کہ مزاح جب حد افراط تک پہنچ جاتا ہے وہ رذائل اخلاق سے انسان کو متصف بنا دیتا ہے اور عصمت چونکہ رذائل سے کلیۃً پاک ہوتی ہے اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نسبت میری جانب باطل ہے جہانتک معتدل مزاح کا تعلق ہے اس کا کسی شخص کے اندر ہونا ہرگز عیب نہیں کیونکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے متعلق خود ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ انی لامزح ولا اقول الا حقا یعنی میں مزاح پسند ہوں مگر سوائے حق کے کچھ نہیں کہتا۔ علامہ ابن تیمیہ نے جہاں آنحضرت کی سیرت پر تبصرہ کیا ہے وہاں صاف صاف تحریر کیا ہے کہ ولقد کان مزاحا غیر اسلام بہت زیادہ مزاح کرتے تھے مگر اس سے مراد وہی معتدل مشغلہ ہے جو اہل حق مزاح ہے اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارباب سیرت نے جہاں جہاں امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے متعلق یہ تحریر کیا ہے کہ آپ بہت مزاح فرماتے تھے وہاں بھی مطلب مراد ہے کہ معتدل مزاح فرماتے تھے جو کہ سیرت نبوی میں داخل ہے۔

وَيَعِدُ فَيُخْلِفُ وَيُسْأَلُ فَيُلْحِفُ وَيُسْأَلُ فَيَبْخَلُ وَيَخُونُ

اور وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب خود سوال کرتا ہے تو مصر ہو جاتا ہے اور جب اس سے مانگا جاتا ہے تو بخل کرتا ہے عہد کرتا ہے تو اسمیں خیانت

الْعَهْدَ وَيَقْطَعُ الْإِلَّ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَأَيُّ زَاجِرٍ

ہوتا ہے قرابت قطع کرتا ہے جب لڑائی کے سامنے ہوتا ہے تو جس وقت

وَآمِرٍ هُوَ مَا لَمْ تَأْخُذِ السُّيُوفُ مَأْخَذَهَا فَإِذَا كَانَ

تلواریں اپنا کام شروع نہیں کرتیں اس وقت تک وہ لوگوں کو بہت جوش کے ساتھ حکم دیتا اور ابھارتا رہتا ہے کہ یہ کرو وہ کرو

ذَلِكَ كَانَ أَكْبَرُ مَكِيدَتِهِ أَنْ يَمْنَحَ الْقَوْمَ سُبَّتَهُ

مگر جب شمشیریں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں تو اس کا سب سے بڑا جنگی چال یہی ہوتی ہے کہ اپنی مقابل فوج کو اپنا سرین عطا کرے

أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَيَمْنَعُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَإِنَّهُ

آگاہ ہو کہ بخدا مجھے لہو و لعب سے موت کی یاد اور اسکو حق

لَيَمْنَعُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ نِسْيَانُ الْآخِرَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ

کہنے سے آخرت کی بھول باز رکھتی ہے اس نے تو معاویہ کی اس وقت تک بیعت ہی نہیں کی

مُعَاوِيَةَ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَتِيَّةً وَيَرْضَخَ لَهُ عَلَى

جب تک یہ شرط نہیں کر لی کہ وہ اسے (بیعت کرنے کے عوض میں) کوئی عطیہ اور

تَرْكِ الدِّينِ رَضِيخَةً

دین چھوڑنے پر رشوت کی پیشکش کرے گا

## خطبہ ۸۸

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْأَوَّلُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا بس ایک ہی ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہی ایسا اول ہے جس سے

لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ لَا تَقَعُ الْأَوْهَامُ لَهُ

پہلے کوئی چیز نہیں اور ایسا آخر ہے جسکی کوئی انتہا نہیں نہ واہمے کی تو تیں اسکی کسی صفت کا اندازہ کر سکتی ہیں

عَلَى صِفَةٍ وَلَا تُعْقَدُ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلَى كَيْفِيَّةٍ وَلَا تَنَالُهُ

نہ دل اس کے کسی کیفیت کا ادراک کر سکتے ہیں نہ تجزیہ اور تقسیم اسکا احاطہ کر سکتے ہیں

التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيضُ وَلَا تُحِيطُ بِهِ الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ

تقسیم اس کے دامن تنزہ کو پاکر اس کے جزو اور حصے بنا سکتی ہے

لـه اس سے جملہ صفین کے موقع پر [illegible] اشعری کی [illegible] سے ہو [illegible] دامن [illegible] عمرو عاص [illegible] اسی موقع پر [illegible] کی [illegible] جو کہ [illegible] سر [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] کو بچانے کیلئے یہ ذلیل حرکت کی [illegible] اس [illegible] کہ جب ہر طرف سے اس کی حفاظت کا کوئی ذریعہ [illegible] نہ رہا تو اس نے اپنا ستر کھول دیا [illegible] لیکن اس سے [illegible] کی روایت [illegible] بات کو اختیار کرکے [illegible] لوگوں کے بیچ [illegible] ایمنح القوم سبتہ [illegible] ان لوگوں کو وہ بھی بہت برا طریقہ اختیار کرکے اپنے نفس کی حفاظت کر لیتا ہے اور فرس شاعر نے اپنے شعر میں یہاں تک کہا ہے یا رسول لا ضیر فی دفع الاذی بذلۃ کما ردھا یوما بسوءتہ عمرو ذلت و خواری پیدا کرکے اپنے نفس کو بچا لینا کوئی برا کام نہیں جیسا کہ صفین کی لڑائی میں عمرو عاص نے بھی شرمگاہ کو وجہ سے اپنی حفاظت کی تو شکست خوردگی کے ساتھ ہی [illegible] ابن عبد البر [illegible] مروج الذہب [illegible] مسعودی [illegible] میں بھی تحریر ہے

سے ٢ [illegible] مصر کی حکومت [illegible] کی پیشکش تھی جس پر عمرو عاص کو حضرت علی کی مخالفت پر آمادہ کرکے [illegible] سے بیٹھ بیٹھے [illegible] محروم کر دیا جیسا کہ مفتی محمد عبدہ نے اپنی شرح نہج البلاغہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۱ اور علامہ [illegible] نے مروج الذہب صفحہ ... میں افادہ فرمایا ہے کہ جب معاویہ نے حضرت علی سے بغاوت کا ارادہ کیا اور عمرو عاص سے طالب امداد ہوتے ہوئے یہ کہا کہ علی کی مخالفت میں تو اگر مرا ساتھ دے ہو جائے تو تو مجھ سے جو مانگے وہ میں تجھے عطا کروں تو عمرو عاص نے کہا کہ دین کے ترک کرنے کے عوض میں میں تجھ سے مصر کی امارت چاہتا ہوں چنانچہ معاویہ نے اسے منظور کرکے اسے ایک دستاویز لکھ کر دیدی۔ ۱۲

سے٣ پروردگار عالم اجزا کی ترکیب سے بالاتر ہے اس لئے اس کے اجزا قرار ہی نہیں دیئے جا سکتے کیونکہ اگر اس کے اجزا (باقی صفحہ ۳۳۵ پر ملاحظہ

(منها) فَاتَّعِظُوا عِبَادَ اللّٰهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ وَاعْتَبِرُوا

(اس خطبہ کا ایک ٹکڑا) بندگان خدا فائدہ رسان عبرتوں سے نصیحت لو اور روشن

بِالْآيِ السَّوَاطِعِ وَازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ وَانْتَفِعُوا

نشانیوں سے عبرت حاصل کرو انتہائی خوفزدہ کردینے والے عذابوں سے (ڈر کر) گناہوں سے باز آجاؤ اور

بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ فَكَأَنْ قَدْ عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ

(نصیحت کے) تذکروں و موعظوں سے اس طرح نفع اٹھاؤ جیسے موت تمھیں اپنے چنگل میں لے چکی ہے

الْمَنِيَّةِ وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْأُمْنِيَّةِ وَدَهَمَتْكُمْ

تمناؤں کے رشتے اور علاقے ٹوٹ چکے ہیں و دشوار

مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُودِ وَ

حالات اور موت کے اس سرچشمہ کی طرف جسپر بالآخر ہر شخص کو وارد ہونا ہے تمھیں ہنکا کر لیجانے کا وقت آہی پہونچا ہو اور (قیامت)

كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَىٰ

کے دن) ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور ایک گواہ ہوگا ہنکانے والا تو اسے ہنکا کر

مَحْشَرِهَا وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا

میدان محشر کی طرف لیجائے گا۔ اور گواہی دینے والا اسپر اسکے کئے ہوئے کاموں کی گواہی دیگا

(وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ) دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ وَمَنَازِلُ

(اس خطبہ کا ایک جزو جنت کی تعریف میں) بہشت کے درجے باہمدگر ممتاز اور اس کی منزلیں

مُتَفَاوِتَاتٌ لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا وَلَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا وَلَا يَهْرَمُ

ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں اسکی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی اور اسمیں سکونت اختیار کرنیوالا کبھی

خَالِدُهَا وَلَا يَيْأَسُ سَاكِنُهَا

کوچ نہ کریگا اسمیں جاودانی زندگی بسر کرنیوالا بوڑھا نہ ہوگا اور اسمیں بسنے والا غمگین نہ ہوگا

## خطبہ ۸۹

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے بعض اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے اور اسکی طاعت کیجانب لوگوں کو رغبت دلائی ہے

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ وَخَبَرَ الضَّمَائِرَ لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ

وہ خدا بیشک رازوں سے واقف بھیدوں سے باخبر تمام کلیات و جزئیات پر محیط

وَالْغَلَبَةُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَالْقُوَّةُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُ

اور ہر چیز پر غالب اور ہر بات کی طاقت رکھنے والا ہے تو کسی عمل سے عمل کرنیوالے کو چاہیے کہ

---

بقیہ صفحہ ۳۳۴
قرار دئے جائیں گے تو بجائے واجب الوجود ہونے کے وہ ممکن الوجود ہو جائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کے اجزا قرار دیے جائینگے تو اس عقلی قاعدہ کی روشنی میں کہ ہر مرکب اجزا سے ترکیب کھاتی ہے جیز اپنے اجزا کی محتاج ہوتی ہے پروردگار عالم اپنے اجزا کا محتاج ہوجائے گا اور احتیاج شان واجب کے منافی ہے کیونکہ جو محتاج ہوگا وہ رتبۂ محتاج الیہ سے موخر ہوگا اور جو موخر ہوگا وہ علۃ العلل ہونیکی کی صلاحیت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ ۱۲

۵ ممکن ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص یہ اعتراض وارد کرے کہ حضرت کا یہ قول کہ انسان کی آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں قرآن کی اس آیت کے منافی ہے جسمیں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ محشر کے دن جو لوگ خوش ہونگے اور اپنے خدا کو دیکھ رہے ہونگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیہ میں ربہا مضاف الیہ ہے اور اسکا مضاف اجر و ثواب محذوف ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ آنکھیں اللہ کو نہیں بلکہ اس کے اجر و ثواب پر نظریں لگائے ہوں گی۔ ۱۲

(حاشیہ ۳۳۵)

۱ یعنی قیامت کے روز ہر شخص خداوند عالم کے حضور میں جب آئے گا تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہنکانے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وجاءت کل نفس معها سائق وشهيد سورۂ ق رکوع ۲

مِنْكُمْ فِي أَيَّامِ مَهَلِهِ قَبْلَ إِرْهَاقِ أَجَلِهِ وَفِي فَرَاغِهِ

اپنے مہلت کے دنوں میں موت کے بسرعت لاحق ہونے سے قبل بے فکری کے عہد میں

قَبْلَ أَوَانِ شُغُلِهِ وَفِي مُتَنَفَّسِهِ[1] قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَظْمِهِ

مشغولیت کی گھڑی (آنے) سے پیشتر اور سانس لینے کے زمانہ میں قبض روح سے پہلے کام کر

وَلْيُمَهِّدْ لِنَفْسِهِ وَقَدَمِهِ وَلْيَتَزَوَّدْ مِنْ دَارِ ظَعْنِهِ

اپنے نفس کے (بچاؤ) اور (صراط) پر اپنے قدموں کو مضبوطی سے جمنے کیلئے پہلے سے انتظام کرلے اور اپنے اس سفر کے گھر سے اپنی

لِدَارِ إِقَامَتِهِ فَاللهَ اللهَ أَيُّهَا النَّاسُ فِيمَا اسْتَحْفَظَكُمْ

گھر کیلئے (عمل صالح کا) توشہ اپنے ساتھ لیلے گروہ مردم! اللہ سے ان چیزوں کے بارے میں خوف کرو جنکے متعلق اس نے تمہیں

مِنْ كِتَابِهِ وَاسْتَوْدَعَكُمْ مِنْ حُقُوقِهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ

کتاب میں یاد رکھنے کا حکم دیا ہے اور جن حقوق کی نگہداشت کے فرض کو اپنے امانت بناکر تمہارے سپرد کر دیا ہے کیونکہ اس

لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَلَمْ يَدَعْكُمْ فِي

تمہیں بیکار نہیں بنایا اور تمہیں معطل و غیر مکلف نہیں چھوڑا اور جہالت و تاریکی

جَهَالَةٍ وَلَا عَمًى قَدْ سَمَّى آثَارَكُمْ[2] وَعَلِمَ أَعْمَالَكُمْ

میں یوں ہی نہیں ڈال دیا ہے بلکہ اس نے تمہارے اعمال کے (رفتار ساخت کیلئے اچھائی اور برائی کیسا تھ نام رکھدی ہیں

وَكَتَبَ آجَالَكُمْ وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ

تمہارے اعمال سے واقف ہے اس نے تمہاری عمروں کی خاص حدیں معین کیں ہر امر کی وضاحت کرنے والی کتاب نازل

شَيْءٍ وَعَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّهُ أَزْمَاناً حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ

فرمائی اپنے پیغمبر کو تمہارے اندر ایک مدت تک (تبلیغ اور امر و نواہی کیلئے) زندہ رکھا تا اینکہ انکے اور تمہارے

فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَأَنْهَى

لیے اس کتاب میں جس کو کہ اس نے نازل فرمایا ہے اپنے اس دین

إِلَيْكُمْ عَلَى لِسَانِهِ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ

کو کامل فرمادیا جس کو اس نے خود پسند اور منتخب فرمایا تھا انکی زبانی اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ

وَنَوَاهِيَهُ وَأَوَامِرَهُ فَأَلْقَى إِلَيْكُمُ الْمَعْذِرَةَ وَاتَّخَذَ

قابل ترک و لائق عمل ہر قسم کے احکام تم تک پہونچا دیے اور اس طرح تمہارے سامنے عقلی دلائل پیش کر

عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ وَقَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ وَأَنْذَرَكُمْ

کے حجت قائم کردی تمہاری طرف اپنی وعید کو بڑھایا اور تمہیں سخت

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَاسْتَدْرِكُوا بَقِيَّةَ أَيَّامِكُمْ

عذاب کے سامنے (جانے) سے ڈرایا۔ تو دیکھو تمہاری زندگی کے جو ایام باقی رہ گئے ہیں انہیں کھوئی چیز کی تلافی کر

[1] متنفس کے معنے وسعت و قت کظم کے معنے حلق کے ہیں اور اخذ کظم سے قبض روح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ قبض روح ہونے سے پہلے اپنی دنیاوی زندگی میں جبکہ عمل کرنے کی کافی گنجائش موجود ہے تیزی کے ساتھ عمل کرو۔ ۱۲

[2] آثار سے مراد اعمال اور تسمیہ اعمال کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تمہارے اعمال سے متعلق تفصیل کے ساتھ یہ بتلادیا ہے کہ ان میں سے کون قابل عمل ہیں اور کون قابل اجتناب۔ ۱۲۔ ۱۲

وَاصْبِرُوْا لَهَا اَنْفُسَكُمْ فَاِنَّهَا قَلِيْلٌ فِيْ كَثِيْرِ الْاَيَّامِ الَّتِيْ

اور انھیں میں اپنے نفسوں کو (نامناسب امور سے) باز رکھو کیونکہ زندگی کے وہ دن جنمیں تمھاری جانب

تَكُوْنُ مِنْكُمْ فِيْهَا الْغَفْلَةُ وَالتَّشَاغُلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ

سے (احکام الٰہی کیساتھ) غفلت اور موعظوں کی جانب سے بے پروائی برتی گئی ہے یہ زندگی کے باقی ایام انکے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں

وَلَا تُرَخِّصُوْا لِاَنْفُسِكُمْ فَتَذْهَبَ بِكُمُ الرُّخَصُ فِيْهَا

اپنے نفسوں کو انکی خواہش پر چھوڑ دو کیونکہ یہی حالتیں تمکو گنہگاروں کے راستوں پر لا ڈالیں گی اور (الٰہی احکام میں)

مَذَاهِبَ الظَّلَمَةِ وَلَا تُدَاهِنُوْا فِيْهَا فَيَهْجُمَ بِكُمُ الْاِدْهَانُ

سہل انگاری نہ کرو اس لئے کہ ایسا کرنا تمھیں معصیت پر وارد کردے گا

عَلَى الْمَعْصِيَةِ عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ اَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهِ اَطْوَعُهُمْ

بیشک اپنے نفس کا سب سے زیادہ بہی خواہ وہی ہے جو اپنے خدا کی سب سے زیادہ اطاعت

لِرَبِّهِ وَاِنَّ اَغَشَّهُمْ لِنَفْسِهِ اَعْصَاهُمْ لِرَبِّهِ وَالْمَغْبُوْنُ

کرنیوالا ہے اور اپنے نفس کے ساتھ سب سے زیادہ خیانت کرنیوالا وہی ہے جو اپنے خدا کی سب سے زیادہ نافرمانی کرنیوالا ہے

مَنْ غَبَنَ نَفْسَهُ وَالْمَغْبُوْطُ مَنْ سَلِمَ لَهُ دِيْنُهُ وَالسَّعِيْدُ

گھاٹے میں وہ ہے جو اپنے نفس کو دھوکہ دے اور فائدہ میں وہ ہے جسکا دین صحیح و سالم ہے نیک بخت وہ ہے جو

مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ وَالشَّقِيُّ مَنِ انْخَدَعَ لِهَوَاهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ

دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدنصیب وہ ہے جو ہوا و ہوس اور غرور نفس سے دھوکہ کھا جائے دیکھو خوب اچھی طرح

يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمُجَالَسَةَ اَهْلِ الْهَوٰى مَنْسَاةٌ لِلْاِيْمَانِ

جان لو کہ ریا کاری چاہے ذرا ہی سی ہو تو بھی (ایک قسم کا) شرک ہے اور پرستاران ہوا و ہوس کی پہلو نشینی بھی ایمان

وَمَحْضَرَةٌ لِلشَّيْطَانِ جَانِبُوا الْكَذِبَ فَاِنَّهُ مُجَانِبٌ لِلْاِيْمَانِ

کے فراموش ہونے اور شیطان کے وارد ہونیکی منزل ہے جھوٹ سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ یہ خود ایمان سے کنارہ کش ہے

اَلصَّادِقُ عَلٰى شَرَفِ مَنْجَاةٍ وَكَرَامَةٍ وَالْكَاذِبُ عَلٰى شَفَا

سچ بولنے والا منزل نجات و سربلندی کے دہانے پر اور جھوٹ بولنے والا محل ذلت و خواری

مَهْوَاةٍ وَمَهَانَةٍ وَلَا تَحَاسَدُوْا فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ

کے بالکل کنارے پر ہے ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح

الْاِيْمَانَ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَلَا تَبَاغَضُوْا فَاِنَّهَا

کھا جاتا ہے جسطرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو اسلئے کہ یہ آپس کا بیر

الْحَالِقَةُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَمَلَ يُسْهِيْ الْعَقْلَ وَيُنْسِي الذِّكْرَ

نیکیوں کا سر مونڈ دیتا ہے۔ مطلع ہو جاؤ کہ دنیا کی امید عقل کو بھول میں ڈالدیتی اور ذکر خدا کو فراموش کرا دیتی ہے

---

لـه اسی مضمون کو ایک فارسی شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے کہ

ہر کرا عادت بود قول دروغ
آتش دوزخ از و گیرد فروغ

اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ واولئک ھم الکافرون جھوٹ وہی لوگ بولتے ہیں جو آیات اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور یہی لوگ حقیقتاً کافر ہیں ۱۲

ٮه شاعر نے اس مضمون کو اس پیرایہ میں ادا کیا ہے کہ

ہر کرا پیشہ بود حقد و حسد
ہر گران آتش دوزخ رسد
کینہ از سینہ خود بیروں کن
زر عمل قدر و شرف افزوں کن
بیخ حقد و حسد از دل برکن
بر فلک ساز چو عیسیٰ مسکن

۱۲ - ۱۲ - ۱۲

فَاَكْذِبُوا الْاَمَلَ فَاِنَّهٗ غُرُوْرٌ وَّصَاحِبُهٗ مَغْرُوْرٌ

لہذا امید کی خلاف ورزی کرو کیونکہ یہ فریب ہے اور جو اس میں مبتلا ہے وہ فریب خوردہ ہے

# خطبہ ۹۰

اسمیں حضرت نے ارباب تقویٰ کے صفات اور ان لوگوں کے علامات کا تذکرہ فرمایا ہے جو واقعی ارباب علم ہوتے ہیں یا ہوتے نہیں مگر غلط فہمی سے اپنے کو اہل علم میں شمار کرتے ہیں

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَحَبِّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَيْهِ عَبْدًا اَعَانَهُ[1]

بندگان خدا اپنے بندوں میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ بندہ محبوب ہے جسکی وہ اپنی توفیق سے اسکے نفس پر غلبہ حاصل کرنیکے لئے اعانت

اللّٰهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلْبَبَ الْخَوْفَ

فرمائے جو حزن والم کو شعار بنائے خوف وخشیت الٰہی کی چادر اوڑھ لے جس کے

فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى فِيْ قَلْبِهٖ وَاَعَدَّ الْقِرٰى لِيَوْمِهِ

دل کے فانوس میں ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا ہو جس نے اپنے آنے والے موت کے دن

النَّازِلِ بِهٖ فَقَرَّبَ عَلٰى نَفْسِهِ الْبَعِيْدَ وَهَوَّنَ الشَّدِيْدَ

کیلئے مہمانی کا سامان مہیا کر لیا ہو موت کو دور ہونیکی حالت میں اپنے سے نزدیک راہ حصول نجات کیلئے ہر مشکل سے مشکل عمل کو آسان خیال

نَظَرَ فَاَبْصَرَ وَذَكَرَ فَاسْتَكْثَرَ وَارْتَوٰى مِنْ عَذْبٍ[2]

کیا ہو (عبرت کی نظر سے) کائنات کی چیزوں کو دیکھا اور انکی حقیقت کا مطالعہ کر لیا ہو خدا کو یاد کرکے (اسکی خوشنودی کیلئے) کثرت سے عمل خیر

فُرَاتٍ سُهِّلَتْ لَهٗ مَوَارِدُهٗ فَشَرِبَ نَهَلًا وَّسَلَكَ سَبِيْلًا

بجا لایا ہو اور کمالات کے ان چشموں سے شیریں پانی سے جنکے گھاٹوں تک رسائی اسکے لئے سہل کر دی گئی ہے اسنے خوب چھک کر بار بار پانی پیا ہو

جَدَدًا قَدْ خَلَعَ سَرَابِيْلَ الشَّهَوَاتِ وَتَخَلّٰى مِنَ الْهُمُوْمِ

جسنے ہموار راہ پر سلوک اختیار کیا ہو اور نفسانی خواہشوں کے پیراہنوں کو جسم سے اتار پھینکا ہو اور سوائے ایک حصول

اِلَّا هَمًّا وَّاحِدًا انْفَرَدَ بِهٖ فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ الْعَمٰى وَ

تقرب کے غم کے جسمیں کہ یہ تنہا مبتلا ہے اور تمام غموں سے اس نے علیحدگی اختیار کر لی ہو اور اس طرح کوردلی کی حالت

مُشَارَكَةِ اَهْلِ الْهَوٰى وَصَارَ مِنْ مَّفَاتِيْحِ اَبْوَابِ

اور ہوس پرستوں کے میل جول سے نکل کر دروازہ ہدایت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی

الْهُدٰى وَمَغَالِيْقِ اَبْوَابِ الرَّدٰى قَدْ اَبْصَرَ طَرِيْقَهٗ

اور دروازہائے ہلاکت وگمراہی کے قفلوں میں سے ایک قفل بن گیا ہو جسنے اپنی ہدایت کی راہ دیکھی ہو

وَسَلَكَ سَبِيْلَهٗ وَعَرَفَ مَنَارَهٗ وَقَطَعَ غِمَارَهُ اسْتَمْسَكَ

جو ایمان کے سیدھے راستہ پر چلا ہو جس نے حق کے نشانات کو پہچانا اور دشواریوں کو پار کر لیا ہو اور دین کی

---

[1] علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے تحریر کیا ہے کہ اس خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام نے خدا کے محبوب بندے کے جن ممدوح صفات کا تذکرہ فرمایا ہے انکے ظاہری محمل کو تمام عرفاء وصلحا میں لیکن انکا باطنی محمل خود آپ ہی کی ذات والاصفات ہے۔ ۱۲

[2] عذب اور فرات دونوں کے ایک ہی معنے شیریں وخوشگوار کے ہیں۔ ۱۲

مِنَ الْعُرَى بِأَوْثَقِهَا وَمِنَ الْحِبَالِ بِأَمْتَنِهَا فَهُوَ مِنَ

مضبوط ترین پھندے اور مستحکم ترین رسی کو تھام لیا ہو یہی ہے جو اپنے

الْيَقِينِ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الشَّمْسِ قَدْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلّٰهِ

یقین معرفت میں شعاع آفتاب کے مانند روشن ہے اس نے اپنے نفس کو سب سے بڑے امر

سُبْحَانَهُ فِي أَرْفَعِ الْأُمُورِ مِنْ إِصْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ عَلَيْهِ

(ہدایت خلق) میں خدا کیلئے قائم (مطیع) کردیا ہے کہ ہر وارد ہونے والے مسئلہ کو اسی پر وارد کرتا اور

وَتَصْيِيرِ كُلِّ فَرْعٍ إِلَى أَصْلِهِ مِصْبَاحُ ظُلُمَاتٍ كَشَّافُ

ہر فرع کو اسکی جانب لوٹاتا ہے یہ جہالت کی ظلمتوں کا روشن چراغ گمراہی کی

عَشَوَاتٍ مِفْتَاحُ مُبْهَمَاتٍ دَفَّاعُ مُعْضِلَاتٍ دَلِيلُ

تاریکیوں کا زائل کرنے والا مشتبہ مسائل کی کنجی مشکل گتھیوں کا رفع کرنے والا اور بیابانوں میں

فَلَوَاتٍ يَقُولُ فَيُفْهِمُ وَيَسْكُتُ فَيَسْلَمُ قَدْ أَخْلَصَ

راہنما ہوتا ہے یہ (جب) بولتا ہے تو حقیقت کو سمجھا دیتا اور خاموش رہتا ہے تو آفات سے محفوظ رہتا ہے اُسنے خدا کیساتھ اخلاص

لِلّٰهِ فَاسْتَخْلَصَهُ فَهُوَ مِنْ مَعَادِنِ دِينِهِ وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ

برتا تو خدانے بھی اسے اپنا مخلص بندہ بنا لیا یہی اسکے دین کی کانوں میں سے ایک کان اور اسکی زمین کی میخوں میں سے ایک میخ ہے اس نے

قَدْ أَلْزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ فَكَانَ أَوَّلُ عَدْلِهِ نَفْيَ الْهَوَى

اپنے نفس کیلئے انصاف کو لازم قرار دیدیا ہے پس اسکا سب سے پہلا انصاف تو نفس سے خواہشات کا دور

عَنْ نَفْسِهِ يَصِفُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُ بِهِ لَا يَدَعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً

کرنا تھا (جسکے بعد اب) یہ حق کا اعلان کرتا اور اسپر کاربند رہتا ہے اس نے نیکی کی کوئی انتہا اور کوئی منزل

إِلَّا أَمَّهَا وَلَا مَظِنَّةً إِلَّا قَصَدَهَا قَدْ أَمْكَنَ الْكِتَابَ

ایسی نہیں چھوڑی جسکا قصد وارادہ نہ کیا ہو اسنے اپنی باگ ڈور کتاب خدا کے ہاتھوں میں دیدی ہے بس وہی اس کی

مِنْ زِمَامِهِ فَهُوَ قَائِدُهُ وَإِمَامُهُ يَحُلُّ حَيْثُ حَلَّ

قیادت کرنیوالی اور امامت کرنیوالی ہے کہ جہاں وہ اپنا بار اتارتی ہے وہیں یہ بھی اترتا

ثَقَلُهُ وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنْزِلُهُ وَآخَرُ قَدْ تَسَمَّى ۱

اور جہاں اسکی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی منزل قرار دیتا ہے (اس کے مقابل میں ایک) دوسرا شخص وہ بھی ہے جسنے اپنے کو لفظ عالم

عَالِمًا وَلَيْسَ بِهِ فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَّالٍ وَ

کے ساتھ موسوم قرار دیدیا ہے مگر وہ درحقیقت عالم ہے نہیں اس نے جہالتوں کو ناواقفوں اور گمراہی کی

أَضَالِيلَ مِنْ ضُلَّالٍ وَنَصَبَ لِلنَّاسِ أَشْرَاكًا مِنْ

چیزوں کو راہ راست کے بیگانوں سے حاصل کیا ہے اور لوگوں کے (فریب دینے کے) لئے

۱ ان صفات کا محمل خلفائے ثلاثہ یا وہ بنی عباس کی جو وہ بھی ہوسکتی ہے جنسے خلافت کو ناجائز طریقہ پر استعمال کیا ۱۲

حَبَائِلِ غُرُورٍ وَقَوْلِ زُورٍ قَدْ حَمَلَ الْكِتَابَ عَلَى آرَائِهِ

جھوٹ باتوں اور دھوکے کی رسیوں سے بنے ہوئے جال کھڑے کردیے ہیں یہ خدا کی کتاب کی اپنے منشا کے مطابق تفسیر

وَعَطَفَ الْحَقَّ عَلَى أَهْوَائِهِ يُؤْمِنُ مِنَ الْعَظَائِمِ وَيُهَوِّنُ

اور حق کو اپنی خواہشات کے رخ پر موڑتا لوگوں کو بڑے بڑے گناہوں سے مطمئن کرتا اور بڑی بڑی معصیتوں کو سبک کرکے

كَبِيرَ الْجَرَائِمِ يَقُولُ أَقِفُ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ وَفِيهَا وَقَعَ وَأَعْتَزِلُ

پیش کرتا ہے کہتا ہے کہ میں شبہوں کے پاس جا کر رک جاتا ہوں مگر انھیں میں پڑا ہوا ہے دعوے کرتا ہے کہ بدعتوں

الْبِدَعَ وَبَيْنَهَا اضْطَجَعَ فَالصُّورَةُ صُورَةُ إِنْسَانٍ وَالْقَلْبُ

سے کنارہ کش رہتا ہوں مگر انھیں میں گہری نیند سو رہا ہے اسکی شکل وصورت تو انسان کی شکل وصورت ہے مگر دل

قَلْبُ حَيَوَانٍ لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهُدَى فَيَتَّبِعَهُ وَلَا بَابَ

حیوان کا دل ہے یہ نہ ہدایت کے دروازے سے روشناس ہے کہ اسکی پیروی کرلے نہ نابینائی جہالت کے دروازے

الْعَمَى فَيَصُدَّ عَنْهُ فَذَلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ

کو جانتا ہے کہ اس سے روگردانی کرے یہ زندوں میں رہتے ہوئے باوجود (حقیقتاً) مردہ ہے تم آخر کدھر جا رہے ہو

وَأَنَّى تُؤْفَكُونَ وَالْأَعْلَامُ قَائِمَةٌ وَالْآيَاتُ وَاضِحَةٌ وَالْمَنَارُ

اور کہاں بہکے جاتے ہو جب حق کی نشانیاں قائم ہدایت کی آیتیں روشن اور ایمان کے منارے منصوب

مَنْصُوبَةٌ فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْنَكُمْ

ہیں تو یہ تمھیں کہاں سرگرداں بنایا جارہا ہے بلکہ تم کیونکر گمراہی میں حیران و پریشان ہو جبکہ تمھارے

عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ وَهُمْ أَزِمَّةُ الْحَقِّ وَأَعْلَامُ الدِّينِ وَأَلْسِنَةُ

اندر تمھارے نبی کی پاک عترت موجود ہے جو حق کی باگیں دین کی نشانیاں اور سچائی کی بولتی ہوئی

الصِّدْقِ فَأَنْزِلُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْآنِ وَرِدُوهُمْ

زبانیں ہیں انھیں کتاب خدا کی بہترین منزل (اپنے دل) میں جگہ دو اور اپنی عقیدت کی پیاس بجھانے کیلئے انکے پاس اس طرح

وُرُودَ الْهِيمِ الْعِطَاشِ

آؤ جس طرح پیاسے اونٹ اپنی تشنگی دور کرنے کیلئے چشمہ پر آتے ہیں۔

أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا عَنْ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

گروہ مردم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس حدیث کو لے لو (اور اسے پیش نظر رکھو) کہ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَمُوتُ مَنْ مَاتَ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ

ہم اہلبیت میں سے جو مرنے والا مرتا ہے وہ مردہ نہیں ہوتا اور ہم میں جو کہنہ ہونے والے

وَيَبْلَى مَنْ بَلِيَ مِنَّا وَلَيْسَ بِبَالٍ فَلَا تَقُولُوا بِمَا لَا تَعْرِفُونَ

کہنہ ہوتے ہیں وہ درحقیقت کہنہ نہیں ہوتے جو باتیں تم نہیں جانتے ہو انھیں منہ سے نہ نکالو

ل قرآن کی بہترین منزل جیسا کہ مفتی ابن عیدریہ بصری نے تحریر کیا ہے قلب مومن ہے لہذا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہلبیت محمدؐ کی منزل بھی وہی قرار دو اور انکے ساتھ دلی محبت کرو یہ نہ ہو کہ زبان سے تو محبت کا دعویٰ کرو اور دل میں انکی محبت جاگزیں نہ ہو - ۱۲

ل پیغمبر اسلام کی یہ حدیث جسکی جانب اپنے اس کلام میں حضرتؑ نے اشارہ فرمایا ہے اسبات کو واضح کردیتی ہے کہ اہلبیت رسالت پناہ بظاہر تو اس عالم سے کوچ کر جاتے ہیں لیکن حقیقتاً انکی ارواح طیبہ زندہ رہتی ہیں اور یہ کچھ زیادہ مستبعد بھی نہیں جن کے ساتھ محبت کرنے والے بلفظ حدیث من مات علی حب آل محمد مات شہید جو محبت اہلبیت پر مرتا ہے وہ شہید کی طرح زندہ جاوید رہتا ہے مرنے کے بعد ہمیشہ زندہ رہتے ہیں خود انکی ذوات قدسیہ اگر حیات دائمی کے مالک ہوں تو کونسا محل تعجب ہے - ۱۲

فَإِنَّ أَكْثَرَ الْحَقِّ فِيمَا تُنْكِرُونَ وَاعْذِرُوا مَنْ لَا حُجَّةَ
کیونکہ حق کا زیادہ تر حصہ انھیں چیزوں میں ہے جنھیں تم منکر اور ناواقف ہو اور اُسے جس پر
لَكُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا هُوَ أَلَمْ أَعْمَلْ فِيكُمْ بِالثَّقَلِ الْأَكْبَرِ[۱]
تمہاری کوئی حجت نہیں ہے معذور سمجھو اور میں وہی ہوں کیا میں نے تمہارے
وَأَتْرُكْ فِيكُمُ الثَّقَلَ الْأَصْغَرَ وَرَكَزْتُ فِيكُمْ رَايَةَ
اندر ثقل اکبر قرآن پر عمل نہیں کیا اور کیا تمہارے اندر (تمہاری ہدایت کیلئے) میں نے ثقل اصغر اپنے اہلبیت کو نہیں چھوڑا کیا ایمان
الْإِيمَانِ وَوَقَفْتُكُمْ عَلَى حُدُودِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَ
کا جھنڈا میں نے تمہارے اندر نہیں گاڑا اور حرام و حلال کی حدوں پر میں نے تمھیں مطلع نہیں کیا
أَلْبَسْتُكُمُ الْعَافِيَةَ مِنْ عَدْلِي وَفَرَشْتُكُمُ الْمَعْرُوفَ
کیا میں نے اپنے عدل و انصاف سے تمھیں عافیت کے لباس نہیں پہنائے کیا میں نے تمھیں اپنے
مِنْ قَوْلِي وَفِعْلِي وَأَرَيْتُكُمْ كَرَائِمَ الْأَخْلَاقِ مِنْ نَفْسِي
قول و عمل سے اعمال خیر کی تعلیم نہیں دی اور اپنے بہترین اخلاق و عادات کے جوہر تمھیں نہیں دکھائے
فَلَا تَسْتَعْمِلُوا الرَّأْيَ فِيمَا لَا يُدْرِكُ قَعْرَهُ الْبَصَرُ وَلَا
(تو دیکھو) جن چیزوں کی تہ کا نگاہ احساس نہیں کر سکتی اور جن تک فکر انسانی پہونچ
تَتَغَلْغَلُ إِلَيْهِ الْفِكَرُ
نہیں سکتی انھیں ہرگز اپنی رائے استعمال نہ کرو
مِنْهَا[۲] حَتَّى يَظُنَّ الظَّانُّ أَنَّ الدُّنْيَا مَعْقُولَةٌ عَلَى
اسی خطبہ کا ایک اور حصہ) بنی امیہ کی سلطنت کی حد یہاں تک ہو پہنچے گی کہ گمان کرنیوالے یہ گمان کرینگے کہ دنیا انھیں کے ساتھ بندھی
بَنِي أُمَيَّةَ تَمْنَحُهُمْ دَرَّهَا وَتُورِدُهُمْ صَفْوَهَا
ہوئی ہے جنھیں اپنے دودھ سے سیر کرتی اور اپنے شیریں و خوشگوار چشمہ پر پانی پینے کے لئے وارد کرتی ہے
وَلَا يُرْفَعُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَوْطُهَا وَلَا سَيْفُهَا
اور اس امت سے اب انکے تازیانے اور شمشیریں کبھی اٹھائی نہیں جائیں گی
وَكَذَبَ الظَّانُّ لِذٰلِكَ بَلْ هِيَ مَجَّةٌ مِنْ
مگر ایسا خیال کرنے والا جھوٹا ہے (کیونکہ کوئی پائیدار چیز نہیں) بلکہ یہ تو مزیدار زندگانی دنیا
لَذِيذِ الْعَيْشِ يَتَطَعَّمُونَهَا بُرْهَةً ثُمَّ يَلْفِظُونَهَا
کی ایک کلی ہے جسے یہ تھوڑے عرصہ تک اپنے منہ میں رکھیں گے اور
جُمْلَةً
پھر اسے ایک ایک قطرہ کرکے اگل دیں گے

[۱] ثقل اکبر سے حضرت نے قرآن اور ثقل اصغر سے اپنے اہلبیت کیطرف اشارہ فرمایا جیسا کہ مجمع البحرین نے تحریر کیا ہے کہ ثقل سے مراد شئ نفیس ہے چنانچہ پیغمبر نے اپنی حدیث میں فرمایا ہے کہ انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اھلبیتی میں تم میں دو چیزیں نفیس اور گرانقدر چھوڑ رہا ہوں ایک خدا کی کتاب اور ایک اپنا اہلبیت ان میں سے آپنے قرآن کو ثقل اکبر اور اہلبیت کو ثقل اصغر سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲

[۲] امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بنی امیہ عرب میں ۴۱ھ سے لیکر ۱۳۲ھ اور اندلس میں ۱۳۸ھ سے ۴۲۲ھ تک حکومت کرنے کے بعد صفحہ ہستی سے اس طرح تباہ و برباد ہوئے کہ آج انکی حکومت و سلطنت کا دنیا کے کسی گوشے میں سلطنت کی حیثیت سے نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ ۱۲

# خطبہ ۹۱

اسمیں حضرت نے لوگوں کو اُن کے اختلافات پر زجر و توبیخ فرمائی ہے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِي دَهْرٍ قَطُّ إِلَّا بَعْ

حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ پروردگار عالم نے زمانہ کے ظالموں کو کبھی تباہ نہیں کیا مگر انہیں اچھی طر

تَمْهِيلٍ وَرَخَاءٍ وَلَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَ

ڈھیل اور راحت دینے کے بعد اور گذشتہ امتوں میں سے کسی امت کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑا نہیں

إِلَّا بَعْدَ أَزْلٍ وَبَلَاءٍ وَفِي دُونِ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ عَتْبٍ

سختی اور آزمائش کے بعد یاد رکھو) جن شدتوں کا تم نے سامنا کیا ہے ا

وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٌ وَمَا كُلُّ ذِي

جن عظیم حوادث کو تم اپنے پس پشت چھوڑ آئے ہو انکے سامنے عبرتیں ہی عبرتیں ہیں (مگر) نہ تو ہر

قَلْبٍ بِلَبِيبٍ وَلَا كُلُّ ذِي سَمْعٍ بِسَمِيعٍ وَلَا كُ

دل رکھنے والا عقلمند ہی ہے اور نہ ہر کان اور آنکھ رکھنے والا سننے اور دیکھنے والا

نَاظِرٍ بِبَصِيرٍ فَيَا عَجَبًا وَمَا لِيَ لَا أَعْجَبُ مِنْ خَطَاءِ هٰذِهِ

کتنی حیرت ہے اور میں کیونکر ان فرقوں کی غلطی پر حیرت نہ کروں جو اپنی دین کی دلیلوں

الْفِرَقِ عَلَى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا فِي دِينِهَا لَا يَقْتَصُّونَ

اختلاف موجود ہونے کے باوجود نہ کسی پیغمبر کے نشان قدم

أَثَرَ نَبِيٍّ وَلَا يَقْتَدُونَ بِعَمَلِ وَصِيٍّ وَلَا يُؤْمِنُونَ

پر چلتے نہ کسی وصی پیغمبر کے فعل کی پیروی کرتے نہ کسی غیب کی

بِغَيْبٍ وَلَا يَعِفُّونَ عَنْ عَيْبٍ يَعْمَلُونَ فِي الشُّبُهَاتِ

بات پر ایمان لاتے اور نہ کسی برائی اور عیب سے بچتے ہیں بلکہ شبہوں (کی بے اطمینان فضا) میں عمل کرتے

وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ الْمَعْرُوفُ عِنْدَهُمْ مَا عَرَفُوا

اور خواہشات کی راہوں میں چلتے رہتے ہیں جس کو انھوں نے بہتر سمجھ رکھا ہے وہی انکے خیال میں بہتر

وَالْمُنْكَرُ عِنْدَهُمْ مَا أَنْكَرُوا مَفْزَعُهُمْ فِي

اور جسکو انھوں نے برا سمجھ لیا ہے وہی انکے نزدیک برا ہے سخت مسائل کے حل کرنے میں

الْمُعْضِلَاتِ إِلَى أَنْفُسِهِمْ وَتَعْوِيلُهُمْ فِي الْمُهِمَّاتِ

اپنے ہی نفسوں کی طرف پلٹ کر پناہ لیتے اور دین کی اہم باتوں میں

له خداوند عالم نے جبارین زمانہ کی سرکوبی فرمائی ہے لیکن انکو بھی طرح مہلت دیکر عیش و آرام کی نعمتوں سے پوری طرح متمتع فرما کر جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیئ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون جو نصیحتیں انکو کی گئیں تھیں جب وہ انکو بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیے یہانتک کہ جب وہ ان نعمتوں پر خوش ہو چکے جو اُن کو دی گئیں تھیں تو ہم نے یکایک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو کر رہ گئے ۱۲

على آرائهم كأن كل امرئ منهم امام نفسه قد أخذ

اپنی ہی راؤں پر اس طرح اعتماد کر لیتے ہیں جیسے ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کا خود ہی امام ہے اور اس نے

منها فيما يرى بعرى ثقات واسباب محكمات

ان چیزوں سے جن کے بارے میں اس نے رائے قائم کی ہے (گویا) مضبوط پھندوں اور مستحکم اسباب کو حاصل کر لیا ہے

# خطبہ ۹۲

## بعثت پیغمبر اسلام سے متعلق

أرسله على حين فترة من الرسل وطول هجعة

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پیغمبروں سے زمانہ کے خالی ہونے امتوں کی درازی غفلت

من الأمم واعتزام من الفتن وانتشار من الأمور

فتنوں کے غلبہ معاملات کے انتشار و پراگندگی

وتلظ من الحروب والدنيا كاسفة النور ظاهرة

لڑائیوں کی شعلہ فشانی کے زمانہ میں جبکہ دنیا سے نور غائب تھا اور وہ کھلم کھلا

الغرور على حين اصفرار من ورقها وإياس من

فریب میں مبتلا تھی اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جبکہ دنیا کے پتے زرد ہو چکے تھے اور اسکے پھلوں

ثمرها واغورار من مائها قد درست منار الهدى

سے مایوسی ہو چلی تھی اس کا پانی زمین میں جذب ہو چکا تھا ہدایت کے روشن منارے ناپید

وظهرت أعلام الردى فهي متجهمة لأهلها عابسة

اور ہلاکت و گمراہی کے نشانات ظاہر ہو چکے تھے اور وہ اپنے رہنے والوں کیلئے غضبناکی کا اور اپنے

في وجه طالبها ثمرها الفتنة وطعامها الجيفة و

طلبگار کے سامنے ترش روئی کا اظہار کر رہی تھی اس کا حاصل فتنہ و فساد اس کا کھانا مردار اسکا

شعارها الخوف ودثارها السيف فاعتبروا عباد الله

اندرونی پیراہن خوف اور بیرونی پیراہن تلوار تھی۔ تو بندگان خدا ان چیزوں سے عبرت حاصل کرو

واذكروا تيك التي آباؤكم وإخوانكم بها مرتهنون

اور اپنے باپ دادا اور بھائیوں (وغیرہ) کے وہ اعمال یاد کرو جن میں وہ گروی ہیں

وعليها محاسبون ولعمري ما تقادمت بكم ولا

اور جن پر ان سے حساب لیا جائے گا۔ اپنی عمر کی قسم نہ تمھیں کو زیادہ عرصہ ہوا ہے نہ

ل‍ہ پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت عرب کی جو حالت تھی اسکا ان چند جملوں نے مکمل نقشہ کھینچ دیا ہے جزیرۃ العرب کی تاریخ گواہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت عرب میں نہ کوئی ہادی اور راہبر تھا نہ وہاں کے رہنے والوں میں کسی قسم کی سیاسی، تمدنی معاشرتی اور اخلاقی بیداری تھی مختلف قبائل کی ٹولیاں بہت محدود حلقوں میں اپنی انفرادی نظام قائم کئے ہوئے تھیں نہ کہ سامنے کوئی دستور العمل تھا نہ قانون نہ انسانیت کا احترام تھا نہ اخلاقیات کا پاس و لحاظ مختصر یہ کہ حیوانی زندگی کے تمام خصوصیات عربوں کی زندگی کا اہم ترین عنصر بن کر رہ گئے تھے کشت و خون کی وہ گرم بازاری تھی کہ بس خدا کی پناہ ہر طرف قبائل آپس میں دست و گریباں تھے کہیں ایک اونٹ کے تیر لگ کر زخمی ہو جانے پر چالیس چالیس سال تک جنگ ہو رہی تھی تو کہیں انسانی کاسہائے سر میں شراب پینا شجاعت کا بہترین نمونہ سمجھا جا رہا تھا نکاح میں قرابتوں کا کوئی لحاظ نہ تھا وراثت کے منظم قواعد نہ تھے اب سیہ خانہ معاشرت میں نور کا ایک ہلکا سا پرتو بھی کہیں نظر نہ آتا تھا تا آنکہ حضرت عبد اللہ کے آغوش مبارک میں خلیل اللہ کے معصوم ارمان محمد مصطفیؐ کی پاکیزہ صورت میں ظاہر ہوئے۔

بِهِمُ الْعُهُودُ وَلَا خَلَتْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ الْأَحْقَابُ

انھیں کو نیز تمہارے اور اُن کے درمیان بہت زیادہ مدتیں بھی نہیں گزریں

وَالْقُرُونُ وَمَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ مِنْ يَوْمٍ كُنْتُمْ فِي أَصْلَابِهِمْ

اور آج تم اس دن سے جبکہ تم اُن کے صلبوں میں تھے زیادہ

بِبَعِيدٍ وَاللّٰهِ مَا أَسْمَعَهُمُ الرَّسُولُ شَيْئًا إِلَّا وَهَا

دور نہیں ہو بخدا پیغمبر اسلام انھیں جو باتیں سنا چکے ہیں

أَنَا ذَا الْيَوْمَ مُسْمِعُكُمُوهُ وَمَا أَسْمَاعُكُمُ الْيَوْمَ بِدُونِ

آج میں بھی تمھیں سنا رہا ہوں اور آج کے دن تمہارے کان بھی سامنے کل

أَسْمَاعِهِمْ بِالْأَمْسِ وَلَا شُقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارُ وَلَا

اُن کے سامنے تھے کوئی انکے غیر نہیں اور ان کے لئے کل جو آنکھیں کھول دی گئی تھیں

جُعِلَتْ لَهُمُ الْأَفْئِدَةُ فِي ذٰلِكَ الْأَوَانِ إِلَّا وَقَدْ

اور جو دل اس وقت قرار دئے گئے تھے ویسے ہی

أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ وَاللّٰهِ مَا بُصِّرْتُمْ بَعْدَهُمْ

دل اور ایسی ہی آنکھیں اسوقت تمھیں بھی عطا کی گئی ہیں بخدا تمھیں انکے بعد کوئی ایسی چیز

شَيْئًا جَهِلُوهُ وَلَا أُصْفِيتُمْ بِهِ وَحُرِمُوهُ وَلَقَدْ نَزَلَتْ

نہیں دکھائی گئی جسکو وہ نہ جانتے ہوں اور نہ کسی ایسے امر کیلئے تمہارا انتخاب کیا گیا جس سے وہ محروم رکھے گئے

بِكُمُ الْبَلِيَّةُ جَائِلًا خِطَامُهَا رِخْوًا بِطَانُهَا فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

ہوں بیشک امتحان و آزمائش تمپر اس طرح وارد ہو گئی ہے کہ اس (سرکش ناقہ) کی مہار متحرک اور اسکا تنگ ڈھیلا

مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ الْغُرُورِ فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ مَمْدُودٌ

دیکھو اب یہ گرد و فریب جن چیزوں میں گھرے ہوئے ہیں وہ تمھیں دھوکہ میں نہ ڈالیں کیونکہ یہ دنیا وہ سایہ

إِلٰى أَجَلٍ مَعْدُودٍ

جو ایک معین مدت تک دراز ہو کر ختم ہو جائے گا

## خطبہ ۹۳

اسمیں پروردگار عالم کے صفات کا تذکرہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَالْخَالِقِ مِنْ غَ

حمد تمام تر اس خدا کیلئے سزاوار ہے جو بے دیکھے پہچانا ہوا اور بے غور و فکر کے پیدا کرنیوالا ہے

۵۱ ابن ابی الحدید تحریر فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت تو اپنے اصحاب سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ جیسے احکام پیغمبر اسلام اپنے عہد کے مسلمانوں کو دیتے تھے ویسے ہی میں بھی تمھیں بتا رہا ہوں مگر یہ کچھ میں نہیں سمجھ کہ تم مسلمان تو ویسے ہی ہو مگر جس طرح وہ لوگ پیغمبر کی اطاعت کرتے تھے اسطرح تم کیوں اطاعت نہیں کرتے ہو علامہ محمد عبدہ کی اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ عہد رسول کے مسلمانوں میں اطاعت کا جذبہ کارفرما تھا اور وہ رسول کے ہر حکم کی اطاعت کرتے تھے مگر چونکہ تاریخوں سے یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہونچتی اور عہد رسول کے مسلمانوں کی قدم قدم پر اس طرح سرتابیاں نظر آتی ہیں کہ کہیں پیغمبر اگر زید بن حارثہ کو علمدار لشکر بناتے ہیں تو انکے ہمراہ جانے سے انکار کیا جاتا ہے میدان جنگ میں لڑنے کا حکم دیتے ہیں تو اس سے سرتابی کی جاتی ہے اپنے بعد کے انتظامات کے متعلق تحریر لکھنے کے لئے قلم و دوات طلب فرماتے ہیں تو معاذ اللہ پیغمبر پر ہذیان گوئی کا اتہام لگا دیا جاتا ہے۔ علامہ محمد فی کے مقابلہ میں مفتی ابن جنیۃ نے اس عبارت کی جو شرح لکھی ہے وہ زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے موصوف نے لکھا ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری حالت اس وقت بالکل عہد رسول کے مسلمانوں جیسی ہے کہ جس طرح پیغمبر اپنے عہد میں جب کوئی حکم دیتے تھے تو کچھ لوگ انکی اطاعت فرمانبرداری کرتے اور کچھ ازراہ سرکشی اسکی مخالفت کرتے تھے بعینہٖ آج جب میں تمھیں حکم دیتا ہوں تو تم میں سے جو عارف و باخبر ہیں وہ تو میری اطاعت کرتے ہیں اور جو جاہل اور فتنہ پرداز ہیں وہ اطاعت کرنے سے انکار کرتے ہیں درانحالیکہ خود میری حالت یہ ہے کہ میں انھیں کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیتا جس کا عہد رسول کے مسلمانوں کو حکم نہ دیا گیا ہو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مخالفت کا داعی کیا امر ہے ۔ ۱۲

۵۲ اس مقام پر بلیہ سے مراد فتنہ معاویہ ہے جس سے بڑھ کر مسلمانوں پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی ۔ نصائح کافیہ صفحہ ابن ابن محمود سے جو روایت نقل کی گئی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بنی امیہ کا ہر فرد ایک مجسم فتنہ تھی چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ عن ابن مسعود قال ان لكل دين افة وافة هذا الدين بنوامية ہر مذہب میں ایک فتنہ ہوتا ہے اسلام کا فتنہ بنی امیہ ہیں علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں جس جماعت کو شجرہ ملعونہ سے تعبیر کیا ہو اس کا فتنہ ہونا کیا مستبعد امر ہو سکتا ہے ۔ ۱۲

رؤيته الّذي لم يزل قائماً دائماً اذ لا سماء ذات
وہ اس وقت سے برابر باقی اور موجود ہے جب نہ برجوں والا آسمان
ابراج ولا حجب ذات ارتاج ولا ليل داج ولا بحر
تھا نہ بڑے بڑے دروازوں والے حجاب نہ تاریک رات نہ پُرسکون
ساج ولا جبل ذو فجاج ولا فجّ ذو اعوجاج ولا ارض
سمندر تھے نہ گھاٹیوں والے پہاڑ نہ موڑ دار گھاٹیاں نہ زمین کا گہوارہ تھا
ذات مهاد ولا خلق ذو اعتماد ذلك مبتدع الخلق
نہ غور و فکر کی مالک مخلوق بیشک یہی خدا مخلوقات کو پہلے پہل بنانے والا
ووارثه واله الخلق ورازقه والشمس والقمر
اور ان کے فنا ہو چکنے کے بعد بھی باقی رہنے والا انکا معبود اور انہیں روزی دینے والا ہے چاند سورج اس کی
دائبان في مرضاته يبليان كلّ جديد ويقرّبان
خوشنودیوں کی راہوں میں گردش کناں اور ہر نئی چیز کو کہنہ اور ہر دور منزل کو
كلّ بعيد قسم ارزاقهم واحصى آثارهم واعمالهم
قریب بنا دینے والے (فلک پیما اجرام) ہیں اس نے مخلوقات کی روزیاں تقسیم فرمائیں وہ ان کے افعال و اعمال
وعدد انفاسهم وخائنة اعينهم وما تخفي صدورهم
کو جانتا اور ان کے ترچھے چشم کے اشاروں جن رازوں کو ان کے سینے چھپائے
من الضمير ومستقرّهم ومستودعهم من الارحام
ہیں اور آباء و اجداد کی پشتوں نیز ماؤں کے شکموں میں جہاں ان کی قرار گاہ
والظهور الى ان تتناهى بهم الغايات هو الّذي
اور محل سپردگی ہے ان تک کو تا آنکہ ان کی عمر کی مدتیں اپنی انتہا تک پہونچیں شمار کر چکا ہے
اشتدّت نقمته على اعدائه في سعة رحمته
اپنے دشمنوں پر کشائش رحمت کے ساتھ اس کا عذاب سخت
واتّسعت رحمته لاوليائه في شدّة نقمته قاهر
اور سختی عذاب کے پہلو بہ پہلو اپنے دوستوں پر اس کی رحمت (کا دامن) وسیع اور کشادہ ہے جو اس سے برسر جنگ ہو
من عازّه ومدمّر من شاقّه ومذلّ من ناواه وغالب
انکو وہ دبا دینے والا اور جو اس کی ٹکر لے اسے تباہ و برباد کرنے والا اور جو اس کی مخالفت کرے اسے وہ ذلیل کرنے والا اور جو اس سے دشمنی رکھے اس پر
من عاداه ومن توكّل عليه كفاه ومن سأله اعطاه
غالب آجانیوالا ہے جو اس پر بھروسہ رکھے اسے وہ دوسروں سے بے نیاز کر دیتا جو اس سے سوال کرے اسے عطا کرتا

۱ اس عبارت میں جو اس کے بعد یہ جملے اسی عبارت میں ذلك مبتدع الخلق تک وارد ہوئے ہیں ان میں پروردگار عالم کی عظمت کا اظہار فرمایا گیا ہے اسی مضمون کو ایک عام پر حدیث نبوی میں اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ کان اللّٰه وما کان شیء معه خدا اس وقت موجود تھا جب کوئی دوسری چیز اس کے ساتھ عالم میں موجود نہ تھی۔

۲ اس مطلب کو قرآن نے بھی پیش کیا ہے جیسا کہ سورہ انعام میں ارشاد ہوا ہے کہ وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو و یعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین خدا کے پاس غیب کی کنجیاں موجود ہیں جنکو اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا

وَمَنْ اَقْرَضَهٗ قَضَاهُ وَمَنْ شَكَرَهٗ جَزَاهُ

جو اسے (عمل صالح کا) قرضہ دیدے اسے وہ (اجر جزیل کی صورت میں) ادا کر دیتا اور جو انکا شکر بجالائے اسے وہ ثواب عطا فرماتا ہے

عِبَادَ اللّٰهِ زِنُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا وَحَاسِبُوْهَا

بندگان خدا قبل اس کے کہ میزان حشر میں تمہیں تولا جائے تم (یہیں) اپنے نفسوں کو تول لو اور قبل

مِنْ قَبْلِ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَنَفَّسُوْا قَبْلَ ضِيْقِ الْخِنَاقِ

اسکے کہ اللہ کیطرف سے تمہارا احساب لیا جائے تم خود ہی اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور رسن گلوگیر کی تنگی سے پیشتر سانس لے لو

وَانْقَادُوْا قَبْلَ عُنْفِ السِّيَاقِ وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ لَمْ يُعَنْ

اور کشش عذاب کی سختی سے پہلے فرمانبردار بنجاؤ اور اچھی طرح جان لو کہ جس شخص کی خدا کی جانب سے اس کے

عَلٰى نَفْسِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ مِنْهَا وَاعِظٌ وَزَاجِرٌ لَمْ

نفس کے خلاف اسطرح اعانت نہ کیجائے کہ اسکے لئے اسی کا وجدان نصیحت کرنیوالا اور تنبیہ کرنے والا بنجائے تو پھر

يَكُنْ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا زَاجِرٌ وَلَا وَاعِظٌ

اسکے لئے اسکے علاوہ اور کوئی نصیحت کرنے والا اور تنبیہ کرنے والا نہ ہوگا

## خطبہ ۹۴

اس خطبہ میں حضرت نے حقائق کائنات کے متعلق بہترین معلومات پیش فرماتے ہیں

تعرف بخطبة الاشباح وهي من جلائل خطبه

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور و معروف ہے اور اسے حضرت علی علیہ السّلام کے جلیل ترین خطبوں میں

عليه السّلام وكان سأله سائل ان يصف الله حتى

شمار کیا جاتا ہے (اسکا واقعہ یہ ہے کہ) حضرت سے ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ اللہ کی اس طرح تعریف و توصیف

كانه يراه عيانا فغضب عليه السّلام لذلك

فرمائیں جیسے کہ آپ اسے اپنی نگاہ سے ظاہر بظاہر ملاحظہ فرما رہے ہیں اس پر حضرت کو غیظ آیا اور آپنے ارشاد فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَالْجُمُوْدُ وَلَا يُكْدِيْهِ

سزاوار حمد وہ خدا ہے جسکو نعمتوں کا روکنا اور کسی کو نہ دینا مالدار نہیں بنا سکتا اور داد و دہش

الْاِعْطَاءُ وَالْجُوْدُ اِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُنْتَقِصٌ سِوَاهُ وَكُلُّ

اسے فقیر اور تہی دست نہیں بنا سکتی جبکہ اس کے علاوہ ہر عطا کرنیوالا نقصان رسیدہ اور ہر

مَانِعٍ مَذْمُوْمٌ مَا خَلَاهُ وَهُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ

روک ٹوک کرنے والا قابل مذمت خیال کیا جاتا ہے بیشک وہ مفید نعمتوں

۱ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے تحریر فرمایا ہے کہ اس جملہ سے حضرت نے اس مطلب کو ادا فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنے اعمال کو افراط و تفریط کے درمیان نقطۂ اعتدال پر رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ افراط و تفریط ہی میزان عمل کے دو پلے ہیں بنا بریں عمل یا حد افراط میں ہوگا یا حد تفریط میں اور چونکہ یہ دونوں چیزیں عمل کے رائگاں جانے کا سبب بنتی ہیں اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کو انکے درمیانی حد اعتدال پر رکھے ۔ ۱۲

۲ محاسبہ کے معنے نفس کے اچھے اور برے کاموں پر نظر رکھنے کے ہیں ارباب تصوف نے سلوک کے جو پانچ مراتب مشارطہ، مراقبہ، محاسبہ، معاقبہ، مجاہدہ قرار دیے ہیں ان میں جیسا کہ ترتیب سے واضح ہے محاسبہ کی منزل تیسری ہے سالکین کے مذاق میں انسان اور اس کے نفس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجارت کیلئے کسی کو اپنا مال سپرد کرے یعنی عقل تاجر اور مقصد فائدہ تزکیہ نفس کا حصول کرنا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عقل شریک کار کے طور پر نفس سے اعانت خواہ ہوتی ہے مگر ہر شریک سے تاجر کو خبردار رہنا پڑتا ہے اس لئے نفس کے معاملہ میں بھی ایسا ہونا ضروری ہے اس کا نام ارباب سلوک مشارطہ رکھتے ہیں دوسری منزل شرطیں فرائض اور ذمہ داریاں متعلق کرنے کے بعد اس امر پر نگاہ رکھنے کی کہ متعلقہ ذمہ داریوں کو شریک نفس صحیح طریقہ پر انجام دے بھی رہا ہے یا نہیں اسی کا نام مراقبہ ہے جس کی تعبیر قرآن میں اس انداز سے کی گئی ہے کہ والذین ھم لاماناتھم و عھدھم راعون تیسری منزل کام کے انجام پا چکنے کے بعد تاجر کی طرح عقل کے لئے شریک کار نفس سے ایفائے شرائط کے مطالبہ کی منزل ہے اسکا نام محاسبہ ہے چوتھی منزل جانچ پڑتال کرنے کے بعد اگر شریک کے معاملہ میں نقصان کا پتہ چلتا ہو تو اسے سرزنش کرنی ہے اسکا نام معاقبہ ہے پانچویں منزل اگر اس پر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے تو اسے قوت کے ساتھ فرائض کی بجا آوری پر آمادہ کرنا ہے اسکا نام مجاہدہ ہے ارباب سلوک کی تعلیم میں حضرت نے تیسری منزل یعنی اس حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ انسان کو ہر آن اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام دے رہا ہے یا نہیں اگر ایسا نہ کیا تو نفس بے لگام ہو کر وہ سب کچھ کر بیٹھے گا جس سے تاجر عقل کا مقصد تزکیہ نفس تباہ و برباد ہو جائے ۔ ۳ لغت میں اشباح اشخاص کو کہتے ہیں چونکہ اس خطبہ میں اشخاص مختلفہ آسمان زمین ہوا و ملائکہ و انسان سماوات و ثوابت وغیرہ کے حقائق اور انکی فلسفیانہ حالتوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس لئے اسکا نام اشباح رکھا گیا ۔ ۱۲

وَعَوَائِدِ الْمَزِيْدِ وَالْقِسَمِ عِيَالُهُ الْخَلْقُ ضَمِنَ اَرْزَاقَهُمْ

در فراوان صلوں اور نعمتوں کا مرحمت فرمانیوالا ہے۔ اس کے عیال یہی مخلوق تمام جنکے رزق کی اس نے

وَقَدَّرَ اَقْوَاتَهُمْ وَنَهَجَ سَبِيْلَ الرَّاغِبِيْنَ اِلَيْهِ وَالطَّالِبِيْنَ

ذمہ داری لی ہے اور انکے آذوقہ کی ایک حد معین فرما دی ہے نیز اپنے لئے اپنی بارگاہ کیطرف رغبت کرنیوالوں اور اسکے پاس جو کرم کے ذخیرے ہیں انکے

مَا لَدَيْهِ وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِاَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْاَلْ

طلبگاروں کیلئے راہ کو واضح کردیا ہے۔ وہ مانگی ہوئی چیزوں کے ساتھ بے مانگی ہوئی چیزوں کی بہ نسبت زیادہ فیاضی و سخاوت کرنیوالا

الْاَوَّلُ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلٌ فَيَكُوْنَ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَالْاٰخِرُ

نہیں وہ ایسا اول ہے جسکی کوئی ابتدا نہیں کہ کوئی چیز اس سے پہلے فرض کیجا سکے اور ایسا آخر ہے

الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ بَعْدٌ فَيَكُوْنَ شَيْءٌ بَعْدَهُ وَالرَّادِعُ

جسکی کوئی انتہا نہیں کہ کوئی شے اسکے بعد ہو سکے تپلیوں کے حجابوں میں چھپنے والے انسانوں کو اپنے ادراک سے روکنے

اَنَاسِيَّ الْاَبْصَارِ عَنْ اَنْ تَنَالَهُ اَوْ تُدْرِكَهُ مَا اخْتَلَفَ

والا ہے کہ وہ اسکی بلند مرتبہ ذات تک پہنچ سکیں یا اسکا ادراک کر سکیں اس پر زمانہ کے انقلاب

عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيَخْتَلِفَ مِنْهُ الْحَالُ وَلَا كَانَ فِيْ مَكَانٍ

وارد نہیں ہوتے کہ جس سے اس کے حالات میں اختلاف و تغیر رونما ہو نہ وہ کسی محل میں ہے

فَيَجُوْزَ عَلَيْهِ الْاِنْتِقَالُ وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ

کہ اس کیلئے حرکت جائز ہو سکے۔ وہ اگر ان تمام چیزوں کو عطا کر دے جنکو پہاڑ ولی کی کانیں

مَعَادِنُ الْجِبَالِ وَضَحِكَتْ عَنْهُ اَصْدَافُ الْبِحَارِ مِنْ

اور سمندروں کی سیپیاں خالص سونے اور چاندی

فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَالْعِقْيَانِ وَنُثَارَةِ الدُّرِّ وَحَصِيْدِ الْمَرْجَانِ

موتیوں کے قیمتی دانوں اور مرجان کی کٹی ہوئی کھیتی کی شکل میں برآمد کرتی ہیں

مَا اَثَّرَ ذٰلِكَ فِيْ جُوْدِهِ وَلَا اَنْفَدَ سَعَةَ مَا عِنْدَهُ وَلَكَانَ

تب بھی یہ عطا اسی کے کرم پر اثر انداز نہ ہوگی اور اسکے پاس جو گنجائش ہے اسکو تمام نہ کر سکے گی

عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْاَنْعَامِ مَا لَا تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْاَنَامِ

اور پھر بھی اسکے پاس جود و عطا کے وہ فراوان ذخیرے ثابت رہینگے جنہیں کبھی بھی دنیا کی طلبگاریاں پایۂ تمام کو

لِاَنَّهُ الْجَوَادُ الَّذِيْ لَا يَغِيْضُهُ سُؤَالُ السَّائِلِيْنَ

کیونکہ وہ ایسی کرم گستر ذات ہے جسکی عطا کو مانگنے والوں کی مانگ کم نہیں کر سکتی

وَلَا يُبَخِّلُهُ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ فَانْظُرْ اَيُّهَا السَّائِلُ

اور پیہم سوال کرنے والوں کے سوال اسکو بخیل نہیں بنا سکتے اے مستفسر دیکھ

ل اس جملہ میں اس امر کی طرف لطیف پیرایہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ فقیروں کے اجتماعی نظام کو باقی رکھنے کیلئے انکی فرض عملی دو افراد و نوع انسانی کا آپس میں ایک دوسرے کے مفاد کی رعایت کرنا صرف ایک ضروری اور اہم ترین فرض ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا فخر و شرف ہے جسکو اس انداز میں ادا فرمایا گیا ہے کہ کائنات عالم کی ہر چیز جس میں انسان بھی داخل ہے خدا کے عیال کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے کسی برادر نوعی کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے تو وہ گویا خدا کے عیال میں سے کسی ایک کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے جسکا شرف محتاج بیان نہیں۔ ۱۲

سه یہ جملہ قناعت کی تعلیم دے رہا ہے اور بتلا رہا ہے کہ انسان کو رزق کے بارے میں بہت زیادہ سرگردان نہ ہونا چاہیے کیونکہ خدا مخلوقات کی روزیوں کا ضامن ہے اور پروردگار عالم نے جتنا رزق جس کا مقدر کیا ہے اسی حالت میں اسکے جود و کرم پر بھروسہ نہ رکھنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں البتہ سعی و تدبیر سے غافل نہ ہونا چاہیے اور رزق کی جستجو میں حدود تک۔ جتنے ہوئے جستجو کو اسی حد تک رکھنا چاہیے جہاں تک متوازن طریقہ پر ہو اور بے صبری کا عنوان نہ طاری ہو۔ ۱۲

سه اگر خدا سے پہلے کسی چیز کو فرض کیا جائے تو خدا ازلی نہ رہے گا نیز اگر اسکے بعد کوئی شے باقی رہ جائے گی تو وہ ابدی نہ رہے گا اور اس کے لئے قدیم ازلی ابدی یعنی سرمدی ہونا ضروری ہے۔ ۱۲

سه اس مقام پر رزق اور عطا کے تذکرہ میں مخلوق کو فقط ارشاد فرمائے گئے ہیں اس لئے ان دونوں کا فرق واضح کرنا ضروری ہے علمائے اعلام میں علامہ غفران مآب اعلی اللہ مقامہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اول عام اور دوسرا خاص ہے۔

ف اس جملہ میں علم کلام کے دقائق ہیں

فَمَا دَلَّكَ الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَائْتَمَّ بِهِ وَاسْتَضِئْ

قرآن مجید نے اس کی جن صفتوں کی طرف تیری راہبری کر دی ہے بس اسی کی پیروی کر اور اسی کی

بِنُورِ هِدَايَتِهِ وَمَا كَلَّفَكَ الشَّيْطَانُ عِلْمَهُ مِمَّا لَيْسَ

ہدایت کے نور سے روشنی حاصل کر اور جن چیزوں کے جاننے کی تجھے شیطان نے زحمت دی ہو یعنی جن چیزوں کے جاننا نہ

فِي الْكِتَابِ عَلَيْكَ فَرْضُهُ وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

تو کتاب اللہ ہی سے تجھ پر فرض ہونا ثابت ہے اور نہ سنت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ اور سیرت

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَئِمَّةِ الْهُدَى أَثَرُهُ فَكِلْ عِلْمَهُ إِلَى اللهِ

ائمہ کرام ہی میں ان کا کوئی نشان ملتا ہے تو اس کی معرفت کو خدا کے سپرد کر دے اور یہ کہہ دے کہ اس کا خدا کو بہتر علم ہے

سُبْحَانَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مُنْتَهَى حَقِّ اللهِ عَلَيْكَ وَاعْلَمْ

کیونکہ خدا کا انتہائی حق تجھ پر صرف انہیں چیزوں کا جاننا ہے جو کتاب اللہ سنت رسول اور سیرت ائمہ سے مستنبط ہوتی ہیں اور

أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِينَ أَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ

جان رکھو کہ راسخین فی العلم (علم میں راسخ اور پختہ کار) وہی لوگ ہیں جو ان پوشیدہ غیبی باتوں کے اجمالی

السُّدَدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُيُوبِ الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةِ

اقرار نے جن کی تفصیل سے یہ نا آشنا ہیں غیب کے ایوانوں کے سامنے

مَا جَهِلُوا تَفْسِيرَهُ مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ فَمَدَحَ اللهُ

نصب کئے ہوئے دروازوں میں گھسنے کے ساتھ داخل ہونے سے بے نیاز بنا دیا ہے تو اللہ نے

اعْتِرَافَهُمْ بِالْعَجْزِ عَنْ تَنَاوُلِ مَا لَمْ يُحِيطُوا بِهِ عِلْمًا

لوگ اپنے علم سے جن چیزوں کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں ان کے علم و ادراک سے ان کے اعتراف عجز و قصور

وَسَمَّى تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيمَا لَمْ يُكَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ

کی مدح کی ہے اور جن چیزوں کی کنہ و حقیقت کے بارے میں انہیں غور و فکر کرنے کی تکلیف نہیں دی ہے ان کے متعلق غور و فکر کے

عَنْ كُنْهِهِ رُسُوخًا فَاقْتَصِرْ عَلَى ذَلِكَ وَلَا تُقَدِّرْ عَظَمَةَ

ترک کا نام ہی رسوخ رکھا ہے بس اسی پر اکتفا کر اور اپنی مختصر مقدار عقل کے بل بوتے پر اللہ کی

اللهِ سُبْحَانَهُ عَلَى قَدْرِ عَقْلِكَ فَتَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ

عظمت و جبروت کا اندازہ کرنے سے باز آ جا ورنہ ہلاک اور گمراہ ہونے والوں میں محسوب ہو جائے گا

هُوَ الْقَادِرُ الَّذِي إِذَا ارْتَمَتِ الْأَوْهَامُ لِتُدْرِكَ

بیشک وہی با اقتدار ذات ہے کہ جب انسانی واہمے (یہ عزم کر کے) چلتے ہیں کہ اس کی قدرت

مُنْقَطَعَ قُدْرَتِهِ وَحَاوَلَ الْفِكْرُ الْمُبَرَّأُ مِنْ خَطَرَاتِ

کی انتہائی حد کا ادراک کر لیں اور شیطانی وسوسوں سے پاک اور مبرا فکر

(بقیہ صفحہ ۳۴۷)

اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ خدا محل تغیرات نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر خدا کو محل حوادث و محل تغیرات و انقلابات فرض کیا جائے گا تو دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو تسلیم کرنا پڑے گا ہوگا یا یہ ہو کہ خدا پر بعد میں طاری ہونے والی حالت کو یا تو کامل مانا جائیگا یا ناقص اگر اسے کامل مانا جائے گا تو خدا کا پہلے ناقص ہونا اور اگر ناقص مانا جائے گا تو اس کا ایک ناقص صفت سے متصف ہونا لازم آئیگا اور یہ واضح ہے کہ ناقص صفت سے متصف ہونیوالا خود بھی کامل نہیں بلکہ ناقص ہی ہوتا ہے اسلئے خدا کا ہر صورت محل حوادث ہونے کی صورت میں ناقص ہونا ضروری ہوگا اور نقص ذات واجب الوجود کے منافی ہے۔ نیز اسلئے بھی اسکا محل حوادث ہونا ناممکن ہے کہ حوادث کا انحصار زمانہ پر ہے اور وہ زمانہ سے مقدم ہے اسلئے زمانے کے حالات اس پر اثر انداز ہی نہیں ہو سکتے۔ ۱۲

۵۶ اس خطبہ میں واقف اسرار کائنات حضرت علی علیہ السلام نے علم کلام کی بہترین معلومات کے پہلو بہ پہلو علم ہیئت علم طبقات الارض جغرافیہ علم کیمیائیات اور فلسفہ اجسام و اجرام کے متعلق وہ گرانقدر افادات بیش بہا خزانے چھپے ہیں سامنے رکھنے کے بعد عقل انسانی محو حیرت ہو جاتی ہے اور اسے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں جتا کر ایسے محیر العقول علمی تحقیقات کے ذخیروں کو تیرہ سو سال پہلے کی دنیا میں جب نہ علم ہیئت کی اٹھان پر آلات رصد تھے نہ زمین کے طبقات کے اندر فطرت کے اتھاہ کارسازی میں مصروف رہنے ہیں ان سے واقفیت حاصل کرنے کے وسائل اعجاز کی کرشمہ سازیوں کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے میدان جنگ میں حامل ذوالفقار کی بہادری و بے جگری اسے بہادران عالم کی صف میں وہ بلند مرتبہ دے سکتی ہے جسکے آگے رستم و سہراب کی شجاعتوں کے نقوش افسانے معلوم ہوتے ہیں اور محراب مسجد کی عبادت گزاری اسکی عبادت نظر آ رہی ہے مسجد کی حدود میں انکے طویل رکوع و سجود کے تاریخی واقعات اس حد پر نظر آتے ہیں جہاں عبادت گزاران عالم کی مجموعی عبادت کا وزن بھی سبک نظر آتا ہے مگر عقل کو یہ تسلیم کرنے میں ہو سکتا ہے کہ کسی قدر تامل ہو کہ دنیا کا اتنا بڑا عبادت گزار اور اتنا بہادر و جنگ آزما بہادر مجاہد بیک وقت دنیا کا سب سے بڑا فلاسفر ہیئت داں اور ماہر طبقات الارض وغیرہ بھی ہو سکتا ہے لیکن اس خطبہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو جائیگی کہ حضرت علی واقعاً دنیا کے عظیم ترین ہیئت داں اور فلسفہ شناس انسان تھے مثال کے طور پر اسی جملہ کو ملاحظہ فرمایئے جس میں حضرت نے فلسفہ قدیم کے بعد نئی دنیا کی جانب اشارہ فرمایا ہے فلسفہ جدید کے ماہرین نے جہاں عصر حاضر تک انکشافات پر بحث و تحقیق کی ہے وہاں انہوں نے اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۴۷)

کرتا ہے جو حیوانات اور انسانوں کی طرح زمین میں بھی نشو و نما کی صلاحیتیں موجود ہیں جسکا ثبوت اُن پہاڑوں کی مد بھی ترقیوں بلندی کی طرح فراہم ہوجاتا ہے جو ایک عہد میں بہت معمولی بلندی اور پھیلاؤ رکھتے تھے مگر آج ان کی سر بلندیاں ایک خاص حیثیت کی مالک خیال کی جاتی ہیں یونہیں کوئلہ کی کانیں ابرک کے ذخائر اور دوسرے معدنیات ارضی بھی اسکی واضح مثال ہیں جنھیں نشو و نما کی توگویا نقا و انکا ہیں اور یہ بظاہر عالم نشو و ارتقا کی صلاحیت و استعداد رکھنے والے تمام عناصر میں ایک قسم کی حیات پائی جاتی ہے جسکے پائی رکھنے والے آثار کی تعبیر سانسوں سے کیجاتی ہے اس نظریہ کی بنا پر اس کے لئے لفظ تنفس کا استعمال کچھ بیجا نہیں اور رہا ری اور اسکی سانسوں میں بہت زیادہ فرق بھی نہیں ہے جس طرح ہم ٹھنڈی و تو شگوار ہوا کو آپنے جسم کے اندر داخل کرکے کثیف نا خوشگوار اور گرم ہوا کی شکل میں باہر نکالتے ہیں اسیطرح وہاں ما وکیتی ٹھنڈی ہوا کی لہروں کو اپنے اندر جذب کرکے حرارت کے جواہر آفریں لباس عطا کرتی اور پھر انکو انفاس کی آمد و شد کے قانون کے ماتحت اپنی صلاحیتوں کے دہن کے ذریعہ برآمد کرتی یہی سطح شگفتہ ہوا ہے جسے چاہے آپ گرم سانسوں سے تعبیر کیجئے یا مواد ہنیہ دکھتے ہوئے گرم و خاک دونوں ماد ے کیلئے معدنیات کی ترکیب میں کام کرتے اس تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے اپنے کلام میں اس وقت جبکہ دنیا میں ان تحقیقات کا نام و نشان بھی نہ تھا اور کسی کو اس کا وہم بھی نہ تھا کہ انسانی فکر کی ترقیاں کبھی اس راز کا انکشاف کرسکیں گی لفظ تنفس کا استعمال کرکے اور وضاحت کیساتھ یہ فرماکر کہ معادن کو اپنی سانسوں کے ذریعہ جو ہر کو برآمد کرتے ہیں اس حقیقت کو بے نقاب فرمادیا آپکا علم کسبی نہیں بلکہ وہبی تھا جس چیز تک نیاتو فلاسفہ و ابطلمیوس کے فکر کی نگاہ نہ پہونچ سکی تھی وہاں آپکے علوم کی رسائی دہ

وَسَاوِسِ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ فِي عَمِيقَاتِ غُيُوبِ مَلَكُوتِهِ

قصد کرتی ہے کہ اس کی سلطنت کے پوشیدہ اسرار کی گہرائیوں تک پہونچ جائے

وَتَوَلَّهَتِ الْقُلُوبُ اِلَيْهِ لِتَجْرِيَ فِي كَيْفِيَّةِ صِفَاتِهِ

دل والہانہ عقیدت (کیسا تھا یہ قصہ کرکے) اسکی جانب متوجہ ہوتے ہیں کہ اسکی صفات کی کیفیت کے سالک بن جائیں

وَغَمُضَتْ مَدَاخِلُ الْعُقُولِ فِي حَيْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصِّفَاتُ

عقل کی راہیں اسکی ذات کا علم حاصل کرنے کیلئے خفا کے اس درجہ تک پہونچ جاتی ہیں جہاں تک صفتیں پہونچ نہیں سکتیں

لِتَنَاوُلِ عِلْمِ ذَاتِهِ رَدَعَهَا وَهِيَ تَجُوبُ مَهَاوِيَ سُدَفِ

پروردگار عالم انھیں جبکہ وہ غیبوں سے قطع رہ پاکر اسکی کنہ ذات کا عرفان حاصل کرنے کیلئے غیبوں کی تاریکیوں کے منافذ

الْغُيُوبِ مُتَخَلِّصَةً اِلَيْهِ سُبْحَانَهُ فَرَجَعَتْ اِذْ جُبِهَتْ

قطع کرتی ہوئی ہیں روک دیتا ہے (روک دینا کام بنا) جب یہ اس روشن حقیقت کا اعتراف کرتی

مُعْتَرِفَةً بِاَنَّهُ لَا يُنَالُ بِجَوْرِ الْاِعْتِسَافِ كُنْهُ مَعْرِفَتِهِ

ہوئی الٹے پیروں لوٹ آتی ہیں کہ بلاشبہ نہ تو اسکی انتہائی معرفت کو سخت گمراہی کے ساتھ حاصل کیا جاسکتا ہے

وَلَا تَخْطُرُ بِبَالِ اُولِي الرَّوِيَّاتِ خَاطِرَةٌ مِنْ تَقْدِيرِ جَلَالِ

اور نہ صاحبان فکر و نظر کے قلب میں اسکی بڑائی عزت اقتدار کا اندازہ کرنے کا کوئی خطور بھی آسکتا ہے

عِزَّتِهِ اَلَّذِي ابْتَدَعَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ امْتَثَلَهُ وَلَا

اسنے مخلوقات عالم کو بلا نمونہ خلق فرمایا بغیر کسی ایسے نمونہ کے جسکی کہ اقتدا کی ہوتی اور بلا کسی ایسے

مِقْدَارٍ احْتَذَى عَلَيْهِ مِنْ خَالِقٍ مَعْبُودٍ كَانَ قَبْلَهُ وَاَرَانَا

معیار کے جسکو کسی پیش رو خالق نے اس سے پہلے مقرر کیا ہوتا اور اس نے اسکی پیروی فرمائی ہوتی اسنے ہم کو

مِنْ مَلَكُوتِ قُدْرَتِهِ وَعَجَائِبِ مَا نَطَقَتْ بِهِ آثَارُ

اپنے اقتدار کے غلبہ اور ان عجیب و غریب باتوں سے جنکے ساتھ اس کی حکمت کی واضح

حِكْمَتِهِ وَاعْتِرَافِ الْحَاجَةِ مِنَ الْخَلْقِ اِلَى اَنْ يُقِيمَهَا

نشانیاں سرگرم نطق ہیں اور مخلوقات کے اس اعتراف کے ذریعہ کہ انھیں ناقابل انکار طریقہ پر

بِمِسَاكِ قُوَّتِهِ مَا دَلَّنَا بِاضْطِرَارِ قِيَامِ الْحُجَّةِ لَهُ عَلَى

اس امر کی احتیاج و ناگزیر ہے کہ وہ انھیں اپنے اقتدار کی تھمداشت کے سہارے روکے رہے وہ وہ چیزیں دکھائیں جنھوں نے

مَعْرِفَتِهِ وَظَهَرَتْ فِي الْبَدَائِعِ الَّتِي اَحْدَثَهَا آثَارُ

ہم کو اسکی معرفت پر حجت کے قائم ہونے کی مجبوری کیوجہ سے قہراً مطلع کردیا اسنے عالم میں جن عجیب و غریب چیزوں کو خلق فرمایا ہے انھیں اسکی

صَنْعَتِهِ وَاَعْلَامُ حِكْمَتِهِ فَصَارَ كُلُّ مَا خَلَقَ حُجَّةً لَهُ

صنعت کی نشانیاں اور حکمت کی علامتیں ظاہر ہوں یہاں تک کہ اسکی ہر مخلوق اسکی ربوبیت کیلئے محکم برہان اور اسکے وجود پر

گا زار ہے جسکو اعجاز معرفت کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ ۱۲ — ٭ یہ تعبیر بھی انتہائی بلیغ ہے پہلے ذہن کا فرض کرنا اور اس کے سوال کے برآمد کرکے وقت کشادہ ہونے کو ہنسنے سے تعبیر کرنا لطیف استعارہ ہے جسکو ارباب ذوق ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ممکن تھا کہ اس مقام پر بجائے تنفلت کے تبسم کا استعمال کیا جاتا مگر اس سے وہ خوبی اطلاعات حاصل نہیں ہو سکتی تھی جو لفظ تنفلت سے حاصل کی گئی ہے کیونکہ تبسم ان آثار مسرت و خوشی کا نام ہے جو ہونٹوں کے اتصال میں رخنہ انداز ہوئے بغیر ایک النوع احساس سرور کی ترجمانی کرتا ہے مگر کسی ایسی چیز کو جو کہ فضا و ہونٹوں کے اندر موجود ہے باہر نکالنے کا ذریعہ نہیں ہوسکتا برخلاف اسکے قہقہ میں ہونٹوں میں اتصال باقی نہیں رہتا اس لئے دہن اپنی ہر موجود چیز کو باہر نکال کر اظہار کرسکتا ہے بنا برین سیپی کی علامات گھر کیلئے (باقی ۳۵۰ پر ملاحظہ ہو)

وَدَلِيلاً عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ خَلْقاً صَامِتاً فَحُجَّتُهُ بِالتَّدْبِيرِ
ایک قوی دلیل ہے پس اگر وہ بے زبان اور خاموش ہے تو اسکی حجت خود اسکی حسن تدبیر کی زبانی بولنے والی ہے اور ایک
نَاطِقَةٌ وَدَلَالَتُهُ عَلَى الْمُبْدِعِ قَائِمَةٌ وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ
خالق حکیم کی ہستی پر اسکی رہنمائی (ناقابل انکار طور پر) ثابت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص
شَبَّهَكَ بِتَبَايُنِ أَعْضَاءِ خَلْقِكَ وَتَلَاحُمِ حِقَاقِ
تیری بنائی ہوئی مخلوق کے اعضا و جوارح کے اختلاف تیری حکمت کے مطابق ردیوش جوڑ وں کے بیٹھنے کی جگہوں کی باہمی پیوستگی میں
مَفَاصِلِهِمُ الْمُحْتَجِبَةِ لِتَدْبِيرِ حِكْمَتِكَ لَمْ يَعْقِدْ غَيْبَ
تجھے انکا شبیہ و نظیر قرار دے اسنے اپنی باطنی فکر (علم و یقین کو) تیری معرفت کی منزل پر محکم بنیادوں پر قائم نہیں کیا
ضَمِيرِهِ عَلَى مَعْرِفَتِكَ وَلَمْ يُبَاشِرْ قَلْبُهُ الْيَقِينَ بِأَنَّهُ
اور اس کا دل کبھی اس اعتقاد و یقین سے ہمکنار ہی نہیں ہوا
لَا نِدَّ لَكَ وَكَأَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّءَ التَّابِعِينَ مِنَ
کہ کائنات عالم میں کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں اور گویا اس نے اتباع کرنے والوں کی پیروی کئے
الْمَتْبُوعِينَ إِذْ يَقُولُونَ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
ہوئے لوگوں سے وہ بیزاری سنی ہی نہیں جبکہ وہ قیامت کے دن کہہ رہے ہونگے کہ خدا کی قسم ہم اس وقت
إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِكَ
جبکہ تمہیں تمام عالموں کے پرورش کرنیوالے خدا کے مساوی اور ہمسر قرار دیتے تھے کھلا گمراہی میں مبتلا تھے بیشک تجھے تیری مخلوقات کے برابر قرار دینے
إِذْ شَبَّهُوكَ بِأَصْنَامِهِمْ وَنَحَلُوكَ حِلْيَةَ الْمَخْلُوقِينَ
والوں نے اسوقت جھوٹ بولا کہ جب انہوں نے اپنے بتوں سے تجھے تشبیہ دی اپنے وہموں سے تجھے مخلوقوں کی صفتوں
بِأَوْهَامِهِمْ وَجَزَّءُوكَ تَجْزِئَةَ الْمُجَسَّمَاتِ بِخَوَاطِرِهِمْ
کے ساتھ موصوف مانا اپنی طبیعتوں سے عام جسم رکھنے والی چیزوں کی طرح تیرے اجزا قرار دئے
وَقَدَّرُوكَ عَلَى الْخِلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوَى بِقَرَائِحِ
اور مختلف قوتیں رکھنے والی خلقت پر اپنے افکار عقلیہ سے تیرا قیاس کیا
عُقُولِهِمْ وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِكَ
میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی سے مساوی فرض کیا اس نے گویا
فَقَدْ عَدَلَ بِكَ وَالْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌ بِمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ
اس کو تیرے برابر مانا اور جس نے کسی کو تیرے برابر مانا وہ یقینی طور پر ان چیزوں کا منکر ہے جن کو
مُحْكَمَاتُ آيَاتِكَ وَنَطَقَتْ عَنْهُ شَوَاهِدُ حُجَجِ
تیری محکم آیتیں لیکر نازل ہوئی اور تیری روشن حجتوں کے گواہ جن کے ساتھ گویا ہوئے ہیں

بقیہ صفحہ ۳۴۷

خشک کے علاوہ کوئی دوسرا مناسب لفظ ہو ہی نہیں سکتا تھا جو بہترین استعارہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا رہا ہے کہ دنیا کے سرمایہ دار اپنے سرمایہ کے بیجا غرور کی بنا پر عطائے فطرت پر لات مار رہے ہیں سرمایہ داری وہی ہے جو اپنی خوشی سے اپنے سرمایوں کو نثر عطا پر خرچ کرتے ہیں۔ ۱۲

ھ سو سو سال قبل جبکہ دنیا ان حقائق سے جنکو آج عصر جدید کے ماہرین علم نجوم انکشاف کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ناواقف تھی اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے اکتشافات جدیدہ کے متعلق جو افادے فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے جسکو دنیا نہ جانتی تھی اور اسکی طرف بھی کوئی توجہ ہوئی کہ مریخ ایک صاحب نشو و نما جاندار جسم ہے امیرالمومنین نے لفظ مصنوعات جو نباتات کیلئے مخصوصاً استعمال کیا جاتا ہے تعبیر فرما کر اس جدید تحقیق کو اسوقت پیش فرما دیا جبکہ اسکا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا نیج البلاغہ کیا مستقبل کے واقعات حقائق کے بھی منکشف ہونے والے سربستہ رازوں کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے ان میں یہ اشارہ بھی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۴۸

لہ یہ کلام صاف طریقہ پر صفات باری کے متعلق ازخود غور و خوض کرنے کی نفی کر رہا ہے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۳۴۹

لہ بعض لوگ اللہ کے لئے لفظ ذات کا استعمال ناجائز قرار دیتے ہیں کیونکہ انکے خیال میں ذات کا لفظ مونث ہے اور خداوند عالم اسماء اور صفات مونثہ کے ساتھ متصف قرار نہیں پا سکتا لیکن ابن ابی الحدید کی رائے ہے کہ لفظ ذات کا استعمال خدا کے لئے دو وجہوں سے صحیح ہے اول تو یہ کہ مسلم اور بار حکما اور علمائے زمانہ نے اللہ کے لئے اس کا استعمال کیا ہے لہذا انکا استعمال خود اپنے مقام جواز استعمال کی سند ہے دوسرے اسلئے کہ یہ لفظ جوہر و عرض کی طرح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا استعمال مونث کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں رکھتا رہ گیا یہ امر کہ اسکی اضافت خدا کی طرف اس لئے جائز نہیں کہ اضافت شے کی اسکے نفس کی طرف نا جائز ہے تو یہ بھی درست نہیں اس لئے کہ یہ مسلمہ خود ہی متقدح ہے۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۳۵۰) لہ غیب کی اضافت ضمیر کی طرف ویسی ہی ہے جیسے کہ سنت کی اضافت موصوف کی طرف کر دی جائے۔ ۱۲

بَيِّنَاتِكَ وَإِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَمْ تَتَنَاهَ فِي الْعُقُولِ

(ینے والے) تو ہی وہ اللہ ہے جو عقلوں کی حدوں میں سماتا نہیں کہ انکے فکروں کی جولانگاہ میں

فَتَكُونَ فِي مَهَبِّ فِكْرِهَا مُكَيَّفًا وَلَا فِي رَوِيَّاتِ خَوَاطِرِهَا

کسی خاص کیفیت پر مشتمل اور انکی طبیعتوں کی غور آفرینیوں کے دائرہ میں حد کا پابند ہو کر

فَتَكُونَ مَحْدُودًا مُصَرَّفًا

عقلی تصرفات کا محل بن سکے

(مِنْهَا) قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَأَحْكَمَ تَقْدِيرَهُ وَدَبَّرَهُ

(اسی خطبہ کا ایک جزو) اسنے جسکو بھی پیدا کیا اس کیلئے ایک خاص مقدار بنائی اور مقدار کی تعیین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا

فَأَلْطَفَ تَدْبِيرَهُ وَوَجَّهَهُ لِوِجْهَتِهِ فَلَمْ يَتَعَدَّ

سکا انتظام فرمایا اور اسمیں لطف و مرحمت کے پہلو ملحوظ رکھے اسے اسکے مقصد آفرینش کی طرف اسطرح متوجہ کر دیا کہ اب وہ اپنی منزل کی

حُدُودَ مَنْزِلَتِهِ وَلَمْ يُقَصِّرْ دُونَ الْاِنْتِهَاءِ إِلَى غَايَتِهِ وَلَمْ

حدوں سے آگے بڑھ سکتا اور نہ مقصد تک پہونچے بغیر رک ہی سکتا ہے اسے جب اسکی مشیت کی راہ پر چلنے

يَسْتَصْعِبْ إِذْ أُمِرَ بِالْمُضِيِّ عَلَى إِرَادَتِهِ وَكَيْفَ

کا حکم دیا گیا تو اسنے اسکے فرمان کو اپنے لئے سخت و دشوار نہیں سمجھا اور وہ ایسا ہوتا بھی کیسے، جبکہ معلوم ہے کہ تمام امور

وَإِنَّمَا صَدَرَتِ الْأُمُورُ عَنْ مَشِيئَتِهِ الْمُنْشِئُ أَصْنَافَ

اسکی (اس) مشیت ہی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں وہ خلاف مصلحت کوئی کام نہیں کرتی وہ طرح طرح کی چیزوں کا خالق ہے

الْأَشْيَاءِ بِلَا رَوِيَّةِ فِكْرٍ آلَ إِلَيْهَا وَلَا قَرِيحَةِ غَرِيزَةٍ

بغیر کسی فکر کے اس (ل) کے جسکی جانب رجوع کی اور بلا کسی ایسے مزاج یا ملکہ طبیعت کے جس کو ان

أَضْمَرَ عَلَيْهَا وَلَا تَجْرِبَةٍ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُورِ

چیزوں کی تخلیق کے محل پر اسنے اپنے دل میں جگہ دی ہو بغیر کسی ایسے تجربے کے جسکو اسنے حوادث زمانہ سے حاصل کیا ہو

وَلَا شَرِيكٍ أَعَانَهُ عَلَى ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْأُمُورِ فَتَمَّ

اور بلا کسی ایسے شریک کے جسنے عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اسکی مدد کی ہو مختصر یہ کہ تنہا اسکی قدرت نے کرشمہ

خَلْقُهُ وَأَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ وَأَجَابَ إِلَى دَعْوَتِهِ وَلَمْ

سازی کی مخلوقات کی خلقت حد کمال تک پہونچی اور انہیں سے ہر ایک نے اسکی اطاعت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسکی آواز پر لبیک اسطرح

يَعْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْمُبْطِئِ وَلَا أَنَاةُ الْمُتَلَكِّئِ فَأَقَامَ

لبیک کہی کہ نہ تو انکے سامنے تاخیر کرنیوالے کی تاخیر آڑے آئی نہ سستی کرنیوالے کی سستی غرض یہ کہ اس نے

مِنَ الْأَشْيَاءِ أَوَدَهَا وَنَهَجَ حُدُودَهَا وَلَاءَمَ بِقُدْرَتِهِ

تمام چیزوں کی نادرستی اور کجی کو درست فرمایا انکی حدیں واضح کیں اور اپنی قدرت سے

لہ یعنے طبیعت کے استنباط کئے ہوئے عقلی اصول کے بغیر اسنے کائنات کی تخلیق فرمائی یہ جملہ ضمناً اس بات پر روشنی ڈال رہا ہے کہ صاحب حس اور بشر مخلوقات جس طرح کوئی نہ کوئی مزاج رکھتی ہے اس طرح اسکے لئے مزاج ثابت نہیں کیونکہ مزاج تو خاص جسم میں ہے اور خدا جسم سے بری ہے ۱۲۔

بَيْنَ مُتَضَادِّهَا وَوَصَلَ أَسْبَابَ قَرَائِنِهَا وَفَرَّقَهَا

باہم ضد ہیں۔ رکھنے والی چیزوں کے مابین اُنس و محبت اور ربط و اتحاد کے رابطے قرار دیئے پھر ان کی جسمانی ہیئتوں

أَجْنَاساً مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْأَقْدَارِ وَالْغَرَائِزِ وَالْهَيْئَاتِ

سے انکے نفوس کے۔ نتھے جوڑے اور انھیں مختلف مقداروں طبیعتوں نیز مختلف شکلیں رکھنے والی جنسوں میں تقسیم فرما

بَدَايَا خَلَائِقَ أَحْكَمَ صُنْعَهَا وَفَطَرَهَا عَلَى مَا أَرَادَ

یہی نرالے پہلے پہل پیدا ہونے والی کائنات ہے جسکی بناوٹ کو اس نے استوار بنایا اور جیسا ارادہ کیا تھا

وَابْتَدَعَهَا (مِنْهَا فِي صِفَةِ السَّمَاءِ) وَنَظَمَ بِلَا تَعْلِيقٍ

ویسی ہی انکی تخلیق فرمائی (اسی خطبہ کا ایک حصہ آسمانوں کے بیان میں) پروردگار عالم نے

رَهَوَاتِ فُرَجِهَا وَلَاحَمَ صُدُوعَ انْفِرَاجِهَا وَوَشَّجَ

آسمان کی بلند و کشادہ اجرام کی منزلوں کو کسی رابطے کے بغیر مربوط بنایا ان کے رخنہائے شگاف

بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَزْوَاجِهَا وَذَلَّلَ لِلْهَابِطِينَ بِأَمْرِهِ وَ

کی اصلاح فرمائی اور انکے دوسرے ہمسر اجرام کے درمیان جذب و تجاذب کے رشتے سے ہم آہنگی پیدا کردی ہے فرمان قضا

الصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهِ حُزُونَةَ مِعْرَاجِهَا نَادَاهَا

کو لیکر نیچے اترنے والے اور مخلوق کے نامہ اعمال کو لیکر اوپر جانے والے ملائکہ کیلئے فلکی زینہ پر چڑھنے کی سختی آسان کردی

بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ فَالْتَحَمَتْ عُرَى أَشْرَاجِهَا وَفَتَقَ

ان آسمانوں کو اسنے اس وقت جبکہ یہ صورت میں دھوئیں کے مانند تھے آواز دی پھر انکے بندھن کے بند رسیاں کی وہ کس کر یکساتھ پیوستہ ہو گئے

بَعْدَ الِارْتِتَاقِ صَوَامِتَ أَبْوَابِهَا وَأَقَامَ رَصَداً

کے بعد اس نے ان آسمانوں کے بند (کسی قسم کا فصل نہ رکھنے والے) دروازوں کو کثیر التعداد اجرام کی صورت میں کھول دیا اور ان کے

مِنَ الشُّهُبِ الثَّوَاقِبِ عَلَى نِقَابِهَا وَأَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ

رخنوں پر چمکتے ہوئے ستاروں کے نگہبان مقرر کئے اور اپنی قوت سے انھیں اس امر سے

تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ بِأَيْدِهِ وَأَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ

روک دیا کہ یہ اپنے مرکز سے ہٹکر شگاف ہوا (فضا) میں گردش کریں نیز انھیں حکم دیدیا ہے کہ

مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ وَجَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا

ہمیشہ اس کے حکم کے سامنے سرنگوں کھڑے رہیں۔ ان اجرام میں سے اس نے چراغ مہر کو اپنے زیر نگین کو روشن کرنیوالی

وَقَمَرَهَا آيَةً مَمْحُوَّةً مِنْ لَيْلِهَا فَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلِ

اور قندیل ماہ کو انکی تلمیع فرمان رات کی (کبھی کم کبھی زیادہ کبھی بالکل بے نور ہو جانیوالی) نشانی قرار دیکر ان دونوں کو انکے سیر و حرکت کی

مَجْرَاهُمَا وَقَدَّرَ سَيْرَهُمَا فِي مَدَارِجِ دَرَجِهِمَا لِيُمَيِّزَ

بنادیا اور فلکی درجات کی منزلوں میں انکی سیر کی ایک حد معین کردی تاکہ اس طرح وہ ان دونوں کے ذریعہ سے

۵۱ ارباب فکر و نظر اس حقیقت پر متفق ہیں کہ ملائکہ عام حیوانات کی طرح کے جسم نہیں رکھتے کیونکہ وہ مادہ سے بالاتر قسم کی مخلوق ہیں لہذا کیونکر ممکن ہے کہ انکے لئے صعود و ہبوط اترنے اور چڑھنے کے وہی معنے قرار دیئے جائیں جیسے کہ عام طور پر انکے استعمال سے جہت فوق کی طرف بلند ہونے اور وہاں سے نیچے کی جانب اترنے کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ اگر ملائکہ کیلئے صعود و ہبوط کا یہی مطلب قرار دیا جائے کہ وہ زمین سے آسمان کی طرف اور آسمان کی بلندیوں سے زمین پر اترتے ہیں تو اول تو ملائکہ کیلئے جسم ثابت ہو جائیگا کیونکہ صعود و ہبوط کے مظاہرات انھیں چیزوں سے متعلق رکھتے ہیں جو جسم رکھنے والی ہیں پھر دوسرے یہ ایک خرابی یہ بھی لازم آئے گی کہ خدا کی طرف صعود خود اس کے لئے جہت و مکان ثابت کر دیگا کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی سمت کے تسلیم کئے بغیر کسی چیز کی جانب کسی چیز کے صعود کرنے یا ان سے اترنے کے کوئی معنے نہیں اور یہ دونوں امر خلاف مسلمات عقل ہیں لہذا یہاں صعود و ہبوط کے معنے یہ ماننا پڑینگے۔ کہ ملائکہ اپنے سے پست مخلوق تک انکے اور انکے خالق کے درمیان واسطہ بنکر اپنے افاضات پہونچاتے اور اس طرح یہ آسمان فیضان الٰہی سے انکی زمین استعداد پہ اترتے اور اپنی اوج عقل پر انکی اعمال کی صورتوں کا عکس لیتے رہتے ہیں۔ اس طرح حسی صعود و ہبوط کی تمثیل باطل ہو جاتی ہے کیونکہ زمین استعداد اور آسمان فیض دونوں عقلی چیزیں ہیں۔ ۱۲

۵۲ انکے لئے آسمان کی طرف بلند ہونے (صعود اعمال مخلوقات سے منعکس ہونے) کے راستے سہل کردئے اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انکے لئے آسمان کے حجابوں کو موجودات عالم سے انکے علوم کا ربط قائم ہونے میں مانع نہیں قرار دیا ہے۔ اور اس طرح آسمان و زمین کے مابین جو فضا ہے وہ انکے لئے قابل وصول و آسان کردی گئی ہے۔

۵۳ ہیئت قدیم آسمان کو جسم خیال کرتی تھی اور بطلیموسی نظام کے ماننے والوں کا یہ بھی خیال ہے کہ افلاک ان شفاف جسموں (درکروی جسم) کا نام ہے جو ایک دوسرے سے پیاز کے درجہ چھلکوں کی طرح متصل ہیں مگر موجودہ ہیئت کی تفصیلات سامنے آکر اس قدیم نظریہ کی بالکل رد کردی چنانچہ جدید کو پرنیکی نظام ہیئت کی تبلیغ میں صاف طور پر تشریحات موجود ہیں کہ آسمان مدارات سیارات کے پیدا کردہ خیالی دائروں کا نام ہے اسکی کوئی واقعی حقیقت نہیں بلکہ سیارات کی زمینیں جن بخارات کے گردوں سے گھری ہوئی ہیں انھیں بخارات ارضیہ کو آسمان سے تعبیر کیا جاتا ہے اسلامی شریعت۔ بطلیموسی نظام کی نہ کبھی پابند تھی نہ آج ہے اس لئے اسلامی نظریات کے (رد) ملاحظہ صفحہ ۳۵۲ پر ملاحظہ

بَيْنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِهِمَا وَلِيُعْلَمَ عَدَدُ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابِ

شب و روز میں تفرقہ کر دے اور ان کی مقداروں سے برسوں کی گنتی اور حساب معلوم

بِمَقَادِيْرِهِمَا ثُمَّ عَلَّقَ فِيْ جَوِّهَا فَلَكَهَا وَنَاطَ بِهَا

ہو سکے پھر اس نے ہر آسمان کی فضا میں اسکے مدار کو معلق فرمایا اور اسکے چھوٹے چھوٹے غیر محسوس چمکتے ہوئے تاروں اور

زِيْنَتَهَا مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِيِّهَا وَمَصَابِيْحِ كَوَاكِبِهَا

ظاہر بظاہر روشنی دینے والے ستاروں کے چراغوں کے ساتھ اسکی آرائش وابستہ کر دی

وَرَمٰى مُسْتَرِقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا وَاَجْرَاهَا عَلٰى

اور چوری چھپے اسرار قدرت پر کان دھرنے والے شیطانوں پر آسکے روشن ستاروں کے تیر چلائے ان ستاروں کو اسنے تسخیر کی

اَذْلَالِ تَسْخِيْرِهَا مِنْ ثَبَاتِ ثَابِتِهَا وَمَسِيْرِ سَائِرِهَا وَ

راہوں پر رواں کر دیا ہے کہ جو انمیں ثابت ہیں وہ ثابت ہی میں حرکت نہیں کرتے جو سیار ہیں وہ سرگرم سیر ہیں ٹھہرتے نہیں جو

هُبُوْطِهَا وَصُعُوْدِهَا وَنُحُوْسِهَا وَسُعُوْدِهَا

منازل شرف کیطرف متوجہ نہیں کیے گئے ہیں وہ اوج پر نہیں کرتے جو اوج پر متوجہ بنادئے گئے ہیں وہ حضیض میں نہیں آتے جو آباد ہیں وہ

مِنْهَا ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهٗ لِاِسْكَانِ سَمٰوٰتِهٖ وَعِمَارَةِ

جو ویران تھے وہ ویران ہی ہیں (اس خطبہ کا ایک حصہ) پھر صانع عالم نے اپنے آسمانوں میں ساکن کرنے اور اپنی سلطنت کی سربلند آسمانی سطح

الصَّفِيْحِ الْاَعْلٰى مِنْ مَلَكُوْتِهٖ خَلْقًا بَدِيْعًا مِنْ مَلَائِكَتِهٖ

کو آباد کرنیکے لئے اپنے معصوم ملائکہ کی نرالی شان رکھنے والی مخلوق کو پیدا فرمایا اور

مَلَاَ بِهِمْ فُرُوْجَ فِجَاجِهَا وَحَشَا بِهِمْ فُتُوْقَ اَجْوَائِهَا

انکے ذریعے سے آسمانی فضاؤں کے شگافوں کی غیر آباد منزل کو بھر دیا اور انکی فضاؤں کی کشادگیوں کو پُر کر دیا

وَبَيْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوْجِ زَجَلُ الْمُسَبِّحِيْنَ مِنْهُمْ

جس کے بعد اب ان ویران کاشانوں کی وسیع حدود میں پاکیزگی کے ترجمان

فِيْ حَظَائِرِ الْقُدُسِ وَسُتُرَاتِ الْحُجُبِ وَسُرَادِقَاتِ

حجابوں کے سرا پردوں اور عظمت و بزرگی کے شامیانوں کے سایہ میں ان

الْمَجْدِ وَوَرَاءَ ذٰلِكَ الرَّجِيْجِ الَّذِيْ تَسْتَكُّ مِنْهُ الْاَسْمَاعُ

تسبیح کرنے والے ملائکہ کی وہ بلند آوازیں گونج رہی ہیں جن سے کان گنگ ہوئے جا رہے ہیں

سُبُحَاتُ نُوْرٍ تَرْدَعُ الْاَبْصَارَ عَنْ بُلُوْغِهَا فَتَقِفُ خَاسِئَةً

انکی پشت پر نور کے وہ روشن طبقات ہیں جو نگاہوں کو انکی (منزل جلال) الوہیت تک رسائی سے روکتے ہیں جسکی وجہ

عَلٰى حُدُوْدِهَا اَنْشَاَهُمْ عَلٰى صُوَرٍ مُخْتَلِفَاتٍ وَاَقْدَارٍ

سے وہ اپنی حدود پر شکستہ رکھتی ہیں ان فرشتوں کو پروردگار عالم نے مختلف شکلوں اور جدا جدا اندازوں

(بقیہ صفحہ ۳۵۲)

متعلق کوئی رائے قائم کرتے وقت ہمیں اس خطرہ کا احساس کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نظریہ سابق ہیئت کے نظریات کے خلاف ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلامی حکما کی واقعی رائے کیا ہے اگر وہ رائے فلسفہ جدیدہ کے خلاف ہے تو ہمیں ہرگز اسکے مقابلہ میں فلسفہ جدیدہ کا لحاظ نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسی حالت میں یقین ہے کہ فلسفہ کی بڑھتی ہوئی ترقیاں کبھی نہ کبھی اصل حقیقت تک ضرور پہونچکر رہیں گی اور وہی حق ثابت ہوگا جسے اسلامی مبصرین نے پیش کر دیا ہے ان خیالات کے ماتحت جب ہم افلاک کے متعلق ائمہ کرام بالخصوص حامل علم لدنی حضرت علی کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی تعلیمات زیادہ تر جدید نظام ہیئت کی تصدیق کرتی ہیں چنانچہ حضرت کا یہ قول کہ آسمان دخان میں تھا اکثر کو برنیکی مسلک کے مطابق ہے یا یوں کہ یہ مسلک حضرت کے خیال کی ترجمانی کر رہا ہے کیونکہ وہ زمینوں کے گرد احاطہ کئے ہوئے بخارات کو افلاک کہتا ہے اور حضرت بھی یہی فرما رہے ہیں کیونکہ بخار اور دخان میں کوئی زیادہ فرق نہیں جیسا کہ حکما کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ دخان بھی بخارات ہیں جنمیں جب آتشین ہوائی اجزا شامل ہو کر سوزش و حدت پیدا کر دیتے ہیں تو انکا نام دخان رکھدیا جاتا ہے ۱۳ سو برس پہلے اسلام کے فلسفی اعظم کے یہ خیالات ہیئت کا وہ معجزہ ہیں جنکی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا حضرت کے اس خیال کی جس نے جدید فلسفہ کی نشو و نما سے بہت پہلے ہیئت قدیم کے عروج و شباب کے دور میں آگے بڑھکر اس کے ٹوٹنے والے مسلمات کی رد فرما کر ہیئت جدیدہ کی تخیلی نکا سنگ بنیاد رکھدیا تھا خود قرآن مجید بھی تائید کر رہا ہے چنانچہ سورہ دخان کی یہ آیت کہ اتی السماء بدخان مبین آسمان کھلم کھلا طور پر دھواں ہے وضاحت کے ساتھ اس مطلب پر روشنی ڈال رہی ہے ۔ ۱۲۰

۵۴ متقدمین فلاسفہ کے نزدیک شہاب ثاقب نہ تو ستارے ہی تھے اور نہ کوئی دوسری فلکی چیز بلکہ وہ خیال کرتے تھے کہ یہ ایک قسم کا لیسدار دہنیت رکھنے والا دھواں ہے جو زمین سے بلند ہو کر جب کرہ نار تک جاتا ہے تو وہاں حرارت گرمی اور اپنی اندرونی یبوست و دہنیت کی وجہ سے اسمیں آگ لگ جاتی ہے جسکی وجہ سے اگر یہ لطیف ہے تو اس کا جلنا محسوس نہیں ہوتا اور اگر کثیف ہے تو ایک لمبے فتیلے کی شکل میں اگر کم ہے تو تھوڑے عرصہ تک اور زیادہ ہے تو کبھی دمدار کبھی زلف دار کبھی شاخدار وغیرہ ایسی شکل میں زیادہ عرصہ تک روشن نظر آتا ہے یہ فضا ر کی (باقی صفحہ ۳۵۴ پر)

مُتَفَاوِتَاتٍ اُوْلِي اَجْنِحَةٍ تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهٖ لَا يَنْتَحِلُوْنَ

پر خلق فرمایا ہے یہ کئی کئی پروں (متعدد عقلی قوی رکھنے) والے فرشتے اسکی جلال عظمت کی تسبیح کرتے ہیں

مَا ظَهَرَ فِي الْخَلْقِ مِنْ صَنْعَتِهٖ وَلَا يَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ يَخْلُقُوْنَ

اور کائنات میں اسکی صنعت کے جو آثار ظاہر و آشکار ہیں نہ تو یہ انکو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور نہ اسبات کا دعوے کرتے

شَيْئًا مِمَّا انْفَرَدَ بِهٖ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

کہ جن چیزوں کو اُسنے تن تنہا پیدا کیا ہے انمیں سے کسی چیز کے یہ بھی خالق ہیں یہ تو اسکے وہ باعزت بندے ہیں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ جَعَلَهُمْ فِيْمَا هُنَالِكَ اَهْلَ

جو کبھی اسکی بات کی مخالفت ہی نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ اسکے فرمان پر عمل پیرا رہتے ہیں انکو اللہ نے انکی بزرگی و پاکیزہ منزلیں

الْاَمَانَةِ عَلٰى وَحْيِهٖ وَحَمَّلَهُمْ اِلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَدَائِعَ

اپنی وحی کا امانتدار قرار دیا ہے اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کو اپنے پیغمبروں

اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَعَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ فَمَا مِنْهُمْ

کی طرف پہنچنے کیلئے ان پر بار کر دیا ہے اور انھیں شبہوں کے عیب سے محفوظ بنا دیا ہے انمیں سے ایک بھی

زَائِغٌ عَنْ سَبِيْلِ مَرْضَاتِهٖ وَاَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ الْمَعُوْنَةِ

اسکی خوشنودیوں کے راستہ سے منحرف نہیں ہے پروردگار عالم نے اپنی اعانت کے فائدوں سے انکی امداد فرمائی

وَاَشْعَرَ قُلُوْبَهُمْ تَوَاضُعَ اِخْبَاتِ السَّكِيْنَةِ وَفَتَحَ لَهُمْ

انتہائی تواضع و انکسار کو انکا شعار بنا دیا ہے انکے لئے اپنی منزل تعظیم و تکریم تک پہنچنے کے لئے (وہ) سہل و آسان دروازے کھول دیئے ہیں

اَبْوَابًا ذُلُلًا اِلٰى تَمَاجِيْدِهٖ وَنَصَبَ لَهُمْ مَنَارًا وَاضِحَةً

رہنمائی شیطان کی روک ٹوک پر پڑ (نقش مارہ کی مخالفت) اپنی توحید کی بلند بولا پر ان کی شعور کا موکھڑ روشن بنانے کے لئے

عَلٰى اَعْلَامِ تَوْحِيْدِهٖ لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُوْصِرَاتُ الْاٰثَامِ وَلَمْ

چراغ کیطن مینار قائم کر دیئے ہیں نہ انھیں پشت انسانیت کو بوجھل بنا دینے والے گناہوں نے بوجھل بنایا اور نہ

تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامِ وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ

شب و روز کے حوادث و تغیرات نے ان پر قابو پایا نہ شبہوں نے اپنے گمانوں سے

بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُوْنُ عَلٰى مَعَاقِدِ

انکے پختہ ایمان کے نشانہ پر تیر برسائے نہ گمانوں نے انکے یقین کے عقیدوں پا اس کی منزل ہو

يَقِيْنِهِمْ وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْاِحَنِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَلَا

پر ہجوم کیا نہ انکے درمیان بغض و کینہ کے چقماق نے کبھی آگ روشن کی نہ حیرت سرایمگی

سَلَبَتْهُمُ الْحَيْرَةُ مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهٖ بِضَمَائِرِهِمْ وَمَا

نے انکے دلوں سے اس کی جو معرفت ملاقات کر چکی تھی اور جو اس کی بزرگی کی

(بقیہ صفحہ ۳۵۲) حادث چیزیں ہیں جنکو ستارہ کہنا مجاز ہی مجاز ہے نئی تحقیق انکو حادثات میں شمار نہیں کرتی ہے بلکہ مستقل ستارے تسلیم کرتی ہے جو کہ فضا میں دیگر سیارات کی طرح دورہ کرتے رہتے ہیں امیر المومنین نے رنجہائے اجرام سیارات کا پیوند بنا کر اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ شہب سیارات سے اجرام سے کوئی جداگانہ چیز نہیں ہیں بلکہ یہ بھی ستارے ہیں اور جو کہ حادثوں میں داخل نہیں ورنہ انکے لئے یہ جملہ استعمال ہوتا کہ انکو رنجہائے فلکی پر نگہبان بنا رکھا دیا ہے نگہبان وہی بنایا جاتا ہے جو کسی مستقل وجود کا مالک ہو غیر متعین اتفاقی ہستی رکھنے والی چیزیں جنکے وجود کیلئے کوئی وقت ہے نہ زمانہ محافظ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں ۵ قدیم فلسفہ کا نظریہ ہے کہ جرم قمر بے نور اور ایک آسمان کے تخن میں اٹکا ہوا ہے اور بذات متحرک نہیں بلکہ حرکت فلک کے ساتھ متحرک ہے اس کلام میں ان دونوں خیالوں کی حضرت نے پر زور رد فرمادی ہے دوسرے خیال کی رد اس عنوان سے فرمائی ہے کہ اجرام ہائی سنا زل قمر ایمان دونوں کو اللہ نے انکی مدارات پر رواں کر دیا ہے اور جیسا کہ آج جدید فلسفہ کہتا ہے کہ چاند زمین کے گرد اپنے مدار پر دورہ کرتا ہے حضرت کے خیال میں وہ ساکن مرکوز نہیں بلکہ بالتبعیت سیار ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ بجائے اجرام ہائی قمر اجرام ہا کا سماں قمر ہا فرماتے دوسرا خیال کہ جرم قمر بے نور ہے اسکی رد اس طرح واضح ہے کہ آپ نے لفظ تاریک کے بجائے محو کا لفظ استعمال فرمایا جسکے معنے میں مٹا ہوا اور ظاہر ہے کہ کسی چیز میں مٹتی وہی چیز ہے جو اس کے اندر پہلے سے موجود ہو اور بعد میں نہ رہے اس بنا پر حضرت کے اس لفظ کا اگر کوئی ترجمہ کیا جا سکتا ہے تو صرف یہ کہ اسکا جرم جیسا کہ فلسفہ جدید کہتا ہے تو روشن مگر اسکی روشنی بتدریجی رفتار کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے کیا ۱۳ سو سال پہلے بغیر آلات کی مدد کے ان مخفی اسرار قدرت پر مطلع ہو کر انھیں بیان کرنا اسکا واضح ثبوت نہیں کہ ہمارے ائمہ حکمت الٰہیہ کے حامل ہیں ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۵۳) قدیم ہیئت دانوں کا خیال تھا کہ افلاک نفس مجردہ کا نام ہے اور یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں حضرت نے اس خیال کی پرزور رد فرمائی کہ افلاک آسمان نہیں بلکہ سیارات کے وہ مدارات ہیں جو آسمانوں یا فضاؤں کی چیزوں میں ایک حلقہ کی طرح معلق ہیں جیسا کہ جدید ہیئت نے برسوں کی تحقیق کے بعد اعتراف کیا ہے اپنا اسکو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نہایت آسانی کیساتھ دعوی کر سکتے ہیں کہ ہیئت جدید (باقی صفحہ ۳۵۵)

سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهِ وَهَيْبَةِ جَلَالَتِهِ فِي أَثْنَاءِ صُدُورِهِمْ

ہیبت وعظمت ان کے سینوں کے اندر جاگزیں ہو چکی تھی اس کو جھنیا

وَلَمْ تَطْمَعْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ فَتَقْتَرِعَ بِرَيْبِهَا عَلَى فِكْرِهِمْ

(شیطانی) وسوسوں نے انکے بارے میں اسبات کی لالچ کی کہ اپنی کثافت کیساتھ انکی فکروں پر غالب آجائیں

مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ وَفِي عِظَمِ الْجِبَالِ

انہیں سے کچھ وہ فرشتے ہیں جو اس سے پیدا کئے ہوئے گرانبار تلاطم بدوش ابروں کے پردوں میں ہیں تو کچھ سربفلک

الشُّمَّخِ وَفِي قَتْرَةِ الظَّلَامِ الْأَيْهَمِ وَمِنْهُمْ مَنْ خَرَقَتْ

پہاڑوں کی بلندی اور سیہ خانہ ظلمت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں انہیں میں وہ بھی ہیں جن کے

أَقْدَامُهُمْ تُخُومَ الْأَرْضِ السُّفْلَى فَهِيَ كَرَايَاتٍ بِيضٍ

(علم ودانش کے) پیروں نے پست طبقات زمین کی تہیں شگافتہ کردی ہیں یہی انکے قدم (الٰہی اقتدار کے و علم کے)

قَدْ نَفَذَتْ فِي مَخَارِقِ الْهَوَاءِ وَتَحْتَهَا رِيحٌ هَفَّافَةٌ تَحْبِسُهَا

سفید جھنڈے کے مانند فضا کی شگافتہ منزلوں میں گڑے ہوئے ہیں (انہیں نہ جنبش ہے نہ اضطراب کیونکہ) انکے قدموں کی بساط کے نیچے

عَلَى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ الْحُدُودِ الْمُتَنَاهِيَةِ قَدِ اسْتَفْرَغَتْهُمْ

(اطمینان کی) وہ پرسکون ہوا ہے جو انہیں (کل ہستی کی انتہائی حدود تک (ہر قسم کی لغزش سے) روکے ہوئے ہے اسکی عبادت کی

أَشْغَالُ عِبَادَتِهِ وَوَصَلَتْ حَقَائِقُ الْإِيمَانِ بَيْنَهُمْ

مصروفیتوں نے انکو اسکے بیگانوں (کی محبت) سے فارغ بنا دیا ہے ایمان کی حقیقتوں نے انکے اور انکے خدا کی معرفت

وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ وَقَطَعَهُمُ الْإِيقَانُ بِهِ إِلَى الْوَلَهِ إِلَيْهِ وَلَمْ

کے درمیان رشتے جوڑ دئیے ہیں اور اسکے یقین نے انہیں اوروں سے منقطع و بیگانہ بنا کر اسکے سودا معرفت کیطرف متوجہ

تُجَاوِزْ رَغَبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهُ إِلَى مَا عِنْدَ غَيْرِهِ قَدْ ذَاقُوا

کر دیا ہے انکی خواہشیں کبھی بھی ان چیزوں سے جو اسکے آستانہ کرم کے پاس ہیں تجاوز کر کے ان چیزوں تک نہیں جاتیں جو اسکے

حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهِ وَشَرِبُوا بِالْكَأْسِ الرَّوِيَّةِ مِنْ مَحَبَّتِهِ

غیروں کے پاس ہیں یہ اسکی معرفت کی شیرینی چکھ چکے اور اسکی محبت کے لبریز جام سے سیراب ہو چکے ہیں

وَتَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَاءِ قُلُوبِهِمْ وَشِيجَةُ خِيفَتِهِ فَحَنَوْا

انکے دلوں کے سیاہ نقطوں (روحانی معارف کی) منزلوں میں اس کے خوف کی جڑیں جاگزیں ہو چکی ہیں

بِطُولِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُورِهِمْ وَلَمْ يُنْفِدْ طُولُ

جب ہی تو انھوں نے اپنی پشتوں کے اعتدال کو اسکی محراب درازی بندگی میں خم کر دیا ہے

الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ وَلَا أَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيمُ

انکے خضوع وخشوع کے سوتے کو اسکی طرف طویل میلان پایاب نہیں بنا تا تقرب کی بڑائی سے بڑی منزل (بھی)

(بقیہ صفحہ ٣٥٣)
کی موشگافیاں قرون مظلمہ کے حجاب اٹھ جانیکے بعد جن تحقیقات کے منظر عام پر آنے کا موقع پا سکیں یہ وہی تحقیقات ہیں جو جزیرۃ العرب کا فلسفی بہت پہلے پیش کر چکا ہے۔ ۱۲۔ ۵۲ آسمان میں ابھی بہت سے ایسے چھوٹے چھوٹے غیر محسوس تارے ہیں جو اسوقت ہماری تحقیق کی نگاہوں سے اوجھل ہیں ہیئت قدیمہ کو یہ حجاب اس امر کی طرف اسوقت متوجہ کر رہا تھا جبکہ عام طور پر سیارات کی تعداد صرف سات ہی مانی جا رہی تھی اور اُسوقت کے ہیئت داں اسپر متفق تھے کہ سیارات ان کے علاوہ دوسرے ہی نہیں ہیئت جدید نے تو بعد میں انکا انکشاف کیا کہ نظام شمسی سے جو سیارے مریخ و عطارد و زہرہ و قمر وغیرہ وابستہ ہیں انکے علاوہ دو ایک کچھ سیارے موجود ہیں جنکو زمین سے انکی بعید ہونیکی وجہ سے صرف بڑی بڑی دوربینوں ہی سے دیکھا جا سکتا ہے اور فی الحال انہیں سے دو ستاروں کی تحقیق ہو سکی ہے جسمیں سے ایک کا نام نپچون اور دوسرے کا اورانوس ہے اور ابھی دوسرے سیارات اپنے انکشاف میں ہیئت جدید کی کاوشوں کا منہ دیکھ رہے ہیں لیکن حضرت علیؑ نے پہلے ہی فرما دیا کہ ان معلوم ستاروں کے علاوہ کچھ اور بھی ستارے ہیں جنکو دیکھا اسکو پچھے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے اور وہ بعد میں معلوم بھی ہوئے ابھی ہیئت جدید کے لئے حضرت کا یہ کلام مزید کاوش کی گنجائش باقی رکھے ہوئے۔ ۱۲۔
۵۳ حضرت نے اپنے اس کلام میں خلاف عصر حاضر نے آج ستاروں کی جن آبادیوں کا انکشاف فرمایا ہے انکو بہت پہلے سے بتلا دیا تھا اس لئے صدیوں بعد تحقیق ہونے والی فلسفی معلومات وافادات میں یہ افادہ بھی خاص اہمیت کا مالک ہے۔ ۱۲

۵۴ ملائکہ سے متعلق علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر ج ۱ ص ٣٧٧ میں بسیط مقالہ سپرد قلم کیا ہے اس میں انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ملائکہ کا وجود فلاسفہ اور متکلمین کے لئے ناقابل انکار ہے اور عقلاً اس امر میں کہ اس گروہ کی حقیقت و ماہیت کیا ہے تو ہماتک تو سبھی متفق ہیں کہ ملائکہ مادہ سے مفارق و مجرد مخلوقات ہیں جو اپنے وجود میں کسی محل کے محتاج نہیں اور وجود مستقل قائم ہیں رہا یہ امر کہ وہ صاحب حیز و مکان و وضع ہیں یا نہیں اسمیں دو گروہ ہو گئے ہیں کچھ اہل ہاں تو انکے لئے حیز تسلیم کرتے ہیں اور کچھ اسکے خلاف ہیں جو لوگ حیز تسلیم کرتے ہیں انکے بھی مختلف نظریات رکھنے والی جماعتیں اور طبقات ہیں اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ ملائکہ لطیف ہوائی جسم رکھتے ہیں اور انہیں مختلف اشکال (باقی صفحہ ٣٥٦ پر ملاحظہ)

الزُّلفةِ ربِّهم خشوعهم ولم يتولّهم الاعجاب فيستكثروا

ان سے فروتنی کی رسن کو علیحدہ نہیں کرتی۔ خود پسندی ان پر قابو نہیں پاتی کہ وہ (اس کی وجہ سے)

ما سلف منهم ولا تركت لهم استكانة الاجلال

پہلے اپنے جو طاعتیں ہو چکی ہیں انکو زیادہ سمجھنے لگیں نہ فروتنی ہیبت جناب باری نے انکے لئے اپنے اچھے کاموں

نصيباً في تعظيم حسناتهم ولم تجر الفترات فيهم

کو عظیم سمجھنے کا کوئی حصہ باقی چھوڑا ہے۔ سستیاں ان کے جسموں میں طول مشقت کے باوجود

على طول دؤوبهم ولم تغض رغباتهم فيخالفوا عن

رواں ہوتی۔ نہ انکی رغبتیں کم ہونے پر آتی ہیں کہ یہ اپنے پالنے والے کی امید سے مخالفت کرنے لگیں

رجاء ربهم ولم تجف لطول المناجاة اسلات

نہ مناجات کے کثرت سے انکی (تسبیح و تہلیل کرنیوالی) زبانوں کے کنارے خشک ہوتے ہیں

السنتهم ولا ملكتهم الاشغال فتنقطع بهمس

نہ دنیا کے کاروبار ان پر مسلط ہوتے ہیں کہ انکی آوازیں اس کی بارگاہ کے سامنے

الجؤار اليه اصواتهم ولم تختلف في مقاوم الطاعة

آہستہ دعا کرنے سے باز آجائیں نہ اطاعت و فرمانبرداری کی صفوں میں انکے کاندھے (رحمت تقرب سے)

مناكبهم ولم يثنوا الى راحة التقصير في امره

منحرف ہوتے ہیں نہ یہ اس کے حکم (کی تعمیل) میں کوتاہی کے آرام کی طرف اپنی

رقابهم ولا تعدو على عزيمة جدهم بلادة

گردنیں موڑتے ہیں نہ انکی سعی فکر پر غفلتوں کی بے شعوری حملہ آور ہوتی ہے اور نہ ہی

الغفلات ولا تنتضل في هممهم خدائع الشهوات

انکی (بلند) ہمتوں پر نفس امارہ کی فریب دینے والی خواہشیں تیر برساتی ہیں

قد اتخذوا ذا العرش ذخيرة ليوم فاقتهم ويمّموه

انھوں نے مالک عرش (خدا) کو اپنی احتیاج کے دن کیلئے ذخیرہ بنالیا ہے اور جبکہ ساری دنیا

عند انقطاع الخلق الى المخلوقين برغبتهم لا

اسکی بنائی ہوئی خلقت کیطرف کٹ کر چلی گئی ہے یہ اپنی رغبت کے ساتھ صرف اسی کی طرف متوجہ ہیں

يقطعون امد غاية عبادته ولا يرجع بهم الاستهتار

یہ کبھی اسکی مدت عبادت کی انتہا کو تمام نہیں کرتے اور انھیں اسکی پابندی اطاعت کی امنگ

بلزوم طاعته الا الى مواد من قلوبهم غير منقطعة

اگر پلٹاتی ہے تو بس انکے دلوں کے انھیں (خلوص در کنار) چشموں کی طرف جو

## بقیہ صفحہ ۳۵۳

اختیار کرنیکی صلاحیت و استعداد پائی جاتی ہے نجم پرستوں کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ یہی سعد و نحس ستارے ہیں جو حیات و نطق کی صفتوں سے متصف ہیں اور انھیں سے جو سعد ہیں انکی ملائکہ رحمت اور جو نحس ہیں انکی ملائکہ عذاب سے تعبیر کیا گئی ہے۔ مجوسیوں اور یہودیوں کا ایک بڑا طبقہ عالم کو نور و ظلمت کی دو ازلی شعاعوں ماہیت با اختیار و اقتدار جداگانہ نفس و صورت رکھنے والی اصلوں سے مرکب مانتا ہے اور اسکا خیال ہے کہ جوہر نور مبدا کرامت و رحمت ہے جسکی تدبیر خلقت اولیاء اللہ کی باعث ہوتی ہے اور جوہر ظلمت مبدا شر و فساد ہے جس سے اعداء اللہ کی خلقت ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ خلقت عالم کا سبب یہی دونوں جوہر ہی بنے ہیں انھیں سے مبدا کرامت مدبر کائنات نور کو ملائکہ اور مبدا و شرارت مدبر ظلمت کو شیاطین سے تعبیر کیا جاتا ہے کچھ جماعتیں ایسی بھی ہیں جو ملائکہ کو متحیز او جسم پر مشتمل خیال نہیں کرتیں انھیں سے نصاریٰ کا مسلک یہ ہے کہ ملائکہ مادہ سے مجرد انتہائی صفات و شفاف جوہر رکھنے والے نفوس اور شیاطین مادہ سے مجرد خبیث جواہر نفوس رکھنے والے گروہ کا نام ہے فلاسفہ کا مذہب ہے کہ ملائکہ ان مادہ سے مجرد غیر متحیز قائم بذات عقلی نفوس کا نام ہے جو اپنی ماہیت میں نفوس ناطقہ انسانی سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں اور انکا علم و قدرت انسانی علم و قدرت کے مدارک سے بلند و بالا ہونے کی وجہ سے انکی نابینائیوں سے نفوس بشری کو آفتاب کی روشنی سے نقوش کی طرح مستفید کرتا رہتا ہے انہیں کچھ جس طرح ہمارے نفوس تدبیر ابدان کا کام کرتے ہیں اسی طرح وہ تدبیر اجرام کرتے کچھ تدبیر انتظام سے کنارہ کش ہو کر عبادت کے راہوں پر کچھ عالم زیریں کی تدبیر و انتظام کا کام انجام دیتے اور جو جوہر خیر رکھتے ہیں کچھ انکے خلاف

جو جوہر شر رکھتے ہیں پہلی قسم ملائکہ مدبرین سموات دوسری قسم ملائکہ مقربین تیسری قسم ملائکہ موکلین تقاع ارض چوتھی شیاطین کی ہے۔ قرآن میں انکی آٹھ قسمیں شمار کرائی گئی ہیں حاملین عرش جیسا کہ ارشاد ہوا ہے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ تمہارے رب کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہونگے حاملین عرش جیسا کہ ارشاد ہوا کہ وتری الملائکۃ حافین من حول العرش تم دیکھو گے ملائکہ کو عرش کے گرد جمگھٹا کیے ہوں گے اکابر ملائکہ جبرئیل و میکائیل وغیرہ ملائکہ جنت جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب جنت میں انکے پاس ہر دروازے سے ملائکہ آئیں گے ملائکہ نار جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ جنہیں اصحاب نار کا پہلو نشین ملائکہ کو قرار دیا ہے ملائکہ موکلین جیسا کہ ارشاد ہوا ہے (باقی صفحہ ۳۵۷)

مِنْ رَجَائِهِ وَمَخَافَتِهِ لَمْ تَنْقَطِعْ أَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ

و امید و بیم سے کبھی خالی ہونیوالے نہیں انکے خوف و خشیت کے رشتے کبھی ٹوٹتے نہیں کہ یہ اپنی جد و جہد

فَيَنُوا فِي جِدِّهِمْ وَلَمْ تَأْسِرْهُمُ الْأَطْمَاعُ فَيُؤْثِرُوا

میں سستی کرنے لگیں نہ لالچیں انھیں (اپنے دام میں) اسیر کرتی ہیں

وَشِيكَ السَّعْيِ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوا مَا

(عالی) کوشش کو جلد ہونیوالی سعی پر ترجیح دیدیں۔ نہ یہ اپنے گذشتہ اعمال خیر

مَضَى مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوِ اسْتَعْظَمُوا ذَلِكَ لَنَسَخَ الرَّجَاءُ

کو عظمت و بزرگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر یہ کہیں اپنے پیش رو کاموں کو بہت زیادہ

مِنْهُمْ شَفَقَاتِ وَجَلِهِمْ وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي رَبِّهِمْ بِاسْتِحْوَاذِ

سمجھیں تو امید و رجا انکی خوف و خشیت کی دہشتوں کو ختم (ہی کر کے) رکھدیں نہ اپنے اوپر شیطان

الشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُفَرِّقْهُمْ سُوءُ التَّقَاطُعِ وَلَا تَوَلَّاهُمْ

کے حاوی ہو جانے کی وجہ سے یہ اختلاف کرتے ہیں نہ انھیں باہمی بغض و عداوت نے براگندہ

غِلُّ التَّحَاسُدِ وَلَا شَعَّبَتْهُمْ مَصَارِفُ الرِّيَبِ وَلَا

بنایا ہے نہ آپس کا رشک و حسد ان پر مسلط ہوا نہ شبہوں کے چکروں نے انھیں پریشان

اقْتَسَمَتْهُمْ أَخْيَافُ الْهِمَمِ فَهُمْ أُسَرَاءُ إِيمَانٍ لَمْ

اور پست ہمتوں نے انھیں مختلف جہتوں میں تقسیم کیا۔ غرضکہ یہ سب ایمان کے وہ قیدی ہیں

يَفُكَّهُمْ مِنْ رِبْقَتِهِ زَيْغٌ وَلَا عُدُولٌ وَلَا وَنًى وَلَا فُتُورٌ

جنکو اس کی رسن سے انحراف و روگردانی سستی و کاہلی کوئی چیز چھڑا نہیں سکتی

وَلَيْسَ فِي أَطْبَاقِ السَّمَاءِ مَوْضِعُ إِهَابٍ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ

اور آسمانوں کے طبقوں میں کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی سجدہ کرنے والا

سَاجِدٌ أَوْ سَاعٍ حَافِدٌ يَزْدَادُونَ عَلَى طُولِ الطَّاعَةِ

یا تیز رو سرگرم سعی عمل فرشتہ موجود نہ ہو یہ اپنے خدا کے طول اطاعت سے اپنے علم میں اضافہ کرتے

بِرَبِّهِمْ عِلْمًا وَتَزْدَادُ عِزَّةُ رَبِّهِمْ فِي قُلُوبِهِمْ عِظَمًا

اور اپنے دلوں میں اس کی عزت کو بزرگی کے ساتھ بڑھاتے رہتے ہیں

(مِنْهَا) فِي صِفَةِ الْأَرْضِ وَدَحْوِهَا عَلَى الْمَاءِ

اسی خطبہ کا ایک حصہ زمین کی کیفیت اور سطح آب پر اسکی حرکت کے بیان میں

كَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى مَوْرِ أَمْوَاجٍ مُسْتَفْحِلَةٍ وَلُجَجِ بِحَارٍ

وہ پروردگار عالم نے جوش و خروش کھاتی ہوئی موجوں کی انتہائی بیچینی اور

### البقیہ صفحہ ۳۵۳

کراماً کاتبین و عن الشمال قعید لا کر انکے دہنے بائیں بیٹھے ہوئے ہیں کا تعین اعمال جیسا کہ ارشاد ہے و ان علیکم لحافظین کراماً کاتبین حضرت پیر کرام کاتبین کو مسلط کر دیا ہوا انھیں نے موکلین احوال عالم انکی تفصیلات کو خود حضرت نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے کہ انھیں سے کچھ حجابوں میں مقیم ہو کر تدبیر امور کرتے کچھ جہازوں کی چوٹیوں پر ہوا در صفیہ کے تحت و تغیرات کی نگرانی کا کام انجام دیتے ہیں اور جیسا کہ فخرالدین نے تحریر کیا ہے کہ نہیں بعد کلام اللہ کلام کلام فی بعض المسالک اعلیٰ و اجل من کلام امیرالمومنین علی علیہ السلام اور صنف ملائکہ کی توضیح و تشریح سے متعلق فلسفی اسلام حضرت علیؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے کلام خدا و رسول کے بعد اسکا عالم کے فلاسفہ و بلغاء فلاسفہ و حکماء میں سے کسی کی عبادت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۱۲

### حاشیہ صفحہ ۳۵۴

لہ اس مقام پر مکنہ اخبات اور تواضع تینوں ہم معنے لفظ ہیں جنکی باہم ربط و ترکیب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے انتہائی خضوع و خشوع کو انکے دلوں کا شعار قرار دیدیا ہے ۱۲

### حاشیہ صفحہ ۳۵۷

لہ اس فصل میں امیرالمومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے زمین کے متعلق اپنے وہ ارشادات عالیہ پیش فرمائے ہیں جنکو فلاسفہ عالم کی نگاہ آلات رصد اور جدید معلومات تحقیق کے باوجود ابتک محسوس نہیں کر سکیں حضرت علی کو عالم کا عظیم ترین فلسفہ داں ثابت کرنے کے لئے یہ افادات جتنا ہمارے لئے مواد فراہم کر دیتے ہیں اس سے زیادہ کی مقام استدلال میں ضرورت ہی نہیں اور اس کا امکان ہے ان منجملہ افادات میں سے جنکو حقائق ارضیہ کے متعلق اس فصل میں پیش کیا گیا ہے ایک اہم ترین چیز کرہ آب اور کرہ زمین کی آفرینش کے متعلق اس پیچیدہ گتھی کو وضاحت کے ساتھ سلجھانا ہے کہ انکی ابتدائی منزل میں کون ہے پانی یا زمین جدید فلسفہ کے شہرہ آفاق مبصرین نے اپنی مایہ ناز تحقیقات سے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ پانی کی خلقت ہر چیز سے مقدم ہے نیز ہیئت قدیم کا یہ خیال غلط ہے کہ کرہ نار کرہ ہوا اور آسمان اول کے درمیان حد فاصل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کرہ ہوا آسمان اول سے اور زمین کرہ آب سے متصل ہے حضرت نے اپنے اس کلام میں اس مسئلہ کو بیان فرما کر بالکل صاف کر دیا کہ اللہ نے زمین کو پانی کی اس سطح پر جو پہلے سے مقرر تھی قائم فرمایا اور اس پانی کے گرد گو اس کلام میں پوری تفصیل نہیں مگر آپ اپنے پہلے خطبہ میں اس کو زمین کی کیفیت اور سطح آب پر اسکی حرکت کے بیان میں فرما چکے ہیں کہ کرہ ہوا کو اللہ نے آسمان سے متصل قرار دیکر کرہ نار کو انکی درمیانی حد پر قرار دیا ہے جیسا کہ اس جملہ سے واضح ہے کہ الهواء من تحتها فتق اسی کے نیچے ہوا کا دامن کشادہ موجود ہے۔ ۱۲

زخارة تلتطم اواذيّ امواجها وتصطفق متقاذفات

زخار سمندر کے ان فراواں پانی کے خزانوں میں جن کو پوری توتکے ساتھ داخل کر دیا جن کی بڑی بڑی موجیں آپس میں تھپیڑے رہی تھیں

اثباجها وترغو زبدا كالفحول عند هياجها فخضع جماح

اور ایک دوسرے کو دبا دینے والی سر بلند لہریں باہم ٹکرا کر اس طرح پھین دے رہی تھیں جیسے مستی کے وقت جانوران نر تو تلاطم

الماء المتلاطم لثقل حملها وسكن هيج ارتمائه اذ

پانی کی سرکشی بار زمین کی گرانی کے سامنے سرنگوں ہو گئی اور اس کے تلاطم کا جوش جو وقت یہ اپنے

وطئته بكلكلها وذلّ مستخذيا اذ تمعّكت عليه

اپنے سینہ سے دبا کے پچھیں ٹھہر گیا اور جب یہ اپنے شانوں (اطراف و جوانب) کے ساتھ لوٹنے (حرکت کرنے) لگی تو ذلیل و خوار

بكواهلها فاصبح بعد اصطخاب امواجه ساجيا

ہو کر سرنگوں اور اپنی موجوں کی شور آفرینی کے بعد ساکن مغلوب اور لگام ذلت کے

مقهورا وفي حكمة الذلّ منقادا اسيرا وسكنت

حلقوں میں (جکڑا ہوا) فرمانبردار قیدی بن گیا۔ پھر اس کے بعد زمین کرہ آب کی زبردست

الارض مدحوّة في لجّة تيّاره وردّت من نخوة بأوه

موجوں میں اپنے مدار کے گرد حرکت کرتی ہوئی ٹھہر گئی اور اس نے اسکی نخوت غرور و تکبر

واعتلائه وشموخ انفه وسموّ غلوائه وكعمته

سرگرانی اور بڑھتے چڑھتے جوش و خروش کو روک کر اسکی بھرپور روانی پر

على كظّة جريته فهمد بعد نزقاته ولبد بعد

اس کا منہ باندھ دیا جس پر یہ اپنی پرجوش گردشوں کے بعد ساکن اور پر ازیں

زيفان وثباته فلمّا سكن هياج الماء من تحت

نازحمت و خیز کے بعد مستقر ہو گیا جب زمین کے شانوں کے نیچے

اكنافها وحمل شواهق الجبال الشمّخ البذّخ على

پانی کا زور رقم چکا اور اللہ بلند چوٹیوں والے سر فلک اونچے پہاڑوں کو

اكتافها فجّر ينابيع العيون من عرانين انوفها وفرّقها

زمین کے کاندھوں پر بار دھر چکا تو اس نے انکی ناکوں کے بانسوں را ونچی چوٹیوں سے چشمے

في سهوب بيدها واخاديدها وعدّل حركاتها

جاری کئے اور انکو وسیع میدانوں اور انکے لمبے لمبے شگافوں میں انہروں کی صورت میں پھیلا دیا اور زمین کی حرکتوں

بالراسيات من جلاميدها وذوات الشناخيب الشمّ

کو انھیں پہاڑوں نے سخت پتھروں اور بلند چوٹیوں والی مستحکم چٹانوں سے معتدل بنا دیا چنانچہ وہ

لہ اس جملہ میں حضرت نے علاوہ اس امر کے کہ زمین متحرک ہے اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ اس میں صرف ایک ہی نہیں بلکہ متعدد قسم کی حرکتیں پائی جاتی ہیں جو سابق میں کسی قدر غیر معتدل تھیں اللہ نے انھیں معتدل فرما کر انکے اضطرابی گردشوں کو دور فرما دیا۔ یہ کہ زمین کو اس نے ساکن پیدا ہی کیا جیسا کہ وسکنت الارض کے جملے سے بطلیموسی نظام ہیئت کے پرستاروں نے استدلال کیا ہے کیونکہ عدل حرکاتہا کا جملہ خود اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ زمین اصل خلقت میں متحرک تھی اور اس میں جو بعض اضطرابی حرکتیں موجود تھیں صرف انکی تعدیل فرمائی گئی اب سکنے بعد فسکنت کے لفظ سے اس استدلال کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی کہ زمین مستقر ہو گئی ہے جسکی وجہ ظاہر ہے کہ تعدیل حرکت اور سکون دو مختلف چیزیں ہیں اور حرکت کے اعتدال کا ہم کوئی ایک عقلمند انسان بھی سکون نہیں رکھ سکتا لہذا عدل حرکاتہا کے بعد فسکنت کے لفظ سے اس حقیقت کے مراد لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہے ہی نہیں کہ زمین اپنی حرکتوں میں نقطۂ اعتدال پر پہنچنے کے بعد غیر موزوں جنبشوں سے بچ گئی اگر زمین میں صرف ایک ہی قسم کی حرکت ہوتی تو اسکے لئے حرکات کے بجائے حرکت کا لفظ استعمال کیا جاتا حرکت کو جمع کے صیغہ کیساتھ استعمال کرکے یہ بھی آشکار فرما دیا گیا کہ ایک ہی نہیں بلکہ کئی قسم کی حرکتیں زمین میں پائی جاتی ہیں چنانچہ علماء ہیئت کی تحقیقات کا جائزہ لینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ واقعی جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے زمین میں آٹھ قسم کی حرکتیں پائی جاتی ہیں جنکی مختصر تشریح الہیئۃ والاسلام میں درج ہے پہلی قسم ہے حرکت محوری یعنی نقطۂ استوا پر زمین کی یہ حرکت پنخیرہ والے اصل مقام پر ہوتی ہے اس نے مکمل حرکت وضعیہ اور حرکت استوائیہ بھی کہتے ہیں اس حرکت کا دورہ ۲۳ گھنٹہ ۵۶ منٹ ۴ سکنڈ میں پورا ہوتا ہے اسی حرکت کی وجہ سے رات دن کا ظہور ہوتا ہے جب اس حرکت کے ساتھ کسی قدر حرکت سالانہ کا جزو شامل کیا جاتا ہے تو حرکت یومیہ پوری ہوتی ہے۔ اور اس کا دورہ ۲۴ گھنٹہ کا تمام ہوتا ہے حرکت حول الشمس یہ حرکت آفتاب کے گرد منطقۃ البروج پر دائرہ بیضوی کی شکل میں ہوتی ہے اس حرکت کا سالانہ دورہ ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ ۹ منٹ ۴۰ سکنڈ میں پورا ہوتا ہے اسی سے فارسی اردو اور نجومی وغیرہ مہینے پیدا ہوتے ہیں۔ حرکت میلی اسی حرکت کے سبب سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ محور زمین دائرۃ البروج کی سطح سے ۲۳ درجہ تقریباً منحرف ہو جاتا ہے یہ حرکت میلیہ غیر مستقل ہے۔ اسی حرکت کی وجہ سے ہر سال آفتاب ہم کو شمال سے جنوب کو ہٹتا ہوا اور پھر وہاں سے شمال کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس امر کو ہم مسئلہ مرکزیت شمس میں بیان کریں گے اور اگر اس حرکت کو اور نیز حرکت یومیہ کو علیحدہ شمار کریں۔

(باقی صفحہ ۳۵۹ پر ملاحظہ ہو)

ن صياخيدها فسكنت من الميدان لرسوب
سطح کے مختلف قطعوں میں پہاڑوں کے پیوست ہونے اور انکی بلندیوں کے شگافوں میں

الجبال في قطع اديمها وتغلغلها متسربة في جوبات
در آنے نیز اپنے ہموار و بلند حصوں کی گردنوں پر انکے سوار ہو جانے کی وجہ

خياشيمها وركوبها اعناق سهول الارضين و
سے اپنے مدار پر حرکت کرتی ہوئی ادھر ادھر جھکولے کھانے سے رک گئی

جراثيمها وفسح بين الجو وبينها واعد الهواء
اسکے بعد اسنے فضا اور زمین کے مابین فاصلہ قرار دیا (اسکے اندر) ہوا کو ساکنان گیتی کے لئے سانس لینے

متنسما لساكنها واخرج اليها اهلها على تمام مرافقها
کی جگہ بنایا اور اسکے رہنے والونکو انکے تمام ضروریات زندگی کیساتھ سیہ خانہ عدم سے نکالکر اسکی طرف منتقل کر دیا

ثم لم يدع جرز الارض التي تقصر مياه العيون
بعد ازاں اس نے زمین کے ان اوسر اور بے آب و گیاہ قطعوں تک کو باقی نہ چھوڑا جن کی بلندیوں تک جانے سے

عن روابيها ولا تجد جداول الانهار ذريعة الى بلوغها
چشموں کا پانی قاصر ہوتا ہے اور دریاؤں کی نہریں ان تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں رکھتیں

حتى انشأ لها ناشئة سحاب تحيي مواتها وتستخرج
یہاں تک کہ انکے سیراب کرنیکے لئے اس نے وہ بلند ابر پیدا کئے جو انکے افسردہ حصوں کو زرخیز بناتے اور

نباتها الف غمامها بعد افتراق لمعه وتباين
(انکے اندر سے) نباتات کو برآمد کرتے رہتے ہیں اسنے ابر کے ٹکڑوں کی باہمی جدائی اور اسکے مختلف درخشاں ٹکڑوں کی باہمی

قزعه حتى اذا تمخضت لجة المزن فيه والتمع
علیحدگی کے بعد ان کو اکٹھا فرمایا پھر جس وقت اسمیں بارش کا کثیر پانی گردشیں بدلنے لگا اور ابر کے کناروں

برقه في كففه ولم ينم وميضه في كنهور ربابه
میں اسکی بجلی چمکنے لگی اور اسکے تہ بہ تہ کشادہ پھیلاؤ میں اسکی چمک کسی طرح خوابیدہ نہ ہوئی

ومتراكم سحابه ارسله سحا متداركا قد اسف
تو اس نے اسے مسلسل موسلا دھار بارش کی شکل میں اپنی رحمت کا پھیلا مینہ بنا کر

هيدبه تمريه الجنوب درر اهاضيبه ودفع
زمین کی طرف بھیجا جسکا دامن زمین پر خطوط دے رہا ہے اور جنوبی ہوائیں اسکے سینہ سے بارش کے دودھ اور

شآبيبه فلما القت السحاب برك بوانيها وبعاع ما
بھاری برسنے والے مینہ کے شدید چھینٹوں کی دھار دلچو دودھ رہی ہیں (الغرض جب ابر کا ناقہ (زمین) اپنے پہلو ٹیکے (پہلو نشین) سینہ کو

(بقیہ صفحہ ۳۵۸)
تو دس ہزار برس ہوجاتی ہے۔ سوم حرکت غریبہ
یعنی ہر ۱۸۰۰ برس میں ایک درجہ منطقۃ
البروج اسکا دائرۃ الاستواء کی طرف
آجاتا ہے یہ حرکت تین درجوں کے زاویے کے
اندر محصور ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتی
جیسا کہ متاخرین نے دریافت کیا ہے اور
نہ وہ رو بہ زوال ہے۔ اسی وجہ سے اسکا خوف
نہیں رہا ہے کہ کسی وقت یہ دونوں دائرے
ایک دوسرے پر منطبق ہو جائینگے اور
قیامت آجائیگی جیسا کہ بعض کا خیال تھا
یورپین حکماء از بسکہ کسی شریعت کے پابند
اور قائل نہیں ہیں اس وجہ سے قیامت وغیرہ
امور کو ایسے ہی خیالی چیزوں پر معلق سمجھتے
ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ قیامت کا ظہور مشیت
قصد مطلقین کے ایک خاص وقت میں ترتیب
خاص و عنوان خاص و محل خاص پر ہوگا۔
خواہ منطقۃ البروج دائرہ استواء پر منطبق
ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالی ایسی وہمی چیزوں کا پابند
نہیں ہے۔ چہارم حرکت نقطتین (یعنی نقطتین حضیض)
(۲۰۵۳۱)
دائرۃ البروج کے محیط کے گرد۔ یہ دورہ
برس میں پورا ہوتا ہے اور بسبب اسکے زمین کے
ساتھ تجاذب کرنا مشتری و زہرہ کا ہے اسی حرکت
کی وجہ سے فصلوں کے زمانے بدلتے رہتے ہیں
کبھی ایک فصل کسی زمانہ میں آتی ہے کبھی کسی میں
۱۲۳۰ء میں نقطہ حضیض نقطہ انقلاب صیفی پر
تھا اس وقت گرمی کی فصل ایام بہار کے ساتھ
تھی۔ اسی حرکت کی وجہ سے زمین آفتاب کے
قریب ہو جاتی ہے چنانچہ نقطہ حضیض میں بہ نسبت
نقطہ اوج کے زمین کا قرب آفتاب سے تین لاکھ
فرسخ بڑھ گیا ہے اسی وجہ سے بہ نسبت سابق کے
قوت جاذبہ آفتاب کی زمین میں بقدر ایک
خمس کے زیادہ ہوگئی ہے اسکی قوت جاذبہ
کے بڑھ جانے کا یہ اثر ہے کہ زمین کی حرکت
اپنے مدار پر ہر دورہ (۲۱) دقیقہ تیز ہوگئی
ہے حالانکہ کل حرکت دوری ہر دورہ
دقیقہ ہے نیز اسی قوت کے زیادہ ہونے کا
یہ اثر ہے کہ زمین کا وہ نقطہ جو آفتاب سے قریب
کی طرف بہنے والی چیزیں بحر اعظم وغیرہ کے مائل ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں پانی کا اجتماع عرض البعید جنوب کی طرف ہے اور آئندہ اسکے برعکس ہو جائیگا یعنی کہ پانچ ہزار برس میں
جبکہ نقطہ حضیض ہمارے شمال کی طرف منتقل ہوگا۔ اس وقت جنوب کا پانی کل شمال کی طرف آجائیگا اور جس طرح آج جنوبی حصہ زمین کا زیر آب ہے اسی طرح شمالی حصہ زیر آب ہو جائیگا
بجائے اس طرف کے آبادی اس طرف ہوگی (پنجم) حرکت تقدیم الاعتدالین (اعتدال ربیعی و اعتدال خریفی) ہے۔ اس حرکت کی وجہ سے ہر ۲۶ ہزار برس میں ایک مرتبہ ثوابت تمام
گردش دائرۃ البروج کے موازات و محاذات میں دکھائی دیتی ہے۔ اس مقام پر قدماء فلاسفہ کا یہ خیال تھا کہ ثوابت سیارات کی فلک میں مرکوز ہیں۔ (باقی صفحہ ۳۶۰ پر ملاحظہ)

اُسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُولِ عَلَيْهَا اَخْرَجَ بِهِ

اس بوجھ کی گرانی کو جسے یہ استقلال کے ساتھ اٹھائے ہوئے تھا زمین پر ڈال دیا تو پروردگار عالم

مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ وَمِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ

اسکے ذریعہ سے زمین کے بے آب و گیاہ قطعوں سے سرسبز پودے اور خشک پہاڑوں سے ہری ہری گھاس کو روئیدہ

فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا وَتَزْدَهِي بِمَا اُلْبِسَتْهُ مِنْ

شاہد گیتی اپنے (انھیں) مرغزاروں کی زیب و زینت پر خوش ہو رہی ہے اور اسے چمکتانوں کی

رَيْطِ اَزَاهِيرِهَا وَحِلْيَةِ مَا سُمِّطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ اَنْوَارِهَا

کلیوں کی جو چادریں پہنا دیگئی ہیں اور تازہ شگوفوں کے جس زیور سے سج دیا گیا ہے اسپر نجوم کر رہی ہے

وَجَعَلَ ذٰلِكَ بَلَاغًا لِلْاَنَامِ وَرِزْقًا لِلْاَنْعَامِ وَخَرَقَ

(انھیں نباتات کو خالق عالم نے ساری دنیا کیلئے زندگی کی ضروری ترین چیز اور (خصوصًا) چوپایوں کیلئے تو رزق ہی قرار دیا اس نے

الْفِجَاجَ فِي اٰفَاقِهَا وَاَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِينَ عَلٰى جَوَادِّ طُرُقِهَا

اطراف و جوانب میں کشادہ راستے کھولے اور رہ نوردوں کیلئے انکے درمیانی حصوں میں روشن نشانات مقرر فرمائے

فَلَمَّا مَهَدَ اَرْضَهُ وَاَنْفَذَ اَمْرَهُ اخْتَارَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب وہ زمین کو ہموار و درست اور اپنے فرمان ایجاد کو نافذ کر چکا تو اس نے حضرت آدم

خِيَرَةً مِنْ خَلْقِهِ وَجَعَلَهُ اَوَّلَ جِبِلَّتِهِ وَاَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ

اپنی مخلوق میں بہترین فرد ہونیکی حیثیت سے منتخب کیا اور انھیں اپنا سب سے پہلا روح انسانی کا مالک مخلوق قرار دیا انھیں

وَاَرْغَدَ فِيهَا اُكُلَهُ وَاَوْعَزَ اِلَيْهِ فِيمَا نَهَاهُ عَنْهُ وَاَعْلَمَهُ

اپنی جنت میں مقیم کیا اور وہیں انکے دسترخوان رزق کو وسیع بنایا اور جن چیزوں سے منع فرمایا تھا ان کے بارے میں پہلے سے بتا دیا

اَنَّ فِي الْاِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضَ لِمَعْصِيَتِهِ وَالْمُخَاطَرَةَ

سمجھا دیا اور انھیں آگاہ کر دیا کہ انپر اقدام کرنے میں اسکی نافرمانی (ترک اولیٰ) کا مقابلہ کرنا اور خود اپنی منزلت کو خطرہ میں ڈالدینا ہے

بِمَنْزِلَتِهِ فَاَقْدَمَ عَلٰى مَا نَهَاهُ عَنْهُ مُوَافَاةً لِسَابِقِ عِلْمِهِ

مگر انھوں نے اس کے سابق علم کے موافق جس چیز سے اس نے انھیں منع فرمایا تھا اسپر اقدام کر ہی دیا

فَاَهْبَطَهُ بَعْدَ التَّوْبَةِ لِيَعْمُرَ اَرْضَهُ بِنَسْلِهِ وَلِيُقِيمَ

جسپر اللہ نے انھیں توبہ کے بعد زمین پر اتار دیا تاکہ دنیا کو ان کی نسل سے آباد کریں اور اپنے بندوں

الْحُجَّةَ بِهِ عَلٰى عِبَادِهِ وَلَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ اَنْ قَبَضَهُ مِمَّا

پر انکے ذریعہ سے حجت قائم فرما دے حضرت آدم کو اپنی بارگاہ تقرب میں بلا لینے کے بعد اس نے کبھی

يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رُبُوبِيَّتِهِ وَيَصِلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

بھی اہل زمین کو ان آیتوں سے خالی نہیں چھوڑا جو اسکی ربوبیت کی دلیلوں کو اور مستحکم بنانیوالی اور انکے اور اسکی معرفت کے درمیان

(بقیہ صفحہ ٣٥٨)

اور وہ فلک خود اس مدت (٢٦ ہزار برس) میں پورا کرتا ہے (ششم) حرکت رقصیہ یا حرکت ارتعاش قمری یہ حرکت زمین کے دونوں محوروں کو عارض ہوتی ہے جسکی وجہ سے ہر ١٩ برس میں ایک برس زمین کا میلان دائرۃ البروج کی طرف ہوتا ہے اس حرکت کا حال حکیم (برادلی) نے ١٧٤٨ء میں دریافت کیا تھا۔ یہ حرکت چاند اور سورج دونوں کی قوت جاذبیت کے اثر سے جو زمین پر واقع ہوتی ہے اور نیز بسبب اسکے سطح ہونے کے قطبین کی جانب اور گول ہونیکے استوائی جانب میں پیدا ہوتی ہے اس حرکت سے زمین کا محور دونوں عقدہ قمری کے دورہ میں ١٨ درجہ اور کبھی ذرا جنوب و شمال کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے (ہفتم) ارتعاش شمسی کتاب حدائق النجوم میں لکھتے ہیں جو مطلب اسکا یہ ہے کہ زمین کا محور بسبب جاذبیت آفتاب کے دونوں قطبوں کی طرف سے مرتعش ہوتا ہے اور ایک سال شمسی میں یہ حرکت پوری ہوتی ہے۔ انتہا اس حرکت ارتعاشی کی ٢٠ درجہ تک ہے (ہشتم) حرکت تبعیہ ہے یعنی زمین کا حرکت کرنا مثل دیگر سیارات کے آفتاب کے ساتھ ساتھ ایک مرکز مجہول کے گرد۔ جسکو ہم مسئلہ مرکز شمس میں بیان کر چکے ہیں بالجملہ ہماری شریعت مقدسہ کے اقوال تحرک زمین کے مسئلہ کو بہت اچھی طرح بیان کر رہے ہیں جن میں سے بعض اقوال کو ہم نے یہاں ذکر کر دیا ہے اور باقی کو آئندہ آنیوالے لوگوں کیلئے چھوڑ دیا ہے جو شریعت مطہرہ کی عزت کو سمجھکر اس کے حق کے ادا کرنے کیلئے تیار ہونگے اور اس قسم کی تحقیق میں انکی رفتار تیز ہوگی۔ ١٢

(حاشیہ صفحہ ٣٥٩)

ف امیر المومنین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ نے اپنے اس کلام میں ایک اہم ترین فلسفی حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا ہے جسکی جلالت قدر کا وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں جنھوں نے طبقات زمین کی پوری سیر کی ہے ظاہری نظریں عیون اور جداول کے دو مختلف لفظوں کے استعمال کو استعمال مرادفات کی حیثیت دے سکتی ہیں لیکن غائر بین نگاہیں اس فرق کا اندازہ کر سکتی ہیں جو ان دو مختلف لفظوں کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے ماہرین طبقات الارض اس مسئلہ کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر مسلسل دھار بارش اور سردی کے باعث منجمد ہو جانیوالی برف بھی پہاڑوں کے حصہ زیریں میں مجتمع ہو جاتا ہے اور کبھی یہ ان غاروں تک پہنچ جاتا ہے جو پہاڑوں کے اندر موجود ہیں اگر پہاڑوں کے اندر منافذ موجود ہیں تو یہ پہاڑ ذخیرہ مجتمع پانی اور مجتمع شدہ نکل پھیل کر ان منافذ کے ذریعہ وادیوں اور میدانوں میں منتشر ہو جاتی ہے انھیں کا نام حقیقتًا جداول ہے اور ان کے باہم مجتمع ہو جانیکے بعد مختلف جدولوں کی روانی صفحہ ٣٦١ پر ملاحظہ ہو

مَعْرِفَتِهِ بَلْ تَعَاهَدَهُمْ بِالْحُجَجِ عَلَى أَلْسُنِ الْخِيَرَةِ مِنْ

رابطہ قائم کرنیوالی تھیں بلکہ اپنے منتخب پیغمبروں اور رسالتوں کا بار گراں اٹھانے والے

أَنْبِيَائِهِ وَمُتَحَمِّلِي وَدَائِعِ رِسَالَاتِهِ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى

انبیا کی زبانی ان حجتوں کے عہد و میثاق کو ہر زمانہ میں دوہراتا رہا یہاں تک کہ

تَمَّتْ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حُجَّتُهُ وَبَلَغَ

اسکی حجت ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ پر آکر تمام ہوگئی اور اس کا عذر نیز اس کی تنبیہ

الْمَقْطَعَ عُذْرُهُ وَقَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَقَلَّلَهَا

انتہائی منزل تک پہونچ گئی اسلئے داعی جود و کرم سے مخلوقات کی روزیاں معین فرمائیں اور انھیں اپنی مصلحت کے مطابق کہیں زیادہ کہیں

وَقَسَّمَهَا عَلَى الضِّيقِ وَالسَّعَةِ فَعَدَلَ فِيهَا لِيَبْتَلِيَ

قرار دیا اور تنگی و فراخی ہر طرح پر عدل و انصاف کا لحاظ کرتے ہوئے تقسیم فرمایا تاکہ اس طرح

مَنْ أَرَادَ بِمَيْسُورِهَا وَمَعْسُورِهَا وَلِيَخْتَبِرَ بِذٰلِكَ الشُّكْرَ

وہ فراخ حال اور تنگ حال روزیوں کے ذریعہ جن لوگوں کا امتحان لینا چاہتا ہے انکی آزمائش کرے اور دولتمندوں اور فقیروں کی

وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَفَقِيرِهَا ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا

شکر و قوت شکیبائی کو اچھی طرح جانچ لے پھر اس نے روزیوں کی وسعت و فراخی کو

عَقَابِيلَ فَاقَتِهَا وَبِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ آفَاتِهَا وَبِفُرَجِ

انکی فقر و فاقہ کی (صبر آزما) شدتوں و تکلیفوں انکی سلامتی کو نازل ہونیوالی آفتوں انکی شادمانیوں کی کشادہ دسترخوانوں کی

أَفْرَاحِهَا غُصَصَ أَتْرَاحِهَا وَخَلَقَ الْآجَالَ فَأَطَالَهَا

دستوں کو رنج و غم کے گلو گیر ہونیوالے لقموں کا پہلو نشین قرار دیا ان کی عمروں کے لئے معین مدتیں بھی قرار دیں

وَقَصَّرَهَا وَقَدَّمَهَا وَأَخَّرَهَا وَوَصَلَ بِالْمَوْتِ أَسْبَابَهَا

جنکو کسی کیلئے طولانی قرار دیا تو کسی کیلئے کوتاہ و مختصر کسی کیطرف انھیں پہلے بھیجا تو کسی کیطرف بعد میں پھر انکے اسباب مرگ (امراض)

وَجَعَلَهُ خَالِجًا لِأَشْطَانِهَا وَقَاطِعًا لِمَرَائِرِ أَقْرَانِهَا

کو موت سے وابستہ قرار دیکر موت کو عمروں کی معین مدتوں کی رسیوں کو کھینچنے والا اور اسکی مضبوط بٹی ہوئی رسیوں کا قطع کرنے والا بنایا

عَالِمُ السِّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ الْمُضْمِرِينَ وَنَجْوَى الْمُتَخَافِتِينَ

وہ چھپانیوالوں کے دلوں کے بھید چپکے چپکے باتیں کرنیوالوں کی آہستہ بات چیت قلب میں

وَخَوَاطِرِ رَجْمِ الظُّنُونِ وَعُقَدِ عَزِيمَاتِ الْيَقِينِ

خطور کرنیوالے انکل پچو خیالوں دلوں میں منعقد ہونے والے پختہ ارادوں اور آنکھوں کے

وَمَسَارِقِ إِيمَاضِ الْجُفُونِ وَمَا ضَمِنَتْهُ أَكْنَانُ الْقُلُوبِ

اندر دزدیدہ بصارت کی جلوہ گاہوں کا جاننے والا ہے اور ان چیزوں کا اچھی طرح علم رکھتا ہے انھیں دلوں کے پردے

(بقیہ صفحہ ٣٥٩)

ترکیب سے جو صورت آشکار ہوتی ہے اسکو نہر کہا جاتا ہے وہ تو ان ذخیروں کا ماخذ کہ جو غاروں میں جا گزیں ہیں اب وہ ذخیرے جو پہاڑ کے شبیہی حصوں میں مجتمع ہیں ان سے براہ راست نہریں برآمد ہوتی ہیں یا چشمے کی شکل میں برآمد ہوں اور وہ آپس میں مل جلکر نہر کی صورت اختیار کریں یہ نہریں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جبتک ان کے خزانہ کو پشت سے امداد ملتی ہے اور جب وہ امداد بند ہو جاتی ہے تو نہریں بھی خشک ہو جاتی ہیں برخلاف جدولوں کے کہ انکا ربط چونکہ ایک عظیم الشان مجتمع ذخیرے سے ہوتا ہے اور پہاڑ کی نسوں اور رگوں سے وہ سینہ کی صورت سے برآمد ہوتا رہتا ہے اسلئے اسکا سلسلہ کبھی منقطع ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ انکی پشت پر ذخیرہ کافی اور اسکے برآمد ہونیکی رفتار سست ہے حضرت علیؑ نے جداول اور انہار دونوں کے لئے مختلف لفظ استعمال کرکے ان دونوں کے اختلاف حقیقت پر روشنی ڈالی ہے اربابِ تحقیق غور فرمائیں کہ کیا طبقات ارض کی معرفت کا اس سے بھی زیادہ کوئی درجہ ہو سکتا ہے جبتک یا امیر المومنین کا علم تھا جسنے سوتوں کی تحقیق پر یہ افادہ پیش فرمایا جس پر آج تک تحقیقات اپنی بلند پروازیوں کے باوجود نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتی اور سمیات نے فصول کی تحقیق کے سلسلہ میں اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ پانی برسنے کا سبب وہ ہوائیں ہوتی ہیں جنکو مانسون سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ نظم عنصر شناسی کی انقلابات کے سلسلہ میں جب کبھی موسم باران کے متعلق ماہرین علم الموسم پیشینگوئی کرتے ہیں تو اسکا تمامتر دارومدار مانسون ہوا پر ہوتا ہے ان ہواؤں کی کیفیت رفتار اور کیفیات کا اندازہ کرتے ہوئے اعلان کئے جاتے ہیں کہ کب اور کس مقام پر وہ کتنی مقدار میں بارش ہوگی۔ درحقیقت انہیں بخیز ہواؤں کو جنوبی ہواؤں سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ ہوائیں گرم تر ہوتی ہیں کیونکہ انکی حرکت کا خط استوا سے آغاز ہوتا ہے جہاں آفتاب کی سال میں دو مرتبہ سمت الراس پر ہونے کیوجہ سے شدید گرمی ہوتی ہے اور جہاں کثیر سمندر پائے جاتے ہیں اس قدر بدترین گرمی کیوجہ سے سمندروں سے بخارات بلند ہوتے ہیں جنوبی ہوائیں خط استوا کی گرمی اور ان بخارات کی طوبت کو اپنے میں جذب کرکے گرم تر بنجاتی ہیں ان ہواؤں کے چلنے سے جسم میں کسل سا مسامات میں گرانی اور بخار سا ضعف پیدا ہوتا ہے جسے انسان محسوس کرتا ہے اور جب یہ ہوائیں سمندر پر چلتی ہیں تو ان میں سخت قسم کی سیاہی نمودار ہو جاتی ہے نیز انکی وجہ سے گرم پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے جسکی وجہ ظاہر ہے کہ گو ہوائیں گرم ہوتی ہیں (باقی صفحہ ... پر ملاحظہ ہو)

وَعَيَابَاتُ الْغُيُوبِ وَمَا اَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِهٖ مَصَائِخُ

اور غیبوں کے تاریک تہ خانے ڈھانپے ہوئے ہیں اور جن باتوں کے چوری چھپے سننے کیلئے کانوں کے سوراخ

الْاَسْمَاعِ وَمَصَائِفُ الذَّرِّ وَمَشَاتِي الْهَوَامِّ وَرَجْعُ

متوجہ ہوتے ہیں یا جہاں چھوٹی چیونٹیاں گرمیوں میں اور حشرات الارض جاڑوں میں قیام کرتے ہیں (وہ) غمگین عورتوں کے نالہ و

الْحَنِينِ مِنَ الْمُولَهَاتِ وَهَمْسُ الْاَقْدَامِ وَمُنْفَسَحُ

کی پیہم گریہ و زاری اور پیروں کی چاپ کلیوں کے غلافوں کی اندرونی

الثَّمَرَةِ مِنْ وَلَائِجِ غُلُفِ الْاَكْمَامِ وَمُنْقَمَعُ الْوُحُوشِ

تہوں میں پھلوں کے رونما ہونے کی جگہوں جنگلی جانوروں کی

مِنْ غِيرَانِ الْجِبَالِ وَاَوْدِيَتِهَا وَمُخْتَبَاُ الْبَعُوضِ بَيْنَ

پہاڑوں کے غاروں اور گھاٹیوں میں جہاں جہاں چھپنے کی جگہیں ہیں

سُوقِ الْاَشْجَارِ وَاَلْحِيَتِهَا وَمَغْرِزِ الْاَوْرَاقِ مِنَ الْاَفْنَانِ

درختوں اور ان کی چھالوں کے بیچ میں مچھروں کے چھپنے کے مقامات شاخوں سے

وَمَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَسَارِبِ الْاَصْلَابِ وَنَاشِئَةِ

پتوں کے اگنے کی منزلوں صلبوں کی راہوں سے حرارت و برودت سے مرکب نطفے کے گرنے کی جگہوں

الْغُيُومِ وَمُتَلَاحِمِهَا وَدُرُورِ قَطْرِ السَّحَابِ فِي مُتَرَاكِمِهَا

بلند بادلوں نیز جو باہم ایک ہو جاتے ہیں ایسے مختلف ٹکڑوں والے بادلوں کی تہ بہ تہ پردوں میں قطرات ابر کی

وَمَا تَسْفِي الْاَعَاصِيرُ بِذُيُولِهَا وَتَعْفُو الْاَمْطَارُ

ریزش کو اور ان تمام چیزوں کو جنہیں بگولے اپنے دامنوں سے پراگندہ کر دیتے اور بارشیں

بِسُيُولِهَا وَعَوْمِ نَبَاتِ الْاَرْضِ فِي كُثْبَانِ الرِّمَالِ

جنہیں اپنے سیلابوں سے نابود بنا دیتی ہیں خوب جانتا ہے ریت کے ٹیلوں میں سبزہ کی تیرنے کی

وَمُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْاَجْنِحَةِ بِذُرَى شَنَاخِيبِ الْجِبَالِ

پہاڑوں کی چوٹیوں کے اونچے اونچے مقامات پر پردار جانوروں کی قیام گاہوں کو

وَتَغْرِيدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِي دَيَاجِيرِ الْاَوْكَارِ وَمَا اَوْ

آشیانوں کی تاریکیوں میں بولنے والے خوش الحان پرندوں کی زمزمہ پردازیوں اور ان چیزوں کو

عَتْهُ الْاَصْدَافُ وَحَضَنَتْ عَلَيْهِ اَمْوَاجُ الْبِحَارِ

جنہیں سیپیاں اپنی گودوں میں لئے ہوئے ہیں اور جن پر سمندر کی موجیں اپنے احسان پرورش کا بار ڈال رہی ہیں

وَمَا غَشِيَتْهُ سُدْفَةُ لَيْلٍ اَوْ ذَرَّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارٍ

جن چیزوں کو شب کی تاریکی نے چھپا لیا ہے یا جن پر دن کا درخشاں آفتاب طلوع ہوا اور یکے بعد دیگرے

(بقیہ صفحہ ۳۵۹)
مغربی ہواؤں کے چلنے کے زمانہ میں وہ گرم بخارات جو زمین کی تہوں کے اندر جمع رہتے ہیں انھیں بلند ہونے کا موقع ملتا ہے اور گرمی ...... پانی کے اندر وہ حصوں سے بخارات کے باہر نکلنے کا موجب ہوتی ہے جب یہ بخارات نکل جاتے ہیں تو پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہی ہوائیں ہیں جو پانی برسانے کا سبب ہوتی ہیں موجودہ ماہرین علم الموسم کی تحقیقات اگر ان ہواؤں کے رخ کو نقشہ سے کچھ مختلف بتائے تب بھی ہم کہہ سکتے علم میں ان کے متعلق حضرت کا یہ مطلب ایک گر تحقیق قرار دیا جائے گا ۔ بارش کا تعلق مانسون سے ہے جس مانسون کی کاوش کے بعد ... حضرت کا یہ کلام ... اسکا ... سنا ... بنا پچا ہے ... حضرت کی ... متا خر ہے ... حقیقت کو ... کرتے تھے جس لفظ کا ... جواب ... کے ... اسکا جواب ... پچھلے ... اسکا ... ہے اسی طرح ایک لفظ کے ذریعہ سے دو مختلف تشبیہیں ... کی تشبیہ ... ہے اور ... بجلی کی تشبیہ دوسرے ... دونوں تشبیہیں ہی کامل ہیں ... نہیں کی جا سکتی ... کے ساتھ تشبیہ ... دیکھیں گے جنھوں نے روشن افق ... سبز لکھوں کی عمر ... قسمل کو غور سے دیکھا ہوگا ... کی تشبیہ کیلئے ... کے علاوہ ... سامنے نہیں آ سکتی ... کی ... پانی کے ... کی ... دوسرے تشبیہ ... حسین ... با ذوق ... آپ ... کی قدر کر رہے کر ... ... دیکھے اس ... باطن

... سے لبریز ہے اور رفتار تخیل قیمہ ہے مگر حضرت کا یہ قول دیکھنے کے بعد بلاغت پیما نگاہیں قرآنی کے اس ... تخیل کو حضرت کے اس کلام کا ناقص اقتباس سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہیں واقعا امام کو تحت کلام الخالق اور فوق کلام المخلوق کہا جاتا ہے تو درست کہا جاتا ہے ۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۳۶۰) انبیاء علیہم السلام کے متعلق عقل و نقل کی مضبوط شہادتیں اس امر کی ... ہیں کہ انکا معصوم ہونا ضروری ہے اس لئے حضرت کے اس کلام سے ہرگز یہ مطلب ماخوذ نہیں ہو سکتا کہ حضرت آدم نے معاذ اللہ کوئی گناہ کیا تھا بلکہ بمفاد حدیث حسنات الابرار سیئات المقربین نیکیاں ... جنہیں مقربین کیلئے گناہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں ... ترک ہو گیا تھا ... نہی تنزیہی ... انکی جلالت ... کے لحاظ سے ... صورت میں یہ فعل ناپسندیدہ تھا ۱۲

وَمَا اعْتَقَبَتْ عَلَيْهِ اَطْبَاقُ الدَّيَاجِيْرِ وَسُبُحَاتُ النُّوْرِ

...یوں کے سیاہ حجاب اور [illegible] کدورت سے پاک نور کی شعاعیں پڑتی ہیں

وَاَثَرَ كُلِّ خُطْوَةٍ وَحِسَّ كُلِّ حَرَكَةٍ وَرَجْعَ كُلِّ كَلِمَةٍ

ہر قدم کے نشان ہر حرکت کی حس ہر گفتگو کی آواز

وَتَحْرِيْكَ كُلِّ شَفَةٍ وَمُسْتَقَرَّ كُلِّ نَسَمَةٍ وَمِثْقَالَ كُلِّ

ہونٹوں کی جنبش ہر جاندار کی قرار گاہ زمین کے ہر ذرہ کے وزن

ذَرَّةٍ وَهَمَاهِمَ كُلِّ نَفْسٍ هَامَّةٍ وَمَا عَلَيْهَا مِنْ ثَمَرِ شَجَرَةٍ

ہر ارادہ کرنے والے نفس کی فکروں اور جو کچھ اس (زمین) کے اوپر درختوں کے

اَوْ سَاقِطِ وَرَقَةٍ اَوْ قَرَارَةِ نُطْفَةٍ اَوْ نُقَاعَةِ دَمٍ وَمُضْغَةٍ

پھلوں اور گرنے والے پتوں [illegible] اور لوتھڑے کے [illegible] ہونے کی جگہ

اَوْ نَاشِئَةِ خَلْقٍ وَسُلَالَةٍ لَمْ يَلْحَقْهُ فِيْ ذٰلِكَ كُلْفَةٌ وَلَا

پیدا ہونے والی مخلوق اور [illegible] ان چیزوں کے پیدا کرنے میں اسے کوئی تکلیف لاحق نہیں ہوئی [illegible]

اعْتَرَضَتْهُ فِيْ حِفْظِ مَا ابْتَدَعَهُ مِنْ خَلْقِهِ عَارِضَةٌ

[illegible] اپنی مخلوقات کی حفاظت میں اسے کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی

وَلَا اعْتَوَرَتْهُ فِيْ تَنْفِيْذِ الْاُمُوْرِ وَتَدَابِيْرِ الْمَخْلُوْقِيْنَ

اور فرمانوں کے جاری کرنے اور کائنات کے تدبیر و انتظام کرنے میں دل تنگی و سستی

مَلَالَةٌ وَّلَا فَتْرَةٌ بَلْ نَفَذَهُمْ عِلْمُهُ وَاَحْصَاهُمْ عَدَدُهُ

نے اس کا احاطہ کیا بلکہ اس کا علم ان پر حاوی ہو گیا اس کی گنتی نے انکو شمار کر لیا

وَوَسِعَهُمْ عَدْلُهُ وَغَمَرَهُمْ فَضْلُهُ مَعَ تَقْصِيْرِهِمْ

اسکا عدل ان سب کیلئے پھیل گیا اور جس انتہا (عبادت) کا وہ سزاوار ہے اسکے بجا لانے میں

عَنْ كُنْهِ مَا هُوَ اَهْلُهُ

انکے کوتاہی کرنے کے باوجود اس کا فضل و انعام ان پر چھا گیا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيْلِ وَالتَّعْدَادِ الْكَثِيْرِ

بار الٰہا تو بہترین توصیف اور (تیرے کمالات) زیادہ سے زیادہ گنتی شمار کے مستحق ہیں

اِنْ تُؤَمَّلْ فَخَيْرُ مُؤَمَّلٍ وَاِنْ تُرْجَ فَاَكْرَمُ مَرْجُوٍّ اَللّٰهُمَّ

تجھ سے امید لگائی جائے تو تو بہترین امید گاہ اور [illegible] منزل آرزو ہے

وَقَدْ بَسَطْتَ لِيْ فِيْمَا لَا اَمْدَحُ بِهِ غَيْرَكَ وَلَا اُثْنِيْ بِهِ

پروردگار! تو نے میرے لئے اس ذات [illegible] وسعت عطا فرمائی جس [illegible] تیرے علاوہ کسی کی [illegible]

(حاشیہ صفحہ ۳۶۱)
لہ [illegible]

(حاشیہ صفحہ ۳۶۲)
لہ [illegible] حضرت نے اپنے کلام میں [illegible]

[illegible]

(حاشیہ صفحہ ۳۶۳) لہ [illegible] انسان مر جاتا ہے ۱۲

أَحَدًا سِوَاكَ وَلَا أُوَجِّهُهُ إِلَى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَمَوَاضِعِ

اور تیرے ماسوا کسی کی ثنا کرتا ہوں نہ اسے ناکامی کے خزانوں اور شک و گمان

الرِّيبَةِ وَعَدَلْتَ بِلِسَانِي عَنْ مَدَائِحِ الْآدَمِيِّينَ

کے مقامات اور ان کی تعریفوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں تو نے بنی آدم کی مدح سرائی

وَالثَّنَاءِ عَلَى الْمَرْبُوبِينَ الْمَخْلُوقِينَ اللَّهُمَّ وَلِكُلِّ

اور اپنی پروردگاری کی ہوئی مخلوق کی تعریفوں سے روگردان بنا دیا ہے بار الٰہا ہر ثنا کرنے والے

مُثْنٍ عَلَى مَنْ أَثْنَى عَلَيْهِ مَثُوبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ أَوْ عَارِفَةٌ

کا جسکی اس نے ثنا کی ہے اس پر اجر و ثواب اور بخشش و انعام کا ایک حق عائد ہوتا ہے

مِنْ عَطَاءٍ وَقَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيلًا عَلَى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ

اور میں نے تجھ سے یقیناً رحمت کے گنجینوں اور عفو و مغفرت کے خزانوں کی طرف

وَكُنُوزِ الْمَغْفِرَةِ اللَّهُمَّ وَهَذَا مَقَامُ مَنْ أَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيدِ

رہنمائی کی آس لگائی ہے پروردگار! یہ اس کی منزل ہے جس نے تجھے اس توحید

الَّذِي هُوَ لَكَ وَلَمْ يَرَ مُسْتَحِقًّا لِهَذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَمَادِحِ

کے ساتھ یکتا مانا ہے جو تیری ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور جو تیرے علاوہ ان تعریفوں اور ستائشوں

غَيْرَكَ وَبِي فَاقَةٌ إِلَيْكَ لَا يَجْبُرُ مَسْكَنَتَهَا إِلَّا فَضْلُكَ

کا کسی اور کو سزاوار خیال نہیں کرتا میرے ساتھ وہ احتیاج وابستہ ہے جسکی تیرے فضل کے علاوہ نہ کوئی تلافی کر سکتا

وَلَا يَنْعَشُ مِنْ خَلَّتِهَا إِلَّا مَنُّكَ وَجُودُكَ فَهَبْ لَنَا فِي

اور نہ تیرے جود و کرم کے علاوہ اسے کوئی دفع کر سکتا ہے لہذا اے لینے والے تو ہمیں اس

هَذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ وَأَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْأَيْدِي إِلَى سِوَاكَ

مقام پر اپنی خوشنودی عطا کر اور ہمارے ہاتھوں کو اپنے غیر کی طرف دراز ہونے سے بے نیاز بنا دے

إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بلاشبہ تو دنیا کی ہر چیز پر قادر ہے

## خطبہ ۹۵

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے آپ سے بیعت کرنیکا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وُجُوهٌ

مجھے چھوڑ دو اور میرے علاوہ کسی اور کو ڈھونڈ لو کیونکہ ہم اس انقلاب کا سامنا کرنے والے ہیں جسکے مختلف رخ اور طرح طرح کے رنگ

ے مدینہ میں جو شورش قتل عثمان کو واقع ہوئی [illegible]

وَالْوَانُ لَا تَقُوْمُ لَهُ الْقُلُوْبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُوْلُ

رنگ ہیں دل اس پر آمادہ نہیں ہو سکتے اور عقلیں اس پر ثابت نہیں رہ سکتیں اور اس میں

وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ وَاعْلَمُوْا

کوئی شبہہ ہی نہیں کہ عالم کے اطراف و جوانب ابر آلود ہیں اور شریعت کا روشن راستہ نامعلوم ہو چکا ہے اور دیکھو سمجھ لو کہ

اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰى قَوْلِ الْقَائِلِ

میں اگر تمہاری دعوت قبول کروں گا تو جس چیز کو میں بہتر جانتا ہوں اس پر تمہیں عمل کراؤں گا اور کسی کہنے والے کی بات اور

وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِیْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُكُمْ

ناراض ہونے والے کی ناراضی کی طرف توجہ نہ کروں گا اور اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہیں میں کا ایک شخص کے مثل ہوں گا اور ہو سکتا ہے

وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَكُمْ

کہ شاید میں جسے تم حاکم مقرر کرو اگر وہ ایمانداری کے ساتھ کام کرے تو تم سے زیادہ اس کی بات سنوں اور اس کے احکام پر عمل کروں میں

مِنِّیْ اَمِيْرًا

تمہارے لئے پشت پناہ ہونے کی حالت میں زیادہ بہتر ہوں بہ نسبت اس کے کہ تمہارے لئے حاکم و فرمانروا ہوں

## خطبہ ۹۲

حضرت نے اس خطبہ کو جنگ نہروان کے بعد ارشاد فرمایا ہے

اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاَنَا فَقَاْتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ وَلَمْ تَكُنْ

ایہا الناس حمد و ثنائے الٰہی کے بعد واضح ہو کہ میں نے فتنہ و فساد کی آنکھ پھوڑ دی اور میرے علاوہ

لِيَجْرَاَ عَلَيْهَا اَحَدٌ غَيْرِیْ بَعْدَ اَنْ مَاجَ غَيْهَبُهَا وَاشْتَدَّ

کوئی ایک شخص بھی جبکہ اس کی تاریکی ہمہ گیر اور اس کی لاگ حد سے زیادہ سخت ہو چکی تھی اس کی ہمت نہ کر سکتا تھا اور

كَلَبُهَا فَاسْاَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ

قبل اس کے کہ تم مجھے اپنے درمیان نہ پاؤ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو بس قسم ہے اس ہستی کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے

بِيَدِهٖ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا

کہ تمہارے اور قیامت کے درمیان جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق یا اس جماعت کے متعلق جو سو کی ہدایت کرے گی تو

عَنْ فِئَةٍ تَهْدِیْ مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً اِلَّا اَنْبَاْتُكُمْ

سو کو گمراہ بھی بنا دے گی کسی بات کا سوال نہ کرو گے مگر یہ کہ میں تمہیں بتلاؤں گا کہ اس کا پکارنے والا اس کا

بِنَاعِقِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا وَمُنَاخِ رِكَابِهَا وَمَحَطِّ رِحَالِهَا

کھینچنے والا اور اس کا ہنکانے والا کون ہے اور اس کی سواریوں کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے بار و بنہ کے اترنے کی منزل کہاں

سلہ اس جملہ میں پیغمبر صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ نے بھی پیغمبر کی اس حدیث کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ ہذا علی اخی وخلیفتی ووصیی ووزیری فاسمعوا لہ واطیعوا کہ یہ میرا بھائی میرا خلیفہ میرا وصی اور میرا وزیر ہے تم اس کی بات سنو اور اس کو مانو گویا مقصد یہ ہے کہ وزیر ہونا وزارت کا منصب کا محتاج ہے ... کا رہین منت ہے نہ جو طلب کا اس لئے جیسے تم اس جلیل منصب پر باقی رہنے دو گے وہ اپنی عطا کی ہوئی وزارت کے لئے کسی اور کو تلاش کرو جو ہی لئے خدا اور اس کے رسول کا عطا کیا ہوا منصب وزارت تمہارے دیے ہوئے منصب امارت سے زیادہ بہتر ہے اور میں اس حالت میں جبکہ غدیر خم کی نص متواتر ہو چکی کی بنیاد پر تمہارے لئے ناقابل انکار جانشین رسول ہوں اس حالت سے بہت زیادہ اچھا ہوں جبکہ تمہارے لئے امارت کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھاؤں

۱۳ ۱۲ ۱۲

وَمَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَهْلِهَا قَتْلاً وَيَمُوْتُ مِنْهُمْ مَوْتاً وَلَ

ان میں سے کون قتل ہو کر مارا جائے گا اور کون اپنی موت مرے گا یاد رکھو اگر تم

قَدْ فَقَدْتُمُوْنِيْ وَنَزَلَتْ بِكُمْ كَرَائِهُ الْاُمُوْرِ وَحَوَازِبُ

مجھے کھو دو گے اور اسکے بعد تم کو ناگوار حادثے و پریشان کن سخت مصیبتیں تم پر نازل ہونگی تو بہت سے

الْخُطُوْبِ لَاَطْرَقَ كَثِيْرٌ مِّنَ السَّائِلِيْنَ وَفَشِلَ كَثِيْرٌ مِّنَ

پوچھنے والوں میں سے اکثر اپنا سر جھکا لیں گے اور جن سے دریافت کیا گیا ہوگا وہ جواب دینے سے عاجز ہو جائیں گے

الْمَسْئُوْلِيْنَ وَذٰلِكَ اِذَا قَلَّصَتْ حَرْبُكُمْ وَشَمَّرَتْ عَنْ

[illegible] کریں گے اور یہ صورت حال اس وقت رونما ہوگی جب جنگ طول کھینچے

سَاقٍ وَضَاقَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ ضِيْقاً تَسْتَطِيْلُوْنَ مَعَهٗ

اور دنیا تم پر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ تم اپنے بلا و مصیبت کے دنوں کو طویل خیال کرنے لگو

اَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ لِبَقِيَّةِ الْاَبْرَارِ مِنْكُمْ

یہاں تک کہ پروردگار عالم تمہارے باقی ماندہ نیکوکاروں کو فتح و ظفر عنایت فرمائے

اِنَّ الْفِتَنَ اِذَا اَقْبَلَتْ شَبَّهَتْ وَاِذَا اَدْبَرَتْ نَبَّهَتْ

بلاشبہ فتنے جب سامنے آتے ہیں تو حق کو مشتبہ بنا دیتے ہیں اور جب منہ موڑتے ہیں تو متنبہ کر جاتے ہیں

يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ وَيُعْرَفْنَ مُدْبِرَاتٍ يَحُمْنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ

جب سامنے آنے والے ہوتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے اور جب پشت موڑتے ہیں تو اچھی طرح شناخت کر لئے جاتے ہیں ہواؤں

يُصِبْنَ بَلَدًا وَيُخْطِئْنَ بَلَدًا اَلَا اِنَّ اَخْوَفَ الْفِتَنِ

کی طرح گردش کرتے اور بعض شہروں کو پا لیتے اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں دیکھو میرے

عِنْدِيْ عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ بَنِيْ اُمَيَّةَ فَاِنَّهَا فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ

خیال میں تم پر سب سے زیادہ خوفناک جو فتنہ نازل ہوگا وہ بنی امیہ کا فتنہ ہوگا کیونکہ یہ خود تاریک

مُظْلِمَةٌ عَمَّتْ خُطَّتُهَا وَخَصَّتْ بَلِيَّتُهَا وَاَصَابَ

اور دنیا بھر کو تاریک بنا دینے والا ہے اسکا امر سب کیلئے عام مگر بلائیں اہلبیت کے لئے خاص ہونگی جسنے اسمیں آنکھ کھلی

الْبَلَاءُ مَنْ اَبْصَرَ فِيْهَا وَاَخْطَأَ الْبَلَاءُ مَنْ عَمِيَ عَنْهَا وَ

(ایمانداری سے کام کیا) اسے مصیبت انتقام پائے گی اور جسنے حق کی طرف سے آنکھ بند کر لی بلا و انتقام اس سے دور ہوگا

اَيْمُ اللّٰهِ لَتَجِدُنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَكُمْ اَرْبَابَ سُوْءٍ بَعْدِيْ

کی میرے بعد خدا کی قسم تم اس کاٹ کھانے والے ناقہ کی طرح بنی امیہ کو اپنے بدترین حاکموں اور مالکوں میں سے

كَالنَّابِ الضَّرُوْسِ تَعْذِمُ بِفِيْهَا وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا وَتَزْبِنُ

پاؤ گے جو اپنے منہ سے دودھ دوہنے والے کو کاٹتا اپنے ہاتھوں سے اسے روندتا اور اپنے پیروں سے لاتیں مارتا

ک بنی امیہ کی سلطنت ایک وسیع بنیادی سلطنت تھی جسکی وجہ سے تمام امور کی بنیاد تھی تو ایک [illegible] ہوگی دنیں کی محتاج نہیں رہی اسکی شوکت گیری اور انتظام و جور کی اہلبیت کے ساتھ مخصوص تھی تو اسکو کربلا کے واقعات اور اسکے بعد [illegible] وری طرح [illegible] [illegible] اور اہلبیت حضرت محمد کے گھرانوں سے تعلق رکھنے والوں نے بہت کچھ تھا [illegible] علامہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پسندی نہیں فرمایا بلکہ اس پاپیہ دنیا کو آخرت کو ترجیح دی اسے انھیں دو مصائب تقسیم فرما دیا جو دو جو تیغ ظلم و ستم کے تسبیح ہوئے وہ بھی جنھوں نے جلا وطنی [illegible] کے دن گزارے وہ [illegible] کی [illegible] ہیں وہ مصائب والوں پر رشک کرتے ہیں اور جس منزل سکون و اطمینان کی طرف انھوں نے سبقت کی ہے اسکو نا پسند نہیں کرتے امیرالمومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم شیعوں کی طرف مصیبتیں جتنی تیز رفتاری سے آتی ہیں اتنی پہاڑ کی بلندیوں سے وادیوں کی طرف سیل رواں آتی ہے اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری کیسا تھ آتی ہے بایں جنگ حضرت کا یہ کلام مصیبتوں کی بنیاد رکھتا ہے بلاشبہ اہلبیت رسول ہی وہ ہیں جنھوں نے جور و ستم کے دشمنوں کی طرف سے [illegible] [illegible] تمیز جنکے وجہ سے شہادت میں انکا [illegible] کے تشیع اور [illegible] [illegible] [illegible] ہوئے ہیں تو ان کے لئے ہی منا سب بھی

[illegible] یہ مصائب میں بھی انکی تقلید کریں اہلبیت رسول کے کیا کیا مصائب بیان کئے جائیں فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے انکے باپ کا حق چھینا گیا امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کو مقام خلافت بہا بیٹھے اللہ پاک گیا امام حسن کو زہر دیا گیا انکے بھائی حسین کو کفن کھلا تیغ ظلم سے شہید کیا گیا زید ابن علی کو مقام کناسہ میں سولی دی گئی اسی نام کے دوسرے بزرگوار کا میدان جنگ میں [illegible] گیا عیسیٰ ابن موسیٰ عباسی کے تیغ کی بدولت شہید ابن زید ابن علی اور ابراہیم ابن زید ابن علی کے حلقوم نازک کے بوسے لئے موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے ہارون رشید قید ہی میں انتقال فرمایا حضرت علی ابن موسیٰ نے مامون کے ہاتھوں جام زہر نوش فرمایا حضرت ادریس

(باقی صفحہ ۳۶۷ پر دیکھئے)

CamScanner

جلها وتمنع درّها لا يزالون بكم حتى لا يتركوا

رائیں گے دودھ کو روک لیتا ہو یہ (ان کا) سلسلہ رہے گا تا اینکہ تم میں سے بجز اس شخص کے

منكم إلّا نافعاً لهم أو غير ضائر بهم ولا يزال

ی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے جو ان کے لیے مفید ہو یا انھیں نقصان نہ پہنچانے والا ہو اور ان کی آفت

بلاؤهم حتى لا يكون انتصار أحدكم منهم إلّا

ی رہے گی یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک شخص کی ان سے دادخواہی کی حالت ایسی

كانتصار العبد من ربه والصاحب من مستصحبه

ہی ہو جائے گی جیسے آقا سے غلام کی اور متبوع سے تابع کی دادخواہی کی حالت ہوتی ہے

ترد عليكم فتنتهم شوهاء مخشية وقطعاً جاهلية

ان کا فتنہ ہیبت ناک، خوفناک شکل اور قطعات جاہلیت کے ساتھ اس طرح وارد ہوگا

ليس فيها منار هدى ولا علم يرى نحن أهل البيت

جس میں کوئی ہدایت کا روشن نشان ہوگا اور نہ حق کی کوئی ایسی علامت جو دکھائی دے ہم اہل بیت رسول

منها بمنجاة ولسنا فيها بدعاة ثم يفرجها الله

اس فتنہ کے عذاب سے نجات کی منزل پر ہیں اور اس کی طرف دعوت دینے والوں میں نہیں پھر اللہ اس کو

عنكم كتفريج الأديم بمن يسومهم خسفاً ويسوقهم

تم سے اس طرح جدا کرے گا جس طرح کھال کو گوشت سے دور کر دیا جاتا ہے ان لوگوں کے ذریعہ سے جو انھیں ذلت کا مزا چکھائیں گے

عنفاً ويسقيهم بكأس مصبرة لا يعطيهم إلّا

انھیں سختی کے ساتھ کھینچیں گے اور کڑوے گھونٹ پلائیں گے وہ انھیں تلوار کے علاوہ کچھ

السيف ولا يحلسهم إلّا الخوف فعند ذلك تودّ

نہ دیں گے اور خوف کے علاوہ کوئی چیز اوڑھنے کو نہ دیں گے یہی وقت ہوگا جب قریش والے آرزو کریں گے

قريش بالدنيا وما فيها لو يرونني مقاماً واحداً

کاش وہ مجھے ایک ہی مرتبہ ساری دنیا و مافیہا کے عوض صرف اتنی ہی دیر کے لیے دیکھ لیتے

ولو قدر جزر جزور لأقبل منهم ما أطلب اليوم

جتنی دیر اونٹ کو نحر کرنے میں صرف ہوتی ہے تاکہ میں ان سے اس پوری چیز کو قبول کر لوں جس کا اس وقت

بعضه فلا يعطونيه

میں تھوڑا سا حصہ مانگ رہا ہوں اور وہ مجھے نہیں دے رہے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۶۴) کو مقام فخ سے جلاوطن کر کے اندلس میں پھینک دیا گیا عیسیٰ ابن زید جلاوطنی کے عالم میں سوت کی آغوش ہوئے عیسیٰ ابن عبداللہ کو امان دینے کے بعد اور مستحکم ضمانتیں کرنے کے بعد شہید کیا گیا یہ سب تو علاوہ ان کے ہے

یعقوب ابن لیث نے خراسان و طبرستان پر مظالم کئے اور محمد ابن زید و حسن ابن القاسم الداعی آل سامان کے منتخب ہاتھوں سے جسم بے ردی کے ساتھ قتل کئے گئے ابو السرایا کی شمع زندگی تہ تیغ کی گئی ابو مسلم کو جس بے دردی سے پامال کیا گیا اقیوں مسلم ابن ابی نے ابن عمر ابن عمر کو جب کہ انھوں نے ایک مقام پر چھپا رکھا تھا انکے والد کے ہاتھوں شہید کر کے قتل کیا گیا اسمعیل ابن حسین نے ان کے ساتھ اور عمر ابن خاقان نے کوفہ کے تمام علویین کیساتھ جو ظلم روا رکھا مختصر یہ کہ اسلامی سلطنت کی قلمرو میں تقریباً ہر مقام کسی نہ کسی کی قبر نظر آتی ہے جس کے خون سے اموی اور عباسی دونوں کے ہاتھ رنگین نظر آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی اسلامی شہر ایسا ہو جو کسی قبیلہ کی خون ریزی سے پاک ہو اسی طرح خبر نظر آتے ہیں جس طرح یہ تمام خبر بکھر جاتے ہیں غیرت و حمیت نے انھیں موت گوارا کرنے پر مجبور کر دیا انھوں نے ذلت کی زندگی کو ناپسند کر کے عزت کی موت کو اختیار کیا عثمان ہی کو دیکھئے جس نے عمار ابن یاسر کو ربذہ ابوذر کو شہر بدر کیا عامر ابن قیس کو انکے گھر سے باہر نکالا اشتر کو جلاوطن کیا عدی ابن حاتم کو بے وطن بنایا عمر ابن زرارہ کو شام سے نکالا کمیل ابن زیاد کو عراق بھجوا دیا ابن ابی بکر پر ظلم و ستم کئے محمد ابن حذیفہ کے ساتھ کیا کیا محمد ابن سالم کے قتل میں کیا انداز اختیار کئے کعب ذی الحبکہ کیساتھ ناقابل برداشت سلوکیاں کیں یہی طرز عمل تو جس کو بنی امیہ نے اپنے لیے لائحہ عمل قرار دیا انھوں نے مرتدین سے جنگ اور مرتدین معاندین کے ساتھ غداری کی مہاجرین حمایت اور انصار کی حفاظت جاری نہ رکھی

بنا دیا نہ خدا سے ڈرتے تھے نہ لوگوں سے شرم کرتے تھے انھوں نے بندگان خدا کو غلام بنا لیا اور خدا کی دولت کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ رکھا تھا انھیں نے کعبہ کی پاک عمارت کو منہدم کیا صحابہ کو غلام بنایا واجب نمازوں کو معطل کر دیا اشرافوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں لگائیں مسلمانوں کے محترم مقامات پر کفار کی طرح کام کئے تعجب کسی اموی نے جو انکے خیال میں گناہ ہی نہ تھا معاویہ ابن ابوسفیان نے حجر ابن عدی اور ان کے ساتھیوں کو اور عمرو ابن حمق خزاعی کو مستحکم عہد و میثاق اور مضبوط ضمانت کے بعد شہید کیا زیاد نے ہزاروں ان شیعوں کو تہ تیغ کیا جو کوفہ یا بصرہ میں سایۂ امن طریقہ پر زندگی کے دن گزار رہے تھے صرف شہید ہی نہیں بلکہ ان میں سے (باقی صفحہ ۳۶۸ پر ملاحظہ)

# خطبہ ۹۷

## اس میں انبیا کی مدح فرمائی گئی ہے

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُهُ حَدْسُ
بابرکت ہے وہ خدا جس تک ہمتوں کی بلندی پہنچ نہیں سکتی اور عقلوں کی زود فہمی

الْفِطَنِ الْأَوَّلُ الَّذِي لَا غَايَةَ لَهُ فَيَنْتَهِيَ وَلَا آخِرَ لَهُ فَيَنْقَضِيَ
جسے پا نہیں سکتی وہ ایسا اول ہے جس کی ازلیت کیلئے نہ کوئی ابتدائی حد ہے کہ وہاں پر وہ رک جائے نہ انتہائی منزل کہ وہاں وہ تمام

(مِنْهَا فِي وَصْفِ الْأَنْبِيَاءِ) فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ
ہو جائے اور ختم ہو جائے۔ اسی خطبہ کا ایک حصہ انبیاء کی تعریف میں۔ پروردگار عالم نے انھیں اصلابوں کی بہترین ودیعت

مُسْتَوْدَعٍ وَأَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ
گاہوں میں سونپا اور رحموں کی بہترین قرارگاہوں میں ٹھہرایا انھیں پاکیزہ صلب

الْأَصْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ
پاکیزہ رحموں کی طرف نقل کرتے رہے اور جب کبھی کوئی ان میں کا سابق پیغمبر

سَلَفٌ قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللّٰهِ خَلَفٌ حَتّٰى أَفْضَتْ
چلا گیا تو خدا کے دین کی تبلیغ کیلئے ان میں سے بعد میں آنے والا پیغمبر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا تا آنکہ

كَرَامَةُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَأَخْرَجَهُ
یہ بزرگی و شرف کا سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تک منتہی ہوا اور اس نے انھیں رسالت کی اس نشو و نما گاہ سے

مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتًا وَأَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِسًا
برآمد کیا جو بہترین معدن ہے بہترین طینت کی کان اور نبوت کی اس اصل سے جو تمام اصلوں سے زیادہ باعزت تھی

مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ وَانْتَجَبَ مِنْهَا
یعنی اس پاک شجرہ عصمت ابراہیمی سے برآمد کیا جس سے اپنے متعدد انبیاء پیدا فرمائے اور اپنی امانتوں کے امین

أُمَنَاءَهُ عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ وَأُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ وَشَجَرَتُهُ
امانتداران وحی کا انتخاب فرمایا تھا۔ ان کی نسل تمام نسلوں سے بہتر خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور وہ شجرہ بہترین شجرہ

خَيْرُ الشَّجَرِ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ وَبَسَقَتْ فِي كَرَمٍ لَهَا فُرُوعٌ
جو حرم کی احترام شرف میں اُگا اور بزرگی کی فضا میں بلند ہوا اس کی شاخیں دراز ہیں اور پھل

طِوَالٌ وَثَمَرَةٌ لَا تُنَالُ فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقٰى وَبَصِيرَةُ مَنِ
وہ ایسا جس تک کوئی پا نہیں سکتا وہ پرہیزگاروں کا امام اور ہدایت کے دلوں کی روشنی

(بقیہ صفحہ ۳۶۶)

ہزاروں بے گناہ ہوں کو زندان ظلم کا قیدی بنایا گیا۔ اس لئے کہ معاویہ کی زندگی کے دن تمام ہوئے اور بدترین اعمال اور ذلیل ترین کرتوتوں کے بعد جب اس کا قصہ ظلم تمام ہو چکا تو عترت رسول کو تکلیف اور ان کے متعلقین کو اذیت پہنچانے میں اس کا فرزند یزید اس کا اتباع کرتا رہا تا کہ اس کی داستان ظلم کا آغاز ہوا اور [illegible] ابن زیاد [illegible] انصاری [illegible] عبد اللہ [illegible] ابن شبیب [illegible] حسین ابن علی علیہ السلام کی معیت میں [illegible] ابن زیاد کو [illegible] یا [illegible] اور اس کے دوستداروں کو [illegible] اور [illegible] انسان [illegible]

ہو گئے اور سلیمان ابن صرد خزاعی مسیب ابن نجبہ فزاری [illegible] کھڑے ہو گئے اور جب کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ابن زبیر کا زور عراق پر مسلط ہوا اور اس نے سلیمان ابن صرد خزاعی و مسیب ابن نجبہ وغیرہ کو [illegible] کے ساتھ قتل کیا انھیں ابو عمران [illegible] ابن [illegible] ابن مالک عبد اللہ [illegible] کی دوستی اور عترت رسول کے اتباع کے جرم میں [illegible] اور تکلیف دہ

طریقوں سے انھیں ستا ستا کر ہلاک کیا گیا یہاں تک کہ ابن زبیر کا فتنہ بھی دور ہوا اور اس کا بھائی مصعب ابن زبیر بھی ختم ہوا ان دونوں کی عبد الملک ابن مروان نے تلوار کی چمکتی دھار سے [illegible] کی اور خدا کا یہ قول سچ ہو کر رہا کہ ہم ظالموں میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں عبد اللہ ابن زبیر وہ بزرگ ہیں جنھوں نے محمد ابن حنفیہ کو اسیر کیا اور [illegible] عبد اللہ ابن عباس مفسر قرآن کو شہر بدر کیا بعد ازاں حجاج پہلے تو حجاز والوں پر پھر عراق کے لوگوں پر مسلط ہوا اور دشمنان اہلبیت رسول کے ساتھ جس نے خون کھیل کھیلا [illegible] طرح طرح سے خوفزدہ کیا اور شیعیان علی کو قتل کیا رسول کے گھرانے کے فضائل مٹائے اور اس سلسلہ میں [illegible] جو کچھ ہوا باقی صفحہ ۳۷۰ پر ملاحظہ ہو

تدى سراج لمع ضوؤه وشهاب سطع نوره وزند

وہ چراغ ہیں جسکی روشنی چمکی وہ ستارہ ہیں جس کا نور ضیا پاش ہوا وہ (روایت)

رق لمعه سيرته القصد وسنته الرشد وكلامه

چقماق ہیں جسکی تابش شرارہ ریز ہوئی سیرت آپ کی میانہ روی طریقہ آپ کا ہدایت کلام آپ کا

فصل وحكمه العدل ارسله على حين فترة من الرسل

حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن اور رہبرا حکم آپ کا سراسر عدل و انصاف پر مبنی تھا اللہ نے انکو اس وقت نبی بنا کر بھیجا

هفوة عن العمل وغباوة من الامم اعملوا رحمكم

زمانہ پیغمبروں سے خالی تھا لوگ عمل سے انحراف کر چکے تھے اور اقوام عالم سے جہالت و نادانی دوچار تھیں خدا

لله على اعلام بينة فالطريق نهج يدعوا الى دار

رحم فرمائے منزل رستگاری و نجات تک پہونچا دینے والے درخشاں احکام پر عمل کرو کیونکہ راستہ صاف و سلامتی کے گھر کیطرف دعوت دیتا

لسلام وانتم في دار مستعتب على مهل وفراغ و

ہوئے ہے اور تم دنیا کی منزل رضا جوئی میں ابھی مہلت و فراغت ہے مشغول ہو اعمال کے

الصحف منشورة والاقلام جارية والابدان

صحیفے کھلے ہوئے کرام کاتبین کے قلم رواں ہیں جسم

صحيحة والالسن مطلقة والتوبة مسموعة

صحیح و سالم اور زبانیں کھلی ہوئی ہیں توبہ قابل سماعت اور

والاعمال مقبولة

اعمال قابل قبول ہیں

## خطبہ ۹۸

اسمیں پیغمبر اسلام کے وقت بعثت لوگوں کی جو حالت تھی اسکا نقشہ کھینچا گیا ہے

بعثه والناس ضلال في حيرة وخابطون في فتنة

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جبکہ لوگ سرگشتگی (کی تاریک فضا) میں حق کے راستہ سے بھٹکے

قد استهوتهم الاهواء واستزلتهم الكبرياء

فتنہ و فساد میں سرگرداں تھے نفسانی خواہشوں نے انھیں راہ حق سے ہٹا دیا تھا سرگرانی نے انکے قدم ڈگمگا دیے تھے

واستخفتهم الجاهلية الجهلاء حيارى في زلزال

اور کفر کی شدید ترین ناسمجھی نے انھیں سبک سر بنا دیا تھا جسکی وجہ سے وہ ابھی

(بقیہ صفحہ ۳۶۶)

وہ کسی واضح مثال ہے مروانی دور سلطنت سے عباسی دور حکومت کے دور کے مصائب اہلبیت کا تسلسل یونہیں باقی رہا اور انکے انھوں کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو نہ کیا ہو [illegible] کے جرموں اور عظیم [illegible] کی یاد میں انھیں ختم کر دینا چاہا [illegible] دینی کی شام تھانے والے ایک فہمی جوان زید بن علی کو تسلط فرمایا عراق والوں نے انکا ساتھ نہ دیا جسکی وجہ سے شام والوں نے انھیں شہید کیا اور انکے ساتھ اور بھتیجے پرستاران اہلبیت نبوت بھی شہید ظلم و جفا ہوئے اور صرف نصر بن خزیمہ اسدی او معاذ ابن اسحق انصاری ہی نہیں انکے ساتھ بھی تھی بلکہ انکے خاندان اور انکے گھر کی ایک ایک فرد کو چن چن کر مار ڈالا گیا یہی وہ زبردست گناہ تھا جس نے مزاج نیت کو برہم بنا دیا اور قدرت نے عباسی سفاکوں پر ابو مسلم کیوں [illegible] کو مسلط فرمایا جس نے اپنی داستان ظلم کا آغاز اس طرح کیا کہ عبد اللہ بن معاویہ ابن عبداللہ ابن جعفر ابن ابیطالب کو سب سے پہلے شہید کیا پھر اس کے بعد خراسان کے علاقوں اور [illegible] کے خارجیوں کو آل ابو طالب کے متعلق حکم دیا کہ وہ انھیں جہاں پائیں قتل کر دیں اور انکی تلاش میں کوہ و صحرا کا کوئی مقام باقی نہ چھوڑیں مگر اسے خدا کی ناراضی اور اسکی مخالفت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور جس طرح اس نے اسکے [illegible] کو قتل کیا تھا اسی سے اسکے ایک محبوب انسان کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا دیا یہی امیہ ہیں جنکا قرآن میں شجرہ ملعونہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے یہ سب شیطان کے فرمانبردار اور سرکش ترین وہی لوگ تھے جنہوں نے وصی رسول حضرت علی کے محاسن کو دفن کرنے کی کوشش [illegible] اٹھا

نہیں رکھی یہی بنی امیہ ہیں جنکے متعلق ابو جعفر عجلی نے کہا ہے کہ بنی امیہ کے بدست شر انگیز اور تو بستر راحت و آرام پر محو خواب ہیں اور کربلا کی گرم زمین پر کچھ مقتولین ہیں چاہیے کہ کسی طرح سوتے نہیں بنی امیہ کی جماعت کے بارے میں اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے مسلمان عورتوں کی عصمتیں [illegible] وحشی انسانوں کے جنسی جذبات کو مسلط کیا جنہوں نے [illegible] کی شادیاں رچائیں انھیں بنی امیہ میں سے ولید ہے جس نے مشرق پر حجاج اور مغرب پر قرہ بن شریک کو والی مقرر کیا انھیں میں سے سلیمان ہے جسے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہوا انھیں میں سے یزید ہے کہ جس نے گانا بجانا [illegible] کیا اور فواحش کا بالاعلان ارتکاب کیا۔ علامہ ابوبکر خوارزمی کی اس طولانی تحریر کے بعض مختصر اقتباسات اس مقام پر درج کئے گئے ہیں موصوف کی پوری تحریر رسائل خوارزمی صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۳۳ پر تفصیل سے ساتھ ملاحظہ کی جاسکتی ہے ۔ ۱۲ ۔ ۹۳ ۔

CamScanner

مِنَ الْاَمْرِ وَبَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ فَبَالَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حالت کے اضطراب اور جہالت کی بلاؤں میں متحیر نظر آرہے تھے چنانچہ آپ نے

فِي النَّصِيْحَةِ وَمَضٰى عَلَى الطَّرِيْقِ وَدَعَا اِلَى الْحِكْمَةِ

سمجھانے بجھانے میں بڑی جانفشانی فرمائی آنحضرت خود حق کے راستہ پر

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اور دوسروں کو اسرار حکمت اور بہترین وعظ و نصیحت کی طرف دعوت دیتے

# خطبہ ٩٩

جس میں تذکرہ حمد و نعت فرمایا گیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهٗ وَالْاٰخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ

حمد اس خدا ہی کیلئے زیبا ہے جو ایسا اول ہے کہ کوئی چیز اس سے پہلے نہ تھی اور ایسا آخر ہے کہ کوئی چیز اس کے بعد ن

وَالظَّاهِرِ فَلَا شَيْءَ فَوْقَهٗ وَالْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُوْنَهٗ

وہ اتنا ظاہر و آشکار ہے کہ کوئی شے اس سے زیادہ ظاہر نہیں اور باعتبار کنہ حقیقت اتنا مخفی ہے کہ کوئی شے اس

وَمِنْهَا فِيْ ذِكْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مُسْتَقَرُّهٗ

زیادہ مخفی نہیں (اسی خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے ذکر میں) پاکیزگی کے گہواروں او

خَيْرُ مُسْتَقَرٍّ وَمَنْبِتُهٗ اَشْرَفُ مَنْبِتٍ فِيْ مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ

بزرگی کی کانوں میں انکی قرارگاہ بہترین قرارگاہ اور ان کا آفرینش گاہ بہتر

وَمَمَاهِدِ السَّلَامَةِ قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهٗ اَفْئِدَةُ الْاَبْرَارِ

آفرینش گاہ تھا نیکوکاروں کے دل ان کی طرف جھکا دیئے گئے

وَثُنِيَتْ اِلَيْهِ اَزِمَّةُ الْاَبْصَارِ دَفَنَ بِهِ الضَّغَائِنَ وَاَطْفَاَ

اور نگاہوں کی مہاریں انکی جانب موڑ دی گئی تھیں اللہ نے انکی برکت سے پرانے کینے دبا دیئے ا

بِهِ الثَّوَائِرَ اَلَّفَ بِهٖ اِخْوَانًا وَفَرَّقَ بِهٖ اَقْرَانًا

انتقام کے جذبوں کو ٹھنڈا کردیا بھائیوں کو آپس میں ملا دیا اور کفر میں کے ہمسروں کو پراگندہ فرما

اَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ وَاَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ كَلَامُهٗ بَيَانٌ

انکے ذریعہ سے (اسلام کی) ذلت کو سربلندی عطا فرمائی اور کفر کی عزت کو ذلیل و خوار کردیا انکی گفتگو جان

وَصَمْتُهٗ لِسَانٌ

اور خاموش بولتی ہوئی زبان تھی

### حاشیہ صفحہ ٣٦٧

در کے لغوی معنے دودھ کے ہیں مگر یہاں اس سے خیر مراد لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ بنی امیہ اپنے دور میں سوائے بدی کے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ انھیں بنی امیہ کے متعلق علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء کے صفحہ ٢٣١ پر تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ نے بنی امیہ کے کچھ لوگوں کو تکبر کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تو قرآن کی وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں شجرہ ملعونہ کا لفظ وارد ہوا ہے جب اصحاب نے شجرہ ملعونہ کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بنی امیہ مراد ہیں جب یہ حکومت کریں گے تو دنیا میں اندھیر مچا دیں گے اور جب انکے پاس کوئی امانت رکھی جائے گی تو یہ اسمیں خیانت کریں گے نیز اسی کتاب کے صفحہ میں ہے کہ رسول کریم نے ایک مرتبہ بنی امیہ کو بندروں کی طرح اپنے منبر پر اچھلتے ہوئے دیکھا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے بنی امیہ کی نحوست و دنائت اور بدسرشتی پر روشنی پڑتی ہے ١٢٠ - ١٢ - ١٢-١٢-١٢

### حاشیہ صفحہ ٣٦٨

لہ اہلبیت رسول کریم کی فضیلت و بسیط موضوع ہے جس پر اسلامی کتابوں نے اتنا کثیر ذخیرہ جمع کیا ہے کہ اگر کوئی جمع کرنے والا ان میں تفصیل سے نہیں صرف اجمال ہی سے جمع کرے تو اس سے ایک ضخیم جلد مرتب ہو سکتی ہے اس مقام پر ناظرین کے مطالعہ کے لئے اور تمام چیزوں سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف کنز العمال کی ایک حدیث درج کی جاتی ہیں۔ اہلبیت رسول کے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔ مولف کنز العمال تحریر فرماتے ہیں لكل نبی اب عصبة ينتمون اليها الا ولد فاطمة فانا وليهم وانا عصبتهم وهم عترتي خلقوا من طينتي ويل للمكذبين بفضلهم من احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه الله

کنز العمال صفحہ ٢١٦ جلد ٦ ہر اولاد اپنی ددھیال کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ انکا ولی میں ہوں انکا حامی میں ہوں یہی میری عترت ہیں جو کہ میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں تو جو شخص انکے فضل و شرف کی تکذیب کرے اس کیلئے ویل ہے جو انکو دوست رکھے گا خدا اس کو دوست رکھے گا اور ان سے عداوت کرے خدا اس سے عداوت رکھے گا۔ کنز العمال کی اس روایت نے اہلبیت رسول کی فضیلت کے سلسلے میں کئی اور اہم چیزیں بے نقاب کردیں جنمیں سب سے اہم لفظ عترت کے مصداق کی تعیین ہے ہوسکتا تھا کہ اہلبیت اور عترت کو ایک سے دو علیحدہ چیزیں سمجھ لیا جاتا مگر اس روایت کے اس جملے نے کہ الا ولد فاطمہ وہم عترتی۔ اولاد فاطمہ ہی میری عترت ہے۔ اس بات کو اچھی (باقی صفحہ ٣٧١ پر دیکھئے)

CamScanner

# خطبہ ۱۰۰

## ظالمین کی مہلت دہی اور اپنے اصحاب کی شکایت سے متعلق

وَلَئِنْ اَمْهَلَ الظَّالِمَ فَلَنْ يَفُوْتَ اَخْذُهٗ وَهُوَ لَهٗ بِالْمِرْصَادِ

اور اگر کسی ظالم کو ڈھیل دیدے تو وہ اس کی گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتا

عَلٰى مَجَازِ طَرِيْقِهٖ وَبِمَوْضِعِ الشَّجٰى مِنْ مَسَاغِ رِيْقِهٖ

وہ اس کی راہ کی گذرگاہ اور اس کے دہن کے راستے میں پھندا لگنے کی منزل پر نگراں ہے

اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَظْهَرَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ

دیکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ شام کے لوگ تم پر غالب آ کے رہیں گے مگر اس لئے نہیں

لَيْسَ لِاَنَّهُمْ اَوْلٰى بِالْحَقِّ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لِاِسْرَاعِهِمْ

کہ وہ حق سے تمہاری نسبت زیادہ نزدیک تر ہیں بلکہ اسی وجہ سے کہ وہ اپنے سردار کے باطل

اِلٰى بَاطِلِ صَاحِبِهِمْ وَاِبْطَائِكُمْ عَنْ حَقِّيْ وَلَقَدْ اَصْبَحَتِ

کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور تم میرے حق کی طرف آنے میں سستی کرتے ہو۔ دنیا کی قومیں

الْاُمَمُ تَخَافُ ظُلْمَ رُعَاتِهَا وَاَصْبَحْتُ اَخَافُ ظُلْمَ رَعِيَّتِيْ

اپنے حاکموں کے جور و ستم سے ڈرتی ہیں اور میں اس عالم میں ہو گیا ہوں کہ اپنی رعیت ہی کے جور و ستم سے ڈر رہا ہوں

اِسْتَنْفَرْتُكُمْ لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَنْفِرُوْا وَاَسْمَعْتُكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوْا

میں نے تمہیں دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکلنے کی دعوت دی مگر تم نہ نکلے میں نے تمکو اپنے احکام سنائے مگر تم نے

وَدَعَوْتُكُمْ سِرًّا وَّجَهْرًا فَلَمْ تَسْتَجِيْبُوْا وَنَصَحْتُ لَكُمْ

نہ سنے میں نے مخفی اور ظاہر ہر طریقے سے تمہیں آواز دی مگر افسوس تم نے لبیک نہ کہی میں نے تمہیں وعظ و نصیحت کی مگر تم نے اسے نہ مانا تو

فَلَمْ تَقْبَلُوْا اَشُهُوْدٌ كَغُيَّابٍ وَعَبِيْدٌ كَاَرْبَابٍ اَتْلُوْا

میرے سامنے ہوتو گویا حاضر نہ ہونے والے لوگوں کے مانند ہو میرے خطاب سے فائدہ نہیں حاصل کرتے اور غلام ہو تو میرے متعلق گھمنڈ ...

عَلَيْكُمُ الْحِكَمَ فَتَنْفِرُوْنَ مِنْهَا وَاَعِظُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ

ہو کر گویا تم اپنے آقاؤں جیسے ہیں تمہارے آگے حکمت کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہوں تم اس سے بھاگتے ہو تمہیں انتہائی کھلی ...

الْبَالِغَةِ فَتَتَفَرَّقُوْنَ عَنْهَا وَاَحُثُّكُمْ عَلٰى جِهَادِ اَهْلِ

کے ساتھ پند و نصیحت کرتا ہوں تم اس سے منتشر ہو جاتے ہو تمہیں سرکشوں سے جنگ کرنے پر ابھارتا ہوں مگر آخر بیان تک

الْبَغْيِ فَمَا اٰتِيْ عَلٰى اٰخِرِ الْقَوْلِ حَتّٰى اَرَاكُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ

آنے بھی نہیں پاتا کہ تمہیں اولاد سبا کی طرح تتر بتر دیکھنے لگتا ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۸)

طرح واضح کردیا کہ اولاد فاطمہ ہی در حقیقت عترت رسول ہیں نیز یہ عترت رسول ہم طینت رسول ہے گیا یا ہم ترین فضیلت عترت حضرت محمد کی افضلیت ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے عترت رسول ساری دنیا سے بہتر ہے۔ علاّمہ سیوطی نے دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہتر علی و حمزہ و جعفر و حسن و حسین و فاطمہ ہیں سرو ان بھی حیاتی و میت مماتی ولیکن جنتی ... علیا من بعدی ... باہل بیتی من بعدی فانہم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فہمی وعلمی ... فیہم صلتی لا انالہم اللہ شفاعتی ... سب سے بہتر حسن و حسین ہیں اور عورتوں میں سب سے بہتر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں جسے یہ آرزو ہو کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے اور اسے میری جیسی باعزت موت آئے تو چاہیے کہ وہ علی ابن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے محبت کرے اور انکی نیز انکی اولاد کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے اور انکی افعال کی پیروی کرے کیونکہ حقیقتاً یہی اولاد علی ہی میری عترت اور ذریت ہیں جو اللہ نے انکو میری طینت و نور سے پیدا فرمایا اور میرا علم و فہم انھیں عطا کیا ہے میری امت میں سے جو لوگ انکی فضیلتوں کی تکذیب کریں گے ان پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اور میں انھیں کبھی بھی اپنی شفاعت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع نہ دونگا۔ عترت رسول کی محبت اساس اسلام ہے اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ اساس الاسلام حبی وحب اہل بیتی میرا اور میرے اہلبیت کی محبت اسلام کی بنیاد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام کی اساس محبت اہلبیت رسول پر قائم نہ ہوگی تو وہ بے بنیاد اسلام ہوگا۔ عترت رسول امان اہل زمین ہیں ہم سلسلہ تحریر کو جاری رکھتے ہوئے صاحب کنز العمال نے پیغمبر کی اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے کہ النجوم امان لاہل السماء واہلبیتی امان لاہل الارض ستارے آسمان والوں کیلئے اور میرے اہلبیت زمین والوں کی زندگی کا سہارا ہیں اگر وہ نہ ہوں تو دنیا تباہ و برباد ہو جائے جس طرح ستارے اہل آسمان کی بقا کا سبب ہیں۔ عترت رسول کی مثال کشتی نوح کی ہے یہ ایک نہیں بیشمار علماء عامہ کی کتابوں کے حوالوں سے یہ حدیث باسناد صحیح پہنچ چکی ہے کہ ان مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح ... (باقی صفحہ ۳۷۲ پر دیکھئے)

أَيَادِيَ سَبَا تَرْجِعُونَ إِلَى مَجَالِسِكُمْ وَتَتَخَادَعُونَ عَنْ

(جب یہاں سے) پلٹ کر اپنے مجمعوں کی طرف جاتے ہو تو اپنے موعظوں سے ایک دوسرے

مَوَاعِظِكُمْ أُقَوِّمُكُمْ غُدْوَةً وَتَرْجِعُونَ إِلَيَّ عَشِيَّةً كَظَهْرِ

دھوکے دیتے ہو صبح کو تمہیں درست کرتا ہوں اور شام کو جب پلٹ کر میری طرف آتے ہو

الْحَنِيَّةِ عَجَزَ الْمُقَوِّمُ وَأَعْضَلَ الْمُقَوَّمُ

اس کھنچی ہوئی کمان کی پشت کے مانند ٹیڑھے ہوتے ہو جو (سیدھا کرنے والا) سیدھا کرنے سے عاجز ہو گیا اور اسکی کجی دور کرنا دشوار

أَيُّهَا الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ الْغَائِبَةُ عُقُولُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ

اے وہ انسانو! جنکے جسم تو حاضر لیکن عقلیں غائب ہیں جن کی خواہشیں بٹی ہوئی

أَهْوَاؤُهُمْ الْمُبْتَلَى بِهِمْ أُمَرَاؤُهُمْ صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللّٰهَ

اور جنکے سرداروں کی نافرمانیوں کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا ہیں سنو! تمہارا امیر (علیؑ) خدا کی (ہر بات میں) اطاعت کرتا ہے

وَأَنْتُمْ تَعْصُونَهُ وَصَاحِبُ أَهْلِ الشَّامِ يَعْصِي اللّٰهَ

اسکے باوجود تم اسکی نافرمانی کرتے ہو اور شام والوں کا سردار (معاویہ جو) اللہ کی نافرمانی کرتا ہے

وَهُمْ يُطِيعُونَهُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِي

یہ گروہ باایں ہمہ اسکی اطاعت کرتے ہیں بخدا میرا دل چاہتا ہے کہ معاویہ تمہیں جس طرح دینار کو درہم سے

بِكُمْ صَرْفَ الدِّينَارِ بِالدِّرْهَمِ فَأَخَذَ مِنِّي عَشَرَةَ

بدلا جاتا ہے۔ اس طرح مجھ سے بدل لے اور تم (عراق والوں) میں سے دس آدمی لیکر ان (شام والوں) میں سے

مِنْكُمْ وَأَعْطَانِي رَجُلًا مِنْهُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ مُنِيتُ

ایک آدمی مجھے دیدے۔ اے کوفہ والو وہ تین خصلتوں جو تم میں پائی جاتی اور دو خصلتیں جو تم میں نہیں

مِنْكُمْ بِثَلَاثٍ وَاثْنَتَيْنِ صُمٌّ ذَوُو أَسْمَاعٍ وَبُكْمٌ ذَوُو

پائی جاتیں ہیں انہیں کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوں تم میں پائی جاتی ہوئی تین صفتیں یہ ہیں کہ) کان رکھنے کے باوجود بہرے

كَلَامٍ وَعُمْيٌ ذَوُو أَبْصَارٍ لَا أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ

ہو اور زبان ہوتے ہوئے گونگے ہو اور آنکھوں کے ہوتے ہوئے اندھے ہو اور (دو صفتیں جو تم میں نہیں پائی جاتیں وہ یہ ہیں کہ) جنگ کے وقت

وَلَا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ يَا أَشْبَاهَ الْإِبِلِ غَابَ عَنْهَا

سچے جوانمرد اور بلاء و مصیبت کے موقع پر بھروسہ کرنے کے قابل بھائی نہیں ہو اے ان اونٹوں کے ایسے انسانو جنکے چرواہے

رُعَاتُهَا كُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ جَانِبٍ آخَرَ

گم ہوں اور اسی وجہ سے (جب انہیں ایک طرف سے سمیٹا جاتا ہو تو وہ دوسری طرف سے پراگندہ ہو جاتے

وَاللّٰهِ لَكَأَنِّي بِكُمْ فِيمَا إِخَالُ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى وَحَمِيَ

بخدا میں تمہارے بارے میں جو خیال کرتا ہوں تو ایسی حالت میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ اگر کسی دن معرکہ جنگ تند

(بقیہ صفحہ ۳۶۸)

ومن تخلف عنها غرق وہوی۔ میرے اہلبیت کی مثال سفینۂ نوحؑ کی سی ہے جو اس پر سوار ہو جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ غرق ہو جائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ۳۶۹)

لہ دو پیغمبروں کے مابین جو درمیانی زمانہ ہوتا ہے اسے زمانہ فترت سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ حسان ابن ثابت انصاری نے اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں نظم کیا ہے
بنبی اتانا بعد یاس وفترۃ
من الرسل والاوثان فی الارض تعبد
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے وجود میں جو کہ رسولوں کی فترت اور زمانہ یاس کے بعد اس وقت مبعوث برسالت ہوئے جب زمین میں ہر طرف بتوں کی پرستش کی جا رہی تھی۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۷۰)

لہ مراد اس سے کعبہ ہے جس کا محترم ترین مستقر ہونا محتاج بیان نہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے کہ جہاں دیگر معالم نے تمام روئے زمین کو اس کے شرف کے مقابلہ میں پست کر کے قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین سب سے پہلا مکان کعبہ ہے جسے اللہ نے بہت ہی مبارک اور دونوں عالم کیلئے ذریعہ ہدایت قرار دیا ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۷۱)

لہ استغفار کے لغوی معنے بسرعت کسی چیز کی جانب جانے کی خواہش کرنے کے ہیں اسی چیز کو ترجمہ میں لحوظ رکھا گیا ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۳۷۲)

لہ یہ ایک مثل ہے جو جدا ہونے والوں کی جدائی اور افتراق کے موقع پر استعمال کی جاتی ہے جسکی اصل یہ ہے کہ عربوں کا بزرگ اعلی ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ یہ دسوں لڑکے آپس سے اس طرح جدا ہو گئے کہ ایک کسی شہر میں چلا گیا اور ایک کسی شہر میں یہ مثل یادگار اسی وقت سے رائج ہوئی کہ مثلاً فلاں لوگ آپس سے اس طرح جدا ہو گئے جیسا سبا کی اولاد۔ ۱۲

الضِّرَابُ وَقَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الْمَرْأَةِ

اور شمشیر زنی کا بازار گرم ہو گیا تو تم ابو طالب کے فرزند سے اس طرح دور ہو جاؤ گے اور اسکا ساتھ چھوڑ دو گے جس طرح کوئی عورت زنا کچہ

عَنْ قُبُلِهَا وَإِنِّي لَعَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَمِنْهَاجٍ مِنْ نَبِيِّي وَ

اپنے سرپرستوں سے دور ہو جاتی اور انکا ساتھ چھوڑتی حالانکہ میں اپنے پالنے والے خدا کی واضح حجت اور اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ

إِنِّي لَعَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ أَلْقُطُهُ لَقْطًا انْظُرُوا أَهْلَ بَيْتِ

علیہ وآلہ کی سنت پر (عمل پیرا) اور ایمان (حق کے) روشن راستہ پر (قائم) اور حق کو مختلف جگہوں سے بکھرا ہوا اکٹھا کر رہا ہوں

نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوا سَمْتَهُمْ وَاتَّبِعُوا أَثَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرِجُوكُمْ

دیکھو اپنے پیغمبر کے اہلبیت کا لحاظ کرو انکے راستہ پر گامزن ہو جاؤ اور انکے آثار کی پیروی کرو اسلئے کہ وہ تمہیں

مِنْ هُدًى وَلَنْ يُعِيدُوكُمْ فِي رَدًى فَإِنْ لَبَدُوا فَالْبُدُوا

کبھی ہرگز دائرۂ ہدایت سے باہر اور (گمراہی کی) ہلاکت میں لوٹا کر (نہ) لے جائیں گے، نہیں سو وہ ٹھہر جائیں تو تم بھی ٹھہر جاؤ

وَإِنْ نَهَضُوا فَانْهَضُوا وَلَا تَسْبِقُوهُمْ فَتَضِلُّوا وَلَا

اور وہ اٹھ کھڑے ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو اور بہرحال ان سے آگے نہ بڑھو کہ ایسا کرنے کے بعد گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ

تَتَأَخَّرُوا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوا لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ

ان سے پیچھے ہی رہو کہ اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب کو

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَمَا أَرَىٰ أَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ

دیکھا ہے مگر تم سے کسی ایک کو بھی میں ان کے مشابہ نہیں پاتا ہوں

لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا وَقَدْ بَاتُوا سُجَّدًا وَقِيَامًا

وہ بکھری ہوئی زلفوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے محراب عبادت میں ایستادہ ہو کر اور زمین نیاز پر سجدہ کر کے رات

يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُودِهِمْ وَيَقِفُونَ عَلَىٰ

بسر کرتے تھے بعد دیگرے اپنی پیشانیاں اور رخسارے زمین پر رکھتے (شکر کے سجدے کرتے) اور اپنے قیامت کے دن کی یاد سے گویا

مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ

جیسے (گرم) زمین پر ایستادہ نظر آتے تھے (انکی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر) انکے طولانی سجدوں کی وجہ سے

الْمِعْزَىٰ مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذُكِرَ اللهُ هَمَلَتْ

بکریوں کے زانوؤں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو

أَعْيُنُهُمْ حَتَّىٰ تَبُلَّ جُيُوبَهُمْ وَمَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ

انکی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے تھے کہ انکے گریبان بھیگ جاتے تھے اور عقاب الٰہی کے خوف اور انکے

يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ

ثواب کی آرزو کی وجہ سے وہ اس طرح لرزہ براندام ہو جاتے تھے جس طرح جھکڑ کی ہوا کے دن درخت کانپتے ہیں

ہم انپر فرشتے نازل کریں مردے ان سے باتیں کرنے لگیں اور تمام چیزیں ان کے سامنے گروہ در گروہ لا کر کھڑی کر دیں تب بھی یہ ایمان نہ لائیں گے اس لئے ظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس معنے کو اختیار کر کے معترضین کو سرگرم اعتراض ہونے کا موقع دیا جائے اور عبارت کے اتفاقی جھرم کو سنگ بنا دیا جائے۔ ۱۲

ف صاحب منہج ص ۳۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ القبیل متکفل الزوج والجمع یعنی قبیل عورت کے سرپرست کو کہتے ہیں جیسے اسکا شوہر اور باپ دونوں داخل ہو سکتے ہیں اسکی جمع قبل آتی ہے خلیفہ کا ظاہر یا سلطنت کا فرمانبردار رعیت کا چونکہ ولی امر ہوتا ہے اور اسے اسی پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں اسلئے اس مقام تشبیہ میں امام کو رعیت کو عورت اور حاکم کو اسکے سرپرست سے تعبیر کرتے ہیں اس مقام پر بھی اسی تشبیہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ میں تمہارے امور کا بالکل اسی طرح متکفل ہوں جس طرح عورت کے امور کے اس کے اولیاء متکفل ہوا کرتے ہیں یقین جانو اگر تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تو جس طرح عورت اپنے اولیاء کو چھوڑ کر بگڑ جاتی ہے اور [illegible] سب کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہے اسی طرح تم بھی ذلیل ہو جاؤ گے میرے ناچیز خیال میں جن مفسرین اور شارحین نے اسکو واحد معنے ذرج خیال فرمایا ہے انھوں نے کسی خاص وجہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بعید معنے کا انتخاب فرمایا ہے خود قرآن مجید میں بھی لفظ قبل ایک مقام پر جمع استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے کہ ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الخ یعنی

فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجَرٌ وَفِي آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ تَبْصِرَةٌ

پہلے والوں کے آثار میں ہی عبرت کا سامان ہے اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کے حالات میں تمہارے لئے اگر تم عقل

وَمُعْتَبَرٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ أَوَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ

رکھتے ہو تو بصیرت اور عبرت موجود ہے کیا تم نے اپنے سے پہلے گذر جانے والوں کو نہیں دیکھا

لَا يَرْجِعُونَ وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْقَوْنَ أَوَلَسْتُمْ

کہ وہ پلٹ کر نہیں آئے اور جو ان کے بعد پیچھے رہ جانے والے اس وقت موجود ہیں ان کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ یہ بھی ہمیشہ باقی

تَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ عَلَى أَحْوَالٍ

رہنے والے نہیں کیا تم دنیا والوں کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کتنی مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں

شَتَّى فَمَيِّتٌ يُبْكَى وَآخَرُ يُعَزَّى وَصَرِيعٌ مُبْتَلًى وَعَائِدٌ

کہیں کوئی مرا ہوا ہے جسے لوگ رو رہے ہیں کوئی دوسرا وہ ہے جسے تعزیت دی جا رہی ہے ایک مصیبت مرض میں گرفتار

يَعُودُ وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُودُ وَطَالِبٌ لِلدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ

ہے تو کوئی دوسرا اس حال میں ہے کہ عیادت کرنے والا اس کی عیادت کو آیا ہے اور کوئی جان دے رہا ہے ایک طرف دنیا کا خواہشمند

وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ وَعَلَى أَثَرِ الْمَاضِي مَا يَمْضِي الْبَاقِي

ہے اور موت اس کا پیچھا کئے ہے کوئی غفلت شعار ہے جس سے اس کی اجل غافل نہیں گذر جانے والوں کے نقش قدم پر باقی

أَلَا فَاذْكُرُوا هَادِمَ اللَّذَّاتِ وَمُنَغِّصَ الشَّهَوَاتِ

رہنے والے بھی چل رہے ہیں لذتوں کی عمارت کو گرا دینے والے خواہشوں کو مکدر بنا دینے والے اور برے کاموں کے

وَقَاطِعَ الْأُمْنِيَاتِ عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ لِلْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ وَاسْتَعِينُوا

وقت آرزوؤں کو قطع کر دینے والے کو یاد رکھو

اللَّهَ عَلَى أَدَاءِ وَاجِبِ حَقِّهِ وَمَا لَا يُحْصَى مِنْ أَعْدَادِ

اور خدا کے واجب حق کو ادا کرنے اور اس کے ناقابل شمار نعمتوں

نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ

اور احسانوں کے ادا کرنے میں اسی سے امداد طلب کرو

## خطبہ ۱۰۳

اس میں حضرت نے پروردگار عالم کے الطاف کا تذکرہ فرمایا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ النَّاشِرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلَهُ وَالْبَاسِطِ فِيهِمْ

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جو مخلوقات میں اپنے فضل و کرم کا عام کرنے والا اور جود و بخشش کے ذریعہ اپنی نعمتوں کا پھیلانے والا ہے

بِالْجُودِ يَدَهُ نَحْمَدُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ وَنَسْتَعِينُهُ عَلَى رِعَايَةِ

ہم تمام امور میں اس کی حمد کرتے اس کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھنے کے لیے اس سے

حُقُوقِهِ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

مدد چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں اور محمد اس کے بندے

وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِأَمْرِهِ صَادِعًا وَبِذِكْرِهِ نَاطِقًا فَأَدَّى

اور پیغمبر ہیں جنکو آپ نے اپنے دین کا اعلان کرنے والا اور اپنے ذکر کے ساتھ بولنے والا بنا کر مبعوث فرمایا

أَمِينًا وَمَضَى رَشِيدًا وَخَلَّفَ فِينَا رَايَةَ الْحَقِّ

تو انھوں نے اسکے حق تبلیغ کو امانتداری کے ساتھ ادا کر دیا اور ہمارے اندر (اپنے انتقال کے بعد) وہ حق

مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ وَمَنْ

کی نشانی چھوڑ گئے جس سے اگر کوئی آگے بڑھے گا تو دین سے خارج ہوگا جو پیچھے رہے گا وہ ہلاک اور جو اسکے

لَزِمَهَا لَحِقَ دَلِيلُهَا مَكِيثُ الْكَلَامِ بَطِيءُ الْقِيَامِ سَرِيعٌ

ساتھ لپٹا رہے گا وہ (حق سے) لمجائے گا اس نشانی کا راہنما (ابو طالب کا وہ فرزند ہے) جو ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنے والا اور کام کے

إِذَا قَامَ فَإِذَا أَنْتُمْ أَلَنْتُمْ لَهُ رِقَابَكُمْ وَأَشَرْتُمْ

اختیار کرنے میں (مصلحت کے ظاہر ہونے تک) تاخیر کرنے والا اور جب اسے اختیار کرے تو اسکو جاری کرنے میں تیزی کرنے والا ہے تو جب

إِلَيْهِ بِأَصَابِعِكُمْ جَاءَهُ الْمَوْتُ فَذَهَبَ بِهِ فَلَبِثْتُمْ

تم اپنی گردنوں کو اسکے لیے جھکا دو گے اور (اپنی انگلیوں سے) اسکی جانب اشارہ کرنے لگو گے تو موت اسکے پاس آکر اسے لے جائیگی اور اسکے بعد تم

بَعْدَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى يُطْلِعَ اللَّهُ لَكُمْ مَنْ يَجْمَعُكُمْ

جبتک خدا چاہے گا (منزل انتظار میں) ٹھہرے رہو گے ۲ (یہاں تک کہ) اہلبیت میں سے ایک ایسے شخص (قائم آل محمد) کو ظاہر کرے گا جو تمہارے بکھرے

وَيَضُمُّ نَشْرَكُمْ فَلَا تَطْمَعُوا فِي غَيْرِ مُقْبِلٍ وَلَا تَيْأَسُوا

شیرازہ کو جمع اور تمہاری پریشانی کو دور کرکے تمہیں یکجا کر دیگا تو دیکھو اس شخص سے جو امارت کیطرف متوجہ نہیں ہے اور خلافت کسی کی امید

مِنْ مُدْبِرٍ فَإِنَّ الْمُدْبِرَ عَسَى أَنْ تَزِلَّ إِحْدَى قَائِمَتَيْهِ

کر رہا ہو اسوقت قبول خلافت کی توقع ہی کرو اور نہ بالکل اس منہ موڑنے والے سے مایوس ہی ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسکے دونوں

وَتَثْبُتَ الْأُخْرَى وَتَرْجِعَا حَتَّى تَثْبُتَا جَمِيعًا أَلَا إِنَّ

میں سے ایک پایہ (اسوقت مددگار نہ ملنے کی وجہ سے) ثابت نہ ہو اور دوسرا پایہ (ہدایت خلق کی اہمیت) ثابت ہو پھر یہ دونوں پایہ پلٹ آئیں

مَثَلَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَثَلِ نُجُومِ

کہ آخر یہ دونوں ثابت ہو جائیں (اور اسوقت یہ منہ موڑنے والا خلافت کی طرف متوجہ ہو جائے) دیکھو اہلبیت محمد کی مثال ایسی ہے جیسے

السَّمَاءِ إِذَا خَوَى نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ فَكَأَنَّكُمْ قَدْ تَكَامَلَتْ

آسمان کے ستارے کہ جب کبھی ایک تارا غروب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہو جاتا ہے پس گویا خدا کے احسانات تم پر کامل ہو چکے

له علامہ ابن ابی الحدید حضرت امیر فرماتے ہیں رایۃ الحق سے مراد وہ رسول کریم کی چھوڑی ہوئی گرانبہا دو نفیس ہیں جنکو قرآن اور عترت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے بیشک جس نے ان کے دامن ہدایت کو چھوڑ دیا وہ منزل نجات تک پہنچ نہیں سکتا جیسا کہ حدیث ثقلین میں اس کی تصریح موجود ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک خدا کی کتاب دوسرے میری عترت تم جب تک ان سے تمسک رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ ۱۲

سے ابن ابی الحدید کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے حضرت نے اپنے نفس نفیس کو مراد لیا ہے ۱۲

مِنَ اللّٰهِ فِيكُمُ الصَّنَائِعُ وَ اَرَاكُمْ مَا كُنْتُمْ تَاْمَلُوْنَ

اور اس نے تمھیں وہ چیز دکھا دی ہے جس کی تم امید کر رہے تھے

# خطبہ ۱۰۴

یہ خطبہ ان جلیل خطبوں میں سے ہے جو عظیم حوادث اور بڑی بڑی لڑائیوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے

اَلْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ اَوَّلٍ وَ الْاٰخِرُ بَعْدَ كُلِّ اٰخِرٍ بِاَوَّلِيَّتِهٖ وَجَبَ

وہ ایسا اول ہے جو ہر اول سے پہلے اول تھا اور ایسا آخر ہے جو ہر آخر کے بعد آخر ہوگا اسکی اولیت کیوجہ سے ضروری ہوا

اَنْ لَّا اَوَّلَ لَهٗ وَ بِاٰخِرِيَّتِهٖ وَجَبَ اَنْ لَّا اٰخِرَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ

کوئی چیز اس سے پہلے اور آخریت کی بنا پر لازم ہوا کہ کوئی شے اس کے بعد ہو اور میں گواہی دیتا ہوں

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً يُّوَافِقُ فِيْهَا السِّرُّ الْاِعْلَانَ وَ الْقَلْبُ

کہ معبود برحق کے ماسوا کوئی اللہ ہے ہی نہیں گواہی بھی ایسی جس میں باطن ظاہر کی اور دل زبان کی

اللِّسَانَ اَيُّهَا النَّاسُ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ وَ لَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ

موافقت کر رہا ہے گروہ مردم دیکھو میری مخالفت تمھیں میری تکذیب پر آمادہ نہ کرے اور میری نافرمانی

عِصْيَانِيْ وَ لَا تَتَرَامَوْا بِالْاَبْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمَعُوْنَهٗ مِنِّيْ

تمھیں دیوانہ نہ بنائے اور جسوقت مجھ سے کوئی بات سنو اسوقت آپس میں ایک دوسرے کو اسطرح نہ دیکھو جیسے کہ

فَوَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّ الَّذِيْ اُنَبِّئُكُمْ بِهٖ

میں خلاف واقع کہہ رہا ہوں کیونکہ قسم ہے اس خدا کی جسنے دانہ کو شگافتہ اور جاندار مخلوق کو خلق فرمایا ہے کہ میں جس چیز کی

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ مَا كَذَبَ الْمُبَلِّغُ[1] وَ لَا

رسول اللہؐ کی جانب سے خبر دیتا ہوں (وہ بالکل صحیح ہے) نہ اسکے پہونچانے والے نے جھوٹ بولا نہ اسکا سننے والا

جَهِلَ السَّامِعُ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى ضِلِّيْلٍ[2] قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ

نادان ہے سنو ایک ایسے انتہائی گمراہ شخص کو گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جسنے شام میں لوگوں کو چیخ کر آواز دی

وَ فَحَصَ بِرَايَاتِهٖ فِيْ ضَوَاحِيْ كُوْفَانَ فَاِذَا فَغَرَتْ فَاغِرَتُهٗ

اور کوفہ کے اطراف و جوانب میں اپنے جھنڈے لہرا دیے ہیں تو یاد رکھو جب اس کا دہن کھل جائے گا

وَ اشْتَدَّتْ شَكِيْمَتُهٗ وَ ثَقُلَتْ فِي الْاَرْضِ وَطْاَتُهٗ عَضَّتِ

اور اسکی سرکشی بہت سخت ہو جائے اور زمین میں اسکی پامالی بڑھ جائیگی تو وہی وقت ہوگا

الْفِتْنَةُ اَبْنَاءَهَا بِاَنْيَابِهَا وَ مَاجَتِ الْحَرْبُ بِاَمْوَاجِهَا

جس وقت فتنہ اپنے دانتوں سے اپنی اولاد کو کاٹے گا اور جنگ اپنی موجوں کے ساتھ متلاطم ہوگی

[1] مبلغ سے اس کلام میں حضرت رسول اللہ کو اور سامع سے خود اپنی ذات کو مراد لیا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آئندہ ہونے والے جن امور کی رسول اللہ نے خبر دی ہے وہ بالکل صحیح ہیں ۱۲ - ۱۳۰ - ۱۲

[2] اس سے حضرت نے عبد الملک ابن مروان کو مراد لیا ہے کیونکہ بنی امیہ کا یہی وہ سفاک فرمانروا ہے جسمیں حضرت کے بیان کئے ہوئے صفات بمقابلہ دوسروں کے زیادہ پائے جاتے تھے یہ جابر خلیفہ جب اور جگہ خلافت پر متمکن ہوا تو لوگوں کو اس نے اپنی خلافت قبول کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی طرف بجبر دعوت دی اسی کی جانب حضرت نے اپنے ان لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے کہ میں گویا اس گمراہ شخص کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ یہ شام میں چیخ رہا ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے معاویہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے ۱۲ - ۱۳۰ - ۱۲

وَبَدَا مِنَ الْاَیَّامِ كُلُوْحُهَا وَمِنَ اللَّیَالِیْ كُدُوْحُهَا فَاِذَا

دنوں سے انکی ترش روئی اور راتوں سے ان کی شدت ظاہر ہونے لگے گی تو جب

اَیْنَعَ زَرْعُهٗ وَقَامَ عَلٰى یَنْعِهٖ وَهَدَرَتْ شَقَاشِقُهٗ وَ

ان فتنوں کی کھیتی تیار ہو کر (پختگی کی منزل) پر کھڑی ہو جائے گی اور جب وقت اسکی آوازیں بلند ہوں گی اور اس کی

بَرَقَتْ بَوَارِقُهٗ عُقِدَتْ رَایَاتُ الْفِتَنِ الْمُعْضِلَةِ

بجلیاں چمکنے لگیں گی اس وقت شدید فسادوں کے جھنڈے باندھے جائیں گے

وَاَقْبَلْنَ كَاللَّیْلِ الْمُظْلِمِ وَالْبَحْرِ الْمُلْتَطِمِ هٰذَا وَكَمْ

اور یہ فتنے تاریک رات اور تلاطم خیز سمندر کی طرح آگے بڑھیں گے یہ سب تو ہو ہی گا اور نہ جانے اسکے علاوہ

یَخْرِقُ الْكُوْفَةَ مِنْ قَاصِفٍ وَیَمُرُّ عَلَیْهَا مِنْ عَاصِفٍ

کتنی جھکڑ کی آندھیاں کوفہ کو شگافتہ کریں گی اور تیز و تند ہوائیں اس پر سے گزریں گی

وَعَنْ قَلِیْلٍ تَلْتَفُّ الْقُرُوْنُ بِالْقُرُوْنِ وَیُحْصَدُ الْقَائِمُ

اور عنقریب چند جماعتیں چند جماعتوں کے ساتھ بھڑیں گی اور کھڑے ہونیوالا (کشت) کی طرح کاٹ دیا جائیگا ۔

وَیُحْطَمُ الْمَحْصُوْدُ

اور کٹے ہوا پیسا جائیگا

# خطبہ ۱۰۵

یہ حضرت کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ ہے جو اسی مذکورہ بالا خطبہ کے طرز پر بیان ہوا ہے

ذٰلِكَ یَوْمٌ یَجْمَعُ اللّٰهُ فِیْهِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لِنِقَاشِ

یہ قیامت کا دن وہ ہے جس میں اللہ اگلوں اور پچھلوں سب کو حساب کی بھرپور تحقیق

الْحِسَابِ وَجَزَآءِ الْاَعْمَالِ خُضُوْعًا قِیَامًا قَدْ اَلْجَمَهُمُ

اور انکے اعمال کی پاداش دینے کے لیے اس طرح اکٹھا فرمائے گا کہ وہ انتہائی فروتنی کے ساتھ

الْعَرَقُ وَرَجَفَتْ بِهِمُ الْاَرْضُ فَاَحْسَنُهُمْ حَالًا مَنْ

کھڑے ہونگے پسینہ انکے منہ تک پہنچ گیا ہوگا اور زمین انہیں جنبش دے رہی ہوگی انمیں بہت اچھی حالت میں وہ شخص ہوگا

وَجَدَ لِقَدَمَیْهِ مَوْضِعًا وَلِنَفْسِهٖ مُتَّسَعًا

جو اپنے دونوں پیروں کے (ٹکانے) کیلئے کوئی جگہ اور سانس لینے کیلئے کوئی وسیع مقام پا لے گا

(مِنْهُ) فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ وَلَا تَقُوْمُ لَهَا قَائِمَةٌ

(اسی کلام کا ایک حصہ) یہ فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کے مانند ہیں نہ انکا کوئی مقابلہ کر سکتا

سلہ اس گروہ یا جماعت کو کہتے ہیں جس کے تمام افراد ہلاک ہو چکے ہوں یہاں اس سے جیسا کہ علامہ ابن ابی الحدید کا خیال ہے بنی عباس مراد ہیں جنہوں نے بنی امیہ کو تباہ و برباد کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ ۱۲-۱۲

وَلَا تُرَدُّ لَهَا رَايَةٌ تَأْتِيكُمْ مَزْمُومَةً مَرْحُولَةً يَحْفِزُهَا
(نہ) اسکا کوئی جھنڈا پلٹایا جا سکتا ہے۔ اس کجاوہ بستہ پالان سے کسی ہوئی اونٹنی کیطرح تم پر وارد ہونگے جسکو اسکا کھینچنے والا
قَائِدُهَا وَيَجْهَدُهَا رَاكِبُهَا أَهْلُهَا قَوْمٌ شَدِيدٌ كَلَبُهُمْ
تیزی سے ہنکاتا اور اسکا سوار اسے شدت کے ساتھ دوڑا رہا ہو ان شورشوں کے بانی وہ لوگ ہونگے جنکی لپٹ سخت
قَلِيلٌ سَلَبُهُمْ يُجَاهِدُهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَوْمٌ أَذِلَّةٌ
اور جنکے پیراہن بہت کم (معمولی) ہونگے ان سے خدا کی راہ میں وہی لوگ جنگ کریں گے جو سرکشوں
عِنْدَ الْمُتَكَبِّرِينَ فِي الْأَرْضِ مَجْهُولُونَ وَفِي السَّمَاءِ
کی نگاہ میں ذلیل و خوار زمین میں گمنام مگر آسمان (کی آبادیوں) میں مشہور و معروف
مَعْرُوفُونَ فَوَيْلٌ لَكِ يَا بَصْرَةُ عِنْدَ ذٰلِكِ مِنْ جَيْشٍ
ہونگے اے بصرہ نزول بلا کے وقت تجھ پر اس الہی عذابوں کے لشکر کی مار ہوگی جسکے لئے نہ غبار
مِنْ نِقَمِ اللهِ لَا رَهَجَ لَهُ وَلَا حَسَّ وَسَيُبْتَلَى أَهْلُكِ
ہوگا نہ کسی قسم کی (قدموں کی چاپ یا دھن کی) آواز اور عنقریب ہی تیرے رہنے والے لال فام موت
بِالْمَوْتِ الْأَحْمَرِ وَالْجُوعِ الْأَغْبَرِ
کشت و خون کی ہلاکت اور گرد آلود بھوک میں مبتلا ہوں گے

لہ یہ ایک دوسری جنگ کی پیشین گوئی ہے جو آخر زمانہ میں وقوع پذیر ہوگی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ نے بھی ایسی حدیث مبارک میں اس کی خبر دی ہے ۱۲۰

## خطبہ ۱۰۶

اسمیں حضرت نے لوگوں کو زہد کی طرف رغبت دلائی ہے

اُنْظُرُوا إِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الزَّاهِدِينَ فِيهَا الصَّادِفِينَ عَنْهَا
دنیا کی طرف اسے چھوڑ دینے والوں اور اس کی جانب سے منہ موڑ لینے والوں کی طرح نظر کرو
فَإِنَّهَا وَاللهِ عَمَّا قَلِيلٍ تُزِيلُ الثَّاوِيَ السَّاكِنَ وَتَفْجَعُ
کیونکہ یہ بخدا عنقریب ہی اپنے اقامت گزینوں اور ساکنوں کو دور کر دے گی اور خوش حال و مطمئن
الْمُتْرَفَ الْآمِنَ لَا يَرْجِعُ مَا تَوَلَّى مِنْهَا فَأَدْبَرَ وَلَا يُدْرَى
لوگوں کو دکھ پہنچا کر رہیگی اسکی جو حالت منہ موڑ کر پیچھے جا چکی ہے اب وہ پلٹ کر نہ آئے گی اور جو آئندہ آنے والی ہے
مَا هُوَ آتٍ مِنْهَا فَيُنْتَظَرَ سُرُورُهَا مَشُوبٌ بِالْحُزْنِ وَجَلَدُ
اسکو جانا نہیں جا سکتا تاکہ اسکا انتظار کیا جائے اس کی خوشی غم کے ساتھ ملی ہوئی اور اسکے اندر رہنے والے مردوں کی
الرِّجَالِ فِيهَا إِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ كَثْرَةُ مَا
بہادری و قوت کمزوری اور سستی کی طرف پلٹنے والی ہے تو اسمیں تم جس چیز سے خوش ہوتے ہو اس کی

CamScanner

یُعْجِبَنَّکُمْ فِیْهَا لِقِلَّةِ مَا یَصْحَبُکُمْ مِنْهَا

ادنیٰ تمھیں دھوکہ نہ دے کیونکہ انہیں سے کم ایسی چیزیں ہیں جو تمھارے ساتھ جائیں گی

حِمَ اللّٰهُ امْرَأً تَفَکَّرَ فَاعْتَبَرَ وَاعْتَبَرَ فَاَبْصَرَ فَکَاَنَّ

اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے پیشرووں کے انجام پر غور کر کے عبرت حاصل کرنے کے بعد بینا ہو جائے دنیا کی وہ

مَا هُوَ کَائِنٌ مِنَ الدُّنْیَا عَنْ قَلِیْلٍ لَمْ یَکُنْ وَکَاَنَّ مَا

چیزیں جو اس وقت موجود ہیں وہ عنقریب معدوم ہو جائیں گی اور آخرت کی

هُوَ کَائِنٌ مِنَ الْاٰخِرَةِ عَمَّا قَلِیْلٍ لَمْ یَزَلْ وَکُلُّ مَعْدُوْدٍ

چیزیں عنقریب موجود ہونیوالی ہیں وہ کبھی معدوم نہ ہونگی دیکھو شمار کی ہوئی ہر چیز ختم ہونے والی اور

مُنْقَضٍ وَکُلُّ مُتَوَقَّعٍ اٰتٍ وَکُلُّ اٰتٍ قَرِیْبٌ دَانٍ

ہر وہ چیز جس کی توقع کی جا رہی وہ آنیوالی اور ہر آنے والی چیز بہت ہی قریب و نزدیک ہے

(مِنْهَا) اَلْعَالِمُ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهٗ وَکَفٰی بِالْمَرْءِ

اسی خطبہ کا ایک حصہ) عالم وہی ہے جو اپنی حقیقت کو جانتا ہو انسان کی سب سے بڑی جہالت

جَهْلًا اَنْ لَا یَعْرِفَ قَدْرَهٗ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الرِّجَالِ

یہی ہے کہ وہ اپنی حقیقت سے ناآشنا ہو بندوں میں سب سے زیادہ اسدا دس

لَعَبْدًا وَکَلَهُ اللّٰهُ اِلٰی نَفْسِهٖ جَائِرًا عَنْ قَصْدِ السَّبِیْلِ

بندے کو اپنی رحمت سے دور رکھتا ہے جس کو اس نے اسکی حالت پر چھوڑ دیا ہو جبکہ وہ سیدھی راہ سے منحرف

سَائِرًا بِغَیْرِ دَلِیْلٍ اِنْ دُعِیَ اِلٰی حَرْثِ الدُّنْیَا عَمِلَ

اور کسی راہبر کے بغیر راستہ چلنے والا ہو جسے دنیا کی کھیتی کیلئے دعوت دی جائے تو سرگرم عمل ہو جائے

وَاِنْ دُعِیَ اِلٰی حَرْثِ الْاٰخِرَةِ کَسِلَ کَاَنَّ مَا عَمِلَ لَهٗ

اور آخرت کی کھیتی کی طرف بلایا جائے تو سست پڑ جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اپنے لئے دنیا کے جو کام کر رہا ہے

وَاجِبٌ عَلَیْهِ وَکَاَنَّ مَا وَنٰی فِیْهِ سَاقِطٌ عَنْهُ

وہ تو اس پر واجب ہیں اور آخرت کے جن کاموں میں سستی اور کاہلی کر رہا ہے وہ اس پر سے ساقط ہیں

(وَمِنْهَا) وَذٰلِكَ زَمَنٌ لَا یَنْجُوْ فِیْهِ اِلَّا کُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ (بنی امیہ کا) زمانہ وہ ہوگا جس میں بس وہی گمنام بے شر ایماندار لوگ نجات پا سکیں گے

اِنْ شَهِدَ لَمْ یُعْرَفْ وَاِنْ غَابَ لَمْ یُفْتَقَدْ اُولٰٓئِكَ مَصَابِیْحُ

جو اگر سامنے ہوں تو پہچانے نہ جائیں اور اگر غائب ہوں تو انھیں تلاش نہ کیا جائے یہی لوگ ہدایت

الْهُدٰی وَاَعْلَامُ السُّرٰی لَیْسُوْا بِالْمَسَایِیْحِ وَلَا الْمَذَایِیْعِ

کے روشن چراغ اور سیر شب تاریک کے واضح نشان ہیں نہ یہ لوگ فساد پھیلانے والے ہیں نہ عیب جو

سلہ حضرت کا یہ قول علم النفس کا وہ اہم ترین نظریہ ہے جو فلسفی و حکمی امثال سے ماخوذ ہے اسی مضمون کو حضرت دوسری عبارت میں ایک مقام پر اس طرح بھی ادا فرمایا ہے کہ وکفی بالمرء جہلا ان لا یعرف قدرہ انسان کی یہ جہالت کیا کم ہے کہ وہ خود اپنی قدر و منزلت نہ پہچانے اور ایک دوسرے مقام پر اسکی وجہ کی طرف بھی ان لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنی مقدار النفس کو جان لیا اس نے گویا خدا کو پہچان لیا نیز اسی مضمون کی اپنے بہترین الفاظ میں امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام اس طرح ترجمانی فرمائی ہے کہ ما ہلک امرء عرف قدرہ وہ انسان کبھی ہلاک نہ ہوگا جس نے اپنی قدر سمجھ لی ہے اور اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ما اخال رجلا یرفع نفسہ فوق قدرھا الا من خلل فی عقلہ میں کسی شخص کے متعلق خیال نہیں کرتا کہ وہ اپنے نفس کو اس کی قدر سے زیادہ بلند کرے گا مگر وہی جس کے دماغ میں کوئی خلل واقع ہو گیا ہو ۱۲

سلہ آخر زمانہ کے حالات کی تصویر کشی فرماتے ہوئے اس کلام میں اس حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس ہنگامہ خیز دور میں نجات یافتہ وہی لوگ ہونگے جو دنیاوی حیثیت سے گمنام ہوں اور فتنوں کے وقت انکا سے پر کوئی کلام نہ آئے۔ ۱۲۔

الْبُرُرِ اُولٰئِكَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ اَبْوَابَ رَحْمَتِهٖ وَيَكْشِفُ

عقل سے خالی اللہ ان کیلئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا اور اپنے عذاب کی سختی کو

عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهٖ

ان سے دور کردے گا

اَيُّهَا النَّاسُ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَاُ فِيْهِ الْاِسْلَامُ

گروہ مردم عنقریب تم پر ایسا زمانہ آیا چاہتا ہے جس میں اسلام کو اس طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح

كَمَا يُكْفَاُ الْاِنَاءُ بِمَا فِيْهِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

کسی برتن کو اسکی تمام کائنات کے ساتھ الٹ دیا جائے گروہ مردم دیکھو اللہ نے تمہیں اس امر سے تو محفوظ

اَعَاذَكُمْ مِنْ اَنْ يَجُوْرَ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ اَنْ

کردیا ہے کہ وہ تم پر کوئی ظلم کرے مگر اس امر سے تمہیں محفوظ نہیں بنایا ہے کہ وہ تمہاری آزمائش بھی

يَبْتَلِيَكُمْ وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ

نہ کرے کیونکہ اس بزرگ ارشاد فرمانے والے نے ارشاد فرمادیا ہے کہ اس ابتلا میں ان کے لئے

وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ

روشن نشانیاں موجود ہیں اور ہم یقیناً ان کی آزمائش کریں گے

قوله عليه السّلام (كل مومن نومة فانّما اراد به

جناب رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت نے اپنے اس کلام (کل مومن نومہ) میں لفظ نومہ سے

الخامل الذكر القليل الشر والمساييح جمع مسياح

گمنام کم شر و فساد کرنے والے شخص کو مراد لیا ہے اور مساییح مسیاح کی جمع ہے اور مسیاح

وهو الّذي يسيح بين النّاس بالفساد والنمائم

اس انسان کو کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان شر و فساد اور چغلخوریوں کے ساتھ گردش کرتا ہو

والمذاييع جمع مذياع وهو الّذي اذا سمع لغيره

اسی طرح مذابیع جمع ہے مذیاع کی اور مذیاع اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی کوئی

بفاحشة اذاعها ونوّه بها والبذر جمع بذور وهو

برائی سننے کے بعد اسے طشت از بام اور فاش کردے نیز بذر بذور کی جمع ہے اور

الّذي يكثر سفهه ويلغو منطقه

وہ شخص ہے جسکی حماقت بہت زیادہ اور جس کی بات چیت مہمل ہوتی ہے

ؔلہ اس کلام میں حضرت نے جن امور کا اظہار فرمایا ہے وہ اخبار بالغیب کا واضح ترین ثبوت ہے اور اسکی مطابقت کا اس زمانہ پر پوری طرح ہو رہی ہے جبکہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام میں بدعات کی کثرت رونما ہو گئی ہے اور اس کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھ لیا گیا ہے ۱۲۰

# خطبہ ۱۰۷

## اسمیں حضرت نے پیغمبرؐ کے دور بعثت کا ذکر فرمایا ہے

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ

حمد وثنا کے بعد واضح ہو کہ پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا وَّلَا

کو اس وقت مبعوث برسالت فرمایا جب عربوں میں کوئی ایک شخص بھی نہ تو کتاب کو

يَدَّعِيْ نُبُوَّةً وَّلَا وَحْيًا فَقَاتَلَ بِمَنْ اَطَاعَهٗ مَنْ

پڑھ سکتا تھا اور نہ نبوت و وحی کا دعوی کرتا تھا پس آنحضرت نے جن لوگوں نے انکی اطاعت کی تھی انکی ہمراہی میں ان لوگوں

عَصَاهُ يَسُوْقُهُمْ اِلٰى مَنْجَاتِهِمْ وَيُبَادِرُ بِهِمُ السَّاعَةَ

سے جنگ کی جو انکے نافرمان بنگئے تھے وہ لوگوں کو انکی منزل نجات کیطرف ہنکاتے اور انکی ہدایت کیجانب اس خیال سے تیزی کیساتھ

اَنْ تَنْزِلَ بِهِمْ يَحْسِرُ الْحَسِيْرُ وَيَقِفُ الْكَسِيْرُ فَيُقِيْمُ

قدم بڑھاتے تھے کہ موت کی بری ساعت کہیں دفعتہ انپر وارد نہ ہوجائے رجب تھکنے والا تھک جاتا اور شکستہ حال وضعیف الاعتقاد

عَلَيْهِ حَتّٰى يُلْحِقَهٗ غَايَتَهٗ اِلَّا هَالِكًا لَّا خَيْرَ فِيْهِ حَتّٰى

ٹھٹک کر کھڑا ہوجاتا تھا تو وہ برابر اسکا علاج کرتے تھے تاآنکہ اسکو اسکی سرحد نجات تک پہونچا دیتے تھے سوائے اس ہلاک ہونیوالے

اَرَاهُمْ مَنْجَاتَهُمْ وَبَوَّاَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ فَاسْتَدَارَتْ

کے جسمیں کسی قسم کی نیکی موجود نہ ہو آخر آنحضرت نے انھیں انکی نجات کی منزل دکھادی اور انکے مکان رستگاری میں انھیں مقیم کردیا غرضکہ انکی شوکت و

رَحَاهُمْ وَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ

قوت کی چکی گھومنے لگی اور انکے نیزے سیدھے تھے (حالات درست) ہوگئے خدا کی قسم میں جاہلیت کی اس فوج کے ہنکانے میں حصہ لیتا

فِيْ سَاقَتِهَا حَتّٰى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيْرِهَا وَاسْتَوْسَقَتْ فِيْ قِيَادِهَا

رہا یہانتک کہ وہ کل کی کل اپنی جاہلیت سے پھر گئی اور اپنے بند حصوں میں سمٹ گئی

مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ وَلَا خُنْتُ وَلَا وَهَنْتُ وَاَيْمُ

میں نے نہ کبھی کمزوری دکھائی نہ بزدلی نہ کبھی خیانت کی نہ سستی اور رکاوٹ کو اپنے معاملہ میں دخل دینے دیا

اللّٰهِ لَاَبْقُرَنَّ الْبَاطِلَ حَتّٰى اُخْرِجَ الْحَقَّ مِنْ

خدا کی قسم میں باطل کو شگافتہ کرتا ہونگا تاکہ حق کو اسکے پہلو سے برآمد کروں۔ اس خطبہ کا کچھ حصہ پہلے گذر چکا ہے مگر یہاں سابق

خَاصِرَتِهٖ

کے خلاف اسمیں کچھ کمی اور زیادتی دیکھی اسلئے ضروری ہوا کہ اسے دوبارہ لکھدیا جائے (رضی علیہ الرحمہ)

سلہ اس کلام میں چکی کے گردش کرنے اور نیزوں کے سیدھے ہوجانے سے اون کی امور معاش ومعاد کے درست ہوجانے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ۱۲

سلہ ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں کہ یہاں ہا کی ضمیر زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹ رہی ہے گویا اس زمانہ کو حضرت ایک لشکر قرار دے رہے ہیں جو اسلام سے مقابلہ کرتا رہا اور آپ ان لوگوں میں شمار فرماتے ہیں جنہوں نے پوری قوت وطاقت کیساتھ اس کا مقابلہ کیا یہانتک کہ اسے شکست ہوئی اور اس نے راہ فرار اختیار کی۔ ۱۲ - ۱۲

# خطبہ ۱۰۸

اسمیں حضرت نے عربوں کی جاہلی اور اسلامی حالتوں کا فرق ظاہر فرمایا ہے

حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ شَهِيْدًا ۱؎ وَ

آخر کار وہ وقت آہی گیا کہ پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اعمال امت کا گواہ

بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا ۲؎ وَاَنْجَبَهَا كَهْلًا اَطْهَرَ

بنی آدم کو ثواب کی خوشخبری سنانے والا عذاب سے ڈرانے والا بچپنے کے لحاظ سے بہترین خلائق اور ضعیفی کی حالت

الْمُطَهَّرِيْنَ شِيْمَةً ۳؎ وَاَمْطَرَ الْمُسْتَمْطِرِيْنَ دِيْمَةً فَمَا

میں ان سب سے زیادہ کریم تر پاکیزہ لوگوں میں باعتبار خلق پاکیزہ تر اور سخاوت میں تمام سخیوں سے بڑھ چڑھ کر سخاوت کرنیوالا بنا کر

احْلَوْلَتْ لَكُمُ الدُّنْيَا فِيْ لَذَّتِهَا وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ

مبعوث فرمایا بنی امیہ دیکھو دنیا تمہارے لئے شیریں نہیں ہوئی اور اسکے پستانوں سے دودھ پینے پر تمہیں قابو

رَضَاعِ اَخْلَافِهَا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَفْتُمُوْهَا جَائِلًا

حاصل نہیں ہوا مگر اس امر کے بعد ہی کہ تم نے اسے ایسی حالت میں پایا کہ اس کی مہار ہلتی تھی

خِطَامُهَا قَلِقًا وَضِيْنُهَا قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ اَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ

اور اسکا تنگ جنبش کر رہا تھا اسکا حرام کچھ لوگوں کے نزدیک کانٹے توڑی ہوئی بیری کی طرح پسندیدہ

السِّدْرِ الْمَخْضُوْدِ وَحَلَالُهَا بَعِيْدًا غَيْرَ مَوْجُوْدٍ وَصَادَ

اور حلال دور ہی نہیں بلکہ معدوم ہو گیا تھا اور بخدا تم نے اسے

فْتُمُوْهَا وَاللّٰهِ ظِلًّا مَمْدُوْدًا اِلٰى اَجَلٍ مَعْدُوْدٍ فَالْاَرْضُ

ایک محدود زمانہ تک پھیلے ہوئے سایہ کی طرح پایا پس زمین تمہاری ستم رانیوں

لَكُمْ شَاغِرَةٌ وَاَيْدِيْكُمْ فِيْهَا مَبْسُوْطَةٌ وَاَيْدِي الْقَادَةِ

کیلئے خالی ہے جس میں تمہارے ہاتھ پھیلے ہوئے اور حقیقی قائدوں کے ہاتھ تمہاری جانب

عَنْكُمْ مَكْفُوْفَةٌ وَسُيُوْفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ وَسُيُوْفُهُمْ

سے رکے ہوئے ہیں تمہاری تلواریں انپر چھائی ہوئی اور انکی شمشیریں تم لوگوں سے

عَنْكُمْ مَقْبُوْضَةٌ اَلَا اِنَّ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِرًا وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِبًا

رکی ہیں مگر آگاہ ہو جاؤ کہ ہر خون کا ایک نہ ایک بدلہ لینے والا اور ہر حق کا کوئی نہ کوئی طلبگار رہتا ہے

وَاِنَّ الثَّائِرَ فِيْ دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِيْ حَقِّ نَفْسِهٖ وَهُوَ اللّٰهُ

تو ہمارے ناحق خونوں کا انتقام لینے والا اپنے نفس کیلئے تو وہی فیصلہ کرنے والا وہ اللہ

---

۱؎ اس صفت کو قرآن نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے کہ واذ جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا

۲؎ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بچپنے اور عہد طفولیت کے وہ حالات جنکو اسلامی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ جمع کیا گیا ہے اس دعوے کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں چنانچہ راست گوئی امانت لغویات سے نفرت اور فضائل اخلاق سے محبت یہ جلیل صفتیں عہد طفولیت ہی سے حضرت اہل اسلام ہی نہیں منکرین کے عقیدہ کے لحاظ سے بھی آنحضرت کے اندر موجود تھیں اس بنا پر آپکو خیر البریہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے ۱۲

۳؎ یہ مطلب قرآن کی اس آیت سے ماخوذ ہے کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم یعنی اے نبی کریم آپ عظیم ترین اخلاق پر فائز ہیں ۱۲

الذي لا يعجزه من طلب ولا يفوته من هرب فأقسم

جس کو وہ طلب کرے وہ اس کو عاجز اور جو اس سے بھاگے وہ اس سے بچ نہیں سکتا اے

بالله يا بني أمية عما قليل لتعرفنها في أيدي غيركم

بنی امیہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم عنقریب اس اقتدار کو اپنے غیر کے ہاتھوں

وفي دار عدوكم ألا وإن أبصر الأبصار ما نفذ في

اور اپنے دشمن کے گھر میں (دیکھو گے) اور ہاں تو کہ آگاہ ہو کر سب سے زیادہ دیکھنے والی نگاہ

الخير طرفه ألا إن أسمع الأسماع ما وعى

وہ ہے جس کی نظر اچھائی میں گڑی ہوئی ہو اور سب سے زیادہ سننے والا کان وہ ہے جو پند و نصیحت

التذكير وقبله

کو یاد رکھے اور اسکو قبول کرے

أيها الناس استصبحوا من شعلة مصباح واعظ متعظ

ایہا الناس نصیحت پر عمل پیرا ہونے والے ناصح کے چراغ کی لو سے اپنے چراغ جلا لو

وامتاحوا من صفو عين قد روقت من الكدر

اور اس پاکیزہ چشمہ ہدایت سے پانی کھینچ لو جو ہر قسم کی تیرگی سے صاف کر دیا گیا ہے

عباد الله لا تركنوا إلى جهالتكم ولا تنقادوا إلى أهوائكم

بندگان خدا اپنی نادانی پر نہ اڑو اور اپنے نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو

فإن النازل بهذا المنزل نازل بشفا جرف هار ينقل

چونکہ اس منزل پر اترنے والا درحقیقت اس نہر کے کنارے اترنے والا ہے

الردى على ظهره من موضع لرأي يحدثه بعد رأي

جس کے کنارے گر چکے ہوں یہ ہلاکت کو اپنی پشت پر لادے ہوئے ہر فاسد رایوں کیلئے ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف منتقل کرتا

يريد أن يلصق ما لا يلتصق ويقرب ما لا يتقارب

رہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو چپکنے کے قابل نہیں اسے چپکا دے اور جو چیز قریب ہو ہی نہیں سکتی

فالله الله أن تشكوا إلى من لا يشكي شجوكم ولا

اسے قریب کر دے۔ تو خدا سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تم کسی ایسے شخص سے شکوے کرنے لگو جو تمہاری شکایت کو دور کر سکتا

ينقض برأيه ما قد أبرم لكم إنه ليس على الإمام

ہو اور نہ اپنی تدبیر سے ان شبہوں ہی کو توڑ سکتا ہو جنکو شیطان نے مضبوط و مستحکم بنا دیا ہے دیکھو امام پر کوئی ذمہ داری

إلا ما حمل من أمر ربه الإبلاغ في الموعظة

بجز پند و نصیحت کی تبلیغ پہنچانے کی پوری کوشش سنت رسول کے احیاء مستحقوں پر حدود کے جاری کرنے

۵۱ اس مقام مصباح سے حضرت نے اپنے علم کو مراد لیا ہے کیونکہ راہنمائی کی صفت دونوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے لیکن علامہ ابن ابی الحدید کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے اپنے علم کو نہیں بلکہ خود اپنے نفس کو مراد لیا ہے مگر یہ خیال اس بنا پر درست نہیں معلوم ہوتا کہ چراغ یہاں پر مضاف واقع ہوا ہے جو ایک مضاف الیہ کی موجودگی میں اس کا مراد لینا کیونکر درست ہو سکتا ہے ۱۲۰

وَالْاِجْتِهَادُ فِي النَّصِيْحَةِ وَالْاِحْيَاءُ لِلسُّنَّةِ وَاِقَامَةُ الْحُدُوْدِ

اور رحمتوں کو اکھٹے باالکوں ایک ہے کہ وہ کاست ہو پہنچانے کے عائد نہیں ہوتی

عَلٰی مُسْتَحِقِّيْهَا وَاِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلٰی اَهْلِهَا فَبَادِرُوْا

جو کہ اس کے پانے والے کے حکم سے اس پر کردی گئی

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيْحِ نَبْتِهٖ وَمِنْ قَبْلِ اَنْ تُشْغَلُوْا

تو دیکھو سرسبز و شاداب علم کی طرف اس کی گھاس کے خشک ہونے سے پہلے اور قبل اس کے کہ تم اپنے

بِاَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَثَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهٖ وَانْهَوْا

نفسوں کی خواہشوں کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے اسی کے جاننے والوں (کے سینوں) سے برآمد کرنے سے مجبور ہو جاؤ تیزی کے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنَاهَوْا عَنْهُ فَاِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالنَّهْيِ

بڑھ جاؤ۔ دوسروں کو بری باتوں سے منع کرو اور خود بھی ان سے باز رہو کیونکہ دوسروں کو بری باتوں سے منع کرنے کا حکم تمہیں

بَعْدَ التَّنَاهِيْ

بری باتوں سے خود باز آجانے کے بعد ہی دیا گیا ہے

## خطبہ ۱۰۹

اسمیں حضرت نے اسلام کی فضیلتوں کا تذکرہ فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَائِعَهٗ لِمَنْ

حمد اس خدا کیلئے سزاوار ہے جس نے اسلام کو ظاہر فرمایا کہ اس کے گھاٹوں تک پہنچنے (کو)

وَرَدَهٗ وَاَعَزَّ اَرْكَانَهٗ عَلٰی مَنْ غَالَبَهٗ فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِمَنْ عَلِقَهٗ

اسمیں وارد ہونے والوں کے واسطے آسان کر دیا اور ارکان کو اسپر غلبہ حاصل کرنے کی خواہش کرنے والوں پر فتحیاب قرار دیا

وَسِلْمًا لِمَنْ دَخَلَهٗ وَبُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهٖ وَشَاهِدًا

جو اس سے وابستہ ہو جائے اس کیلئے اسے پیغام امن جو اسکے اندر داخل ہو جائے اسکے واسطے مجسم آشتی جو اسکے ساتھ

لِمَنْ خَاصَمَ بِهٖ وَنُوْرًا لِمَنِ اسْتَضَاءَ بِهٖ وَفَهْمًا لِمَنْ

بات چیت (استدلال) کرے اسکے لئے اسے محکم برہان جو اسکے ذریعہ سے جنگ کرسکے لئے گواہ جو اس سے طالب نور ہو اس کیلئے اسے نور

عَقَلَ وَلُبًّا لِمَنْ تَدَبَّرَ وَاٰيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ وَتَبْصِرَةً لِمَنْ

عقلمند ہو اس کیلئے اسے عین شعور جو غور کرے اسکے لئے اسے سراسر فہم جو نظر جما کر دیکھے اسکے لئے اسے روشن آیت جو پختہ ارادہ کرے اسکے

عَزَمَ وَعِبْرَةً لِمَنِ اتَّعَظَ وَنَجَاةً لِمَنْ صَدَّقَ وَثِقَةً لِمَنْ

اسے بصیرت بخش جو نصیحت مانے اسکے لئے اسے درس عبرت جو اسکی تصدیق کردے اس کیلئے اسے سبب نجات اور جو اس پر

۵۱ قرآن مجید میں اسکی تعلیم ان لفظوں میں ہوئی ہے کہ یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون اے ایمان والو جو باتیں تم عمل میں نہیں لاتے انھیں منھ سے نکالتے ہی کیوں ہو خدا کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم جو کام نہیں کرتے اس کا کسی کو حکم دو۔ اس ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ تم حرام و قبیح ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خود بے عمل ہو اس کا دوسروں پر کوئی اثر ہو سکتا ہے اسی مطلب کو شاعر نے اس لفظوں میں ادا کیا ہے کہ لا تنہ عن خلق و تأتی مثلہ تم کسی ایسی بات سے دوسروں کو منع نہ کرو جس کے خود ہی مرتکب ہوتے ہو

۵۲ اس خطبہ میں حضرت نے اسلام کی چودہ فضیلتوں کا تذکرہ فرمایا ہے پہلی یہ کہ وہ سبب امن ہے جو شخص اس سے متمسک ہو جاتا ہے دنیا میں قتل اور آخرت میں عذاب سے بچا رہتا ہے دوسرے یہ کہ مجسم سلامتی ہے اور جو اسے اختیار کرے اس سے کوئی تعرض نصرت جنگ نہیں کی جا سکتی تیسرے یہ کہ صاحب برہان ہے یعنی کہ جو شخص اس کے ذریعہ استدلال کرے چاہے اسکے واسطے اسمیں بیشمار استدلالی مواد مل جاتے ہیں چوتھے یہ کہ یہ نور ہے پانچویں یہ کہ شاہد ہے چھٹے یہ کہ فہم ہے ساتویں یہ کہ ذریعہ تدبر ہے آٹھویں یہ کہ حق کی واضح نشانی ہے نویں یہ کہ راہنما ہے دسویں یہ کہ واعظ ہے گیارھویں یہ کہ سبب نجات ہے بارھویں یہ کہ جو اس پر اعتماد کرے اسکو دوسروں سے بے نیاز بنا دیتا ہے تیرھویں یہ کہ عذاب الٰہی سے محفوظ کر دیتا ہے چودھویں یہ کہ پردہ کشائے اسرار ہے ۱۲۰

تَوَكَّلَ وَرَاحَةً لِمَنْ فَوَّضَ وَجُنَّةً لِمَنْ صَبَرَ فَهُوَ أَبْلَجُ

بھروسہ کرے اس کیلئے اسے قابل اعتماد مددگار) جو اپنے امور اسکے سپرد کرے اسکے لئے اسے سکون و اطمینان اور جو صبر کرے

الْمَنَاهِجِ وَأَوْضَحُ الْوَلَائِجِ مُشْرَفُ الْمَنَارِ مُشْرِقُ الْجَوَادِّ

اسکے لئے سپر قرار دیا (حق کی) درخشاں ترین شاہراہ اور واضح ترین مذہب ہے اسکے منارے سر بلند اسکی راہیں روشن

مُضِيءُ الْمَصَابِيحِ كَرِيمُ الْمِضْمَارِ رَفِيعُ الْغَايَةِ جَامِعُ

اسکے چراغ تابندہ اسکا کشادہ میدان وہ بزرگ میدان ہے جسکی غایت برتر ہے اور جو آگے بڑھنے والے گھوڑوں اور سابقین کا

الْحَلْبَةِ مُتَنَافِسُ السُّبْقَةِ شَرِيفُ الْفُرْسَانِ التَّصْدِيقُ

اکٹھا کرنیوالا اور ایسا ہے جسمیں لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جسکے گھوڑے اچھی نسل کے ہیں

مِنْهَاجُهُ وَالصَّالِحَاتُ مَنَارُهُ وَالْمَوْتُ غَايَتُهُ وَالدُّنْيَا

حق کی تصدیق اسکا طریقہ اچھے کام اسکے (چراغ بکف) منارے سمانہ خواہشوں کی موت اسکی آخری حد

مِضْمَارُهُ وَالْقِيَامَةُ حَلْبَتُهُ وَالْجَنَّةُ سُبْقَتُهُ

دنیا اسکی تیاری کا میدان قیامت اسکے گھوڑدوڑ کی جگہ اور جنت جس کے سبقت کرنے کی جزا ہے

(مِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) حَتَّى أَوْرَى

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیان میں) انھوں نے راہنمائی فرمائی تا اینکہ ہر طلبگار

قَبَساً لِقَابِسٍ وَأَنَارَ عَلَماً لِحَابِسٍ فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ

کیلئے حق کے شرارے پا فروختہ اور اپنے ناقہ کو باندھ کر متحیر کھڑے ہو جانیوالے کیلئے نشان کو روشن کر دیا وہ اے اللہ تیرے قابل

وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ وَبَعِيثُكَ نِعْمَةً وَرَسُولُكَ

اعتماد امین قیامت کے دن کے تیرے گواہ نعمت کے ساتھ تیرے فرستادہ اور رحمۃ للعالمین بنکر حق کیساتھ تیرے بھیجے ہوئے

بِالْحَقِّ رَحْمَةً اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَهُ مَقْسَماً مِنْ عَدْلِكَ

رسول ہیں پروردگارا تو اپنے انصاف سے ان کیلئے اپنے کرم کا بہت بڑا حصہ قرار دے اور اپنے

وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ اللّٰهُمَّ أَعْلِ

فضل سے انکو کثیر نیکیاں عطا فرما بار الہا انکے دین) ١٢٠ کو تمام دینوں سے سر بلند کر

عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ وَأَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهُ وَشَرِّفْ

اور اپنی بارگاہ میں ان کی شاندار مہمانی کر اور

عِنْدَكَ مَنْزِلَتَهُ وَآتِهِ الْوَسِيلَةَ وَأَعْطِهِ السَّنَاءَ وَ

اپنے پاس ان کی قیام گاہ کو بزرگی سے سرفراز فرما اور انھیں وسیلہ اور رفعت و فضیلت مرحمت کر

الْفَضِيلَةَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِينَ

اور ہمیں ان کے گروہ میں اس طرح محشور فرما کہ نہ ہم رسوا ہوں نہ پشیمان

وَلَا نَاكِبِينَ وَلَا نَاكِثِينَ وَلَا ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ وَلَا مَفْتُونِينَ

نہ برگشتہ ایمان ہوں نہ پیماں شکن نہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کن اور نہ فتنوں میں مبتلا ہونے والے

وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم الا اننا كررناه ههنا

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام پہلے خطبہ میں گذر چکا ہے لیکن یہاں ہم نے دوبارہ

لما في الروايتين من الاختلاف

اسکو پھر ذکر کیا ہے کیونکہ دونوں روایتوں میں کچھ لفظوں کا اختلاف ہے

منها في خطاب أصحابه، وَقَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) جس میں آپ نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا ہے۔ خدا نے تمہیں جو عزت و کرامت عطا فرمائی ہے

اللهِ لَكُمْ مَنْزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا إِمَاؤُكُمْ وَتُوصَلُ بِهَا

اسکی وجہ سے تم اس مرتبہ تک پہنچ گئے جہاں اسکی وجہ سے تمہاری لونڈیوں تک کا احترام ہوتا ہے اور تمہارے

جِيرَانُكُمْ وَيُعَظِّمُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَلَا

ہمسایوں تک کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہے وہ لوگ تمہارا احترام کرتے ہیں جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت

يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ وَيَهَابُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ سَطْوَةً

حاصل ہے اور نہ تمہارا ان پر کوئی احسان ہے اور وہ لوگ تم سے ڈرتے ہیں جو نہ تمہارے حملہ سے خوف زدہ

وَلَا لَكُمْ عَلَيْهِ إِمْرَةٌ وَقَدْ تَرَوْنَ عُهُودَ اللهِ مَنْقُوضَةً

ہیں اور نہ تمہیں ان پر حکومت (کرنے کا شرف) ہی حاصل ہے (مگر افسوس ہے) کہ تم دیکھتے ہو کہ اللہ کے عہد توڑے جا رہے ہیں

فَلَا تَغْضَبُونَ وَأَنْتُمْ لِنَقْضِ ذِمَمِ آبَائِكُمْ تَأْنَفُونَ

مگر اس پر تمہیں غصہ نہیں آتا حالانکہ جب تمہارے باپ دادا کے عہد توڑے جاتے تھے تو تم اسے اپنے لئے ننگ و عار سمجھتے تھے

وَكَانَتْ أُمُورُ اللهِ عَلَيْكُمْ تَرِدُ وَعَنْكُمْ تَصْدُرُ وَإِلَيْكُمْ

پہلے احکام خدا تمہارے پاس آتے جاتے اور تمہاری طرف رجوع ہو کر پلٹتے

تَرْجِعُ فَمَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ وَأَلْقَيْتُمْ إِلَيْهِمْ

تھے لیکن بعد میں تم نے ظالموں کو اپنے مرتبہ پر قابض بنا دیا اپنی مہاریں ان کے حوالے

أَزِمَّتَكُمْ وَأَسْلَمْتُمْ أُمُورَ اللهِ فِي أَيْدِيهِمْ يَعْمَلُونَ

کر دیں اور احکام الٰہیہ انکے ہاتھوں میں سونپ دیئے چنانچہ اب وہ (کھلم کھلا) شبہوں پر عمل کرتے

فِي الشُّبُهَاتِ وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ وَايْمُ اللهِ لَوْ

اور (آزادی کیساتھ) خواہشات نفس کی وادیوں میں سیر کرتے ہیں خدا کی قسم اگر بنی امیہ تمہیں

فَرَّقُوكُمْ تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ لَجَمَعَكُمُ اللهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهُمْ

ہر ہر ستارے کے نیچے (اپنے تحفظ کی خاطر) پراگندہ کر دیں تب بھی اللہ تمہیں ان کے بدترین دن دیکھنے کیلئے اکٹھا کر کے رہے گا

۱؎ بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضرت کا یہ خطاب ان اصحاب سے متعلق ہے جنہوں نے اپنی بزدلی اور ناعاقبت اندیشی سے اپنے مقبوضہ شہروں پر معاویہ کے تاخت و تاراج کرنیوالے لشکروں کو تسلط حاصل کرنے کا موقع دیا کیونکہ جنگ صفین میں شکست کھانے اور تحکیم کی پُرفریب سازش کا جال بچھانے کے بعد معاویہ نے یہ طریق کار اختیار کر لیا تھا کہ وہ اپنے لشکر کے چھوٹے چھوٹے دستوں کو چھاپہ مارنے کے لئے حضرت علی کے مقبوضہ شہروں کی طرف بھیجتا تھا تاکہ اس طرح وہ لوٹ مار کر کے بدامنی اور انتشار پیدا کر دیں اور اسکا اثر خوف کے طور پر ... پر پڑ جائے چنانچہ بصرہ میں ابن الحضرمی اور ... کے واقعات اسکی واضح مثالیں ہیں جہاں ... چھاپہ مار دستوں نے بدامنی اور فساد پیدا کر کے لوگوں میں خوف و ہراس کی فضا پیدا کی اور اس کا اثر دوسرے ... تمام علاقوں سے متجاوز ہو کر حکومت ... کی تائید ... تک پہنچا اور ... بغیر کسی سخت مقابلہ کے ان چھاپہ مار دستوں کو اپنے زیر عمل مقامات سپرد کر دئے انہیں لوگوں سے حضرت خطاب فرما رہے ہیں کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تم بت پرستی اور آتش پرستی جیسی بری خصلتوں کی وجہ سے ذلت کے انتہائی درجہ تک پہنچ گئے تھے اور اللہ نے اس کے بعد تمہیں اسلام کی دولت عطا فرما کر کرامت عزت اور بہترین عظمت و بزرگی کا حامل بنایا اور اسلام کے نظریہ مساوات و رواداری کی بنا پر تمہاری لونڈیاں تک قابل عزت و حرمت سمجھی جانے لگیں اور روم و حبش کی راجدھانیوں میں تمہاری عز و رفعت کے نشان بلند ہوگئے یہ سب کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس بنا پر تھا کہ تم نے اسلام کی تعلیمات کو اپنا شعار بنایا اور ... بتائے ہوئے اصول و نظریات کے زیر سایہ ... رعب و دبدبہ کو عرب کے جزیرہ نما سے آگے بڑھا کر چین، یورپ اور ہندوستان تک پہنچا دیا اور دنیا کی قوموں نے اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کہ مسلم قوم دنیا کی روحانیت ... بہترین عادات و صفات کی مالک قوم ہے مگر اتنی سربلندی کے بعد تمہارے پیش روؤں کی ذہنیت بہت ہی قابل افسوس ہے کہ احکام الٰہی کی مخالفت کی جا رہی ہے اور اسے برداشت کر کے ... اسلام تباہ و برباد ہو رہا ہے اور تمہاری پیشانی پر شکن تک نہیں آتی۔ ۲؎ اس کلام میں فرمایا گیا ہے کہ بنی امیہ نے ظلم و ستم سے شیعیان اہلبیت ... (باقی صفحہ ۳۸۹ پر)

## خطبہ ۱۱۰

اسے حضرت نے جنگ صفین میں کسی ایک روز ارشاد فرمایا ہے

قَدْ رَاَیْتُ جَوْلَتَكُمْ وَ انْحِیَازَكُمْ عَنْ صُفُوْفِكُمْ تَحُوْزُكُمُ
میں نے تمہارے گردش کرنے اور اپنی صفوں سے ہٹنے کو دیکھا تو اس امر پر افسوس کیا کہ
الْجُفَاةُ الطَّغَامُ وَ اَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ وَ اَنْتُمْ لَهَامِیْمُ
جفاکار ستم پیشہ کمینے اور شام کے بادیہ نشین تمہیں تمہارے مورچوں سے ہٹائے دیے رہے ہیں جبکہ تم عرب کے
الْعَرَبِ وَ یَآفِیْخُ الشَّرَفِ وَ الْاَنْفُ الْمُقَدَّمُ وَ السَّنَامُ
افراد شرافت کے دماغ (اسکی) اونچی ناک اور بزرگ ترین کوہان ہو
الْاَعْظَمُ وَ لَقَدْ شَفٰى وَحَاوِحَ صَدْرِیْ اَنْ رَاَیْتُكُمْ بِاَخَرَةٍ
لیکن میرے سینہ کی دلخراش آہوں کو اس امر نے سکون بخشدیا کہ میں نے تمہیں آخر تک دیکھ لیا کہ جس طرح
تَحُوْزُوْنَهُمْ كَمَا حَازُوْكُمْ وَ تُزِیْلُوْنَهُمْ عَنْ مَوَاقِفِهِمْ كَمَا
انھوں نے تمکو تمہارے مورچوں سے ہٹا دیا تھا اسی طرح تم بھی انکو ہٹا رہے ہو اور جس طرح انھوں نے تمکو تمہاری جگہوں سے
اَزَالُوْكُمْ حَسًّا بِالنِّصَالِ وَ شَجْرًا بِالرِّمَاحِ تَرْكَبُ اُوْلَاهُمْ
دور کر دیا تھا اسی طرح تم بھی انکو تلواریں مار کر اور نیزے چبھو کر دور کر رہے ہو جسکی وجہ سے انکی پچھلی صفیں اگلی صفوں پر ان پیاسے
اُخْرَاهُمْ كَالْاِبِلِ الْهِیْمِ الْمَطْرُوْدَةِ تُرْمٰى عَنْ حِیَاضِهَا
ہنکائے ہوے اونٹوں کی طرح گری پڑتی ہیں جنکو ان کے حوضوں سے دھتکار دیا گیا ہو اور
وَ تُذَادُ عَنْ مَوَارِدِهَا
انکے پانی پینے کے چشموں سے انھیں دور کر دیا گیا ہو

## خطبہ ۱۱۱

حضرت کا یہ خطبہ عظیم حادثوں کی اطلاع دینے) والے خطبوں میں شمار کیا جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَجَلِّیْ لِخَلْقِهٖ بِخَلْقِهٖ وَ الظَّاهِرِ لِقُلُوْبِهِمْ
حمد اس خدا ہی کے لئے زیبا ہے جو اپنی مخلوق کیلئے اپنی مخلوق کے ذریعہ ہویدا اور انکے دلوں کیلئے (اپنے آثار قدرت کی)
بِحُجَّتِهٖ خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ غَیْرِ رَوِیَّةٍ اِذْ كَانَتِ الرَّوِیَّاتُ لَا تَلِیْقُ
واضح حجت کیساتھ ظاہر ہے اسنے مخلوقات کو غور و فکر کے بغیر پیدا کیا کیونکہ فکریں تو بس صاحبان

(بقیہ صفحہ ۳۸۸)

اور پرستاران عترت رسول کو جو جو کچھ بھی تباہ و برباد کر دیں لیکن ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ پروردگار عالم انھیں ایک مرکز پر اکٹھا فرمائیگا اور انکی منتشر و پراگندہ جمعیتیں شیرازہ بند ہو جائیں گی اور وہ دن جبکہ یہ صورت رونما ہوگی بنی امیہ کیلئے بدترین دن ہوگا بعض شارحین کا خیال ہے کہ اس سے ظہور قائم آل محمد کے دور کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس سے سنہ ۱۳۲ھ کا زمانہ مراد لیا گیا ہے جبکہ بنی عباس نے بنی امیہ کے خلاف اقدامات کی رفتار تیز کی اور اس وقت انھوں نے انکے ساتھ ملکر بنی امیہ کے استیصال کی مہم آسان سے آسان بنا دی اور اس طرح یہ پیشین گوئی بالکل پوری ہو گئی ۔ ۱۲۰ ۔ ۱۲

### حاشیہ صفحہ ۳۸۹

۱ صفین کی جنگ میں معاویہ کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور امیرالمومنین کے لشکر کی تعداد باقاعدہ اور بے قاعدہ تمام سپاہیوں کو ملا کر نوے ہزار تھی جنمیں ایک کثیر تعداد تجربہ جنگ نہ رکھتی تھی اسلئے ابتدا میں دشمن کے عددی دباؤ سے ان کی صفوں میں ابتری پیدا ہوئی مگر علوی لشکر کے جاں نثار سپہ سالاروں نے اپنی جانبازی اور حربی سوجھ بوجھ سے بہت جلد اسے دور کر دیا اور پھر بعد میں تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر عمرو عاص قرآنوں کو نیزوں پر بلند کرنیکی مکارانہ چال اختیار نہ کرتا تو شام والے یا تو میدان جنگ میں ختم ہو جاتے یا راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ابوالفدا جلد اصفحہ

۲ اس خطبہ کو خطب ملاحم میں سے شمار کیا جاتا ہے ملاحم ملحمہ کی جمع ہے اور ملحمہ بڑے حادثہ کو کہتے ہیں چونکہ خطب ملاحم میں زمانہ کے عظیم ترین حوادث اور مستقبل میں درپیش ہونیوالے خونخوار فتنوں کی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اس لئے ان کو شارحین نے خطب ملاحم سے تعبیر کیا ہے ۱۲۰

إِلَّا بِذَوِي الضَّمَائِرِ وَلَيْسَ بِذِي ضَمِيرٍ فِي نَفْسِهِ خَرَقَ

ضمیر ہی کیلئے سزاوار ہو سکتی ہیں اور وہ درحقیقت صاحب ضمیر ہے ہی نہیں اس کے علم نے

عِلْمُهُ بَاطِنَ غَيْبِ السُّتُرَاتِ وَأَحَاطَ بِغُمُوضِ عَقَائِدِ

حقیقتوں کے باطن کا پردہ چاک کر دیا اور پنہاں عقیدوں کی باریکیوں کا

السَّرِيرَاتِ

احاطہ کر لیا ہے

(مِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) اِخْتَارَهُ مِنْ

(اس خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیان میں) پروردگار عالم نے آں حضرت کو

شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَمِشْكَاةِ الضِّيَاءِ وَذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ وَسُرَّةِ

پیغمبروں کے (پاک) درخت روشنی کے طاق بزرگی کی چوٹی بطحا کی ناف (وسط)

الْبَطْحَاءِ وَمَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ وَيَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ

نیز تاریکی کے چراغوں اور حکمت کے چشموں سے منتخب فرمایا ہے

(مِنْهَا) طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَأَحْمَى

(اسی بیان کا ایک حصہ) (ابو طالب کا فرزند) اپنی روحانی طب کو لیکر دورہ کرنیوالا وہ طبیب ہے جسنے اپنے مرہموں کو قوی بنایا

مَوَاسِمَهُ يَضَعُ مِنْ ذٰلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ

اور اپنے اوزاروں کو گرم کر لیا ہے اور جہاں کہیں اندھے دلوں بہرے کانوں اور گونگی زبانوں کو اس کی

عُمْيٍ وَآذَانٍ صُمٍّ وَأَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ

جانب محتاجی ہوتی ہے وہاں اسے استعمال کرتا ہے وہ اپنی دوا کو ساتھ لیکر غفلت

الْغَفْلَةِ وَمَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ

کے مقاموں اور سراسیمگی کی جگہوں کی تلاش کرتا رہتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حکمت کی روشنیوں سے نہ کسب نور

وَلَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الثَّاقِبَةِ فَهُمْ فِي ذٰلِكَ

کیا نہ روشن علوم کے چقماق سے شرارے برآمد کئے اسی وجہ سے یہ لوگ غفلت و سراسیمگی کی تاریکی میں

كَالْأَنْعَامِ السَّائِمَةِ وَالصُّخُورِ الْقَاسِيَةِ

گھانس چرنے والے اونٹوں اور سخت پتھروں کے مانند (نظر آرہے ہیں)

قَدِ انْجَابَتِ السَّرَائِرُ لِأَهْلِ الْبَصَائِرِ وَوَضَحَتْ مَحَجَّةُ الْحَقِّ

اب تو صاحبان بصیرت کے لئے پوشیدگیاں ظاہر اور گمراہ کیلئے حق کا روشن راستہ

لِخَابِطِهَا وَأَسْفَرَتِ السَّاعَةُ عَنْ وَجْهِهَا وَظَهَرَتِ

واضح ہو چکا ہے قیامت اپنا چہرہ کھول چکی اور اس کی علامت

۵ یہ کلام سابق کے کلام سے منقطع ہے اور بعض شارحین کا خیال ہے کہ اس سے حضرت نے خود اپنے نفس کو مراد لیا ہے ۔ ۱۲

لِعَلَامَةٍ لِمُتَوَسِّمِهَا مَالِي أَرَاكُمْ أَشْبَاحاً بِلَا أَرْوَاحٍ

غور سے دیکھنے والے کیلئے آشکار ہو چکی ہے۔ (مگر ہائے) یہ میرے لئے کیا ہے کہ میں تمہیں روحوں

وَأَرْوَاحاً بِلَا أَشْبَاحٍ وَنُسَّاكاً بِلَا صَلَاحٍ وَتُجَّاراً بِلَا

سے خالی جسموں کی طرح بےشعور جسموں سے مجرد روحوں کے مانند ناقص اصلاح باطن کے بغیر عبادت گذار امید نفع کے

أَرْبَاحٍ وَأَيْقَاظاً نُوَّماً وَشُهُوداً غُيَّباً وَنَاظِرَةً عَمْيَاءَ

بغیر تجارت کرنیوالے بظاہر ہوشیار (بباطن) خوابیدہ (مقام علم میں) موجود (منزل عمل میں) غائب اندھی آنکھوں

وَسَامِعَةً صَمَّاءَ وَنَاطِقَةً بَكْمَاءَ رَايَتُ ضَلَالَةٍ قَدْ قَامَتْ

دیکھنے والے بہرے کانوں سے سننے والے گونگی زبانوں سے بولنے والے (گروہ) دیکھ رہا ہوں گمراہی کا جھنڈا

عَلَى قُطْبِهَا وَتَفَرَّقَتْ بِشُعَبِهَا تَكِيلُكُمْ بِصَاعِهَا وَتَخْبِطُكُمْ

اپنے مرکز پر (مضبوطی سے) قائم اور اپنی شاخوں کے ساتھ (ساری دنیا میں) پھیل چکا ہے اور وہ تمہیں اپنے پیمانہ سے

بِبَاعِهَا قَائِدُهَا خَارِجٌ مِنَ الْمِلَّةِ قَائِمٌ عَلَى الضِّلَّةِ فَلَا

ناپ رہا اور اپنے ہاتھوں سے اذیت پہونچا رہا ہے اسکا افسر دائرہ مذہب سے خارج اور گمراہی پر جما ہوا ہے

يَبْقَى يَوْمَئِذٍ مِنْكُمْ إِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ أَوْ

تم میں سے جو لوگ اس دن باقی رہیں گے وہ بس دیگ کی تلچھٹ کے مانند پسماندہ اور توشہ بند کے

نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ تَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الْأَدِيمِ وَ

جھڑے ہوئے ریزہ کے مثل حقیر ہونگے فتنہ تمہیں چمڑے کے مانند چھیل ڈالے گا اور اس طرح روندے گا

تَدُوسُكُمْ دَوْسَ الْحَصِيدِ وَتَسْتَخْلِصُ الْمُؤْمِنَ مِنْ

جس طرح کھیت کا کٹا ہوا غلہ روندا جاتا ہے اور تم میں از اہل ایمان کو اس طرح چھانٹ کر (اپنی مخصوص ستم کیلئے) نکال لے گا

بَيْنِكُمُ اسْتِخْلَاصَ الْحَبَّةِ الْبَطِينَةِ مِنْ بَيْنِ

جیسے پرندہ بڑے دانوں کو چھوٹے دانوں کے اندر سے چھانٹ کر نکال لیتا ہے

هَزِيلِ الْحَبِّ أَيْنَ تَذْهَبُ بِكُمُ الْمَذَاهِبُ

یہ باطل روشیں آخر تمہیں کدھر لئے جا رہی ہیں اور

وَتَتِيهُ بِكُمُ الْغَيَاهِبُ وَتَخْدَعُكُمُ الْكَوَاذِبُ وَمِنْ

جہالت و گمراہی کی تاریکیاں تمہیں کس طرح بہکا رہی اور جھوٹی امیدیں کس طرح فریب دے رہی ہیں

أَيْنَ تُؤْتَوْنَ وَأَنَّى تُؤْفَكُونَ فَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ وَلِكُلِّ

دیکھو تم کہاں سے لائے جا رہے ہو اور (خود) کس طرف بہکے جاتے ہو کیونکہ ہر وقت معین کیلئے ایک نوشتہ اور

غَيْبَةٍ إِيَابٌ فَاسْتَمِعُوا مِنْ رَبَّانِيِّكُمْ وَأَحْضِرُوهُ

غیبت کیلئے ایک بازگشت ضروری ہے اس لئے تمہیں چاہیے کہ تم نصیحت کو اپنے خدا شناس امام کی زبانی سنو اور اپنے

۵۱ اس میں بنی امیہ کے آنیوالے فتنہ پرور دور کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کی دولت کے ظہور کا زمانہ گویا اتنا قریب آگیا ہے کہ میں اسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں پھر اس کے بعد اس دور کی جو حالت ہوگی اسکے بعد جملوں میں تشریح فرمائی گئی ہے یہ پیشینگوئی بھی منجملہ ان پیشینگوئیوں کے ہے جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے اور اس سے حضرت کے علم بالغیب پر واضح طریقہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے ۱۲۔

فَأَوْلِكُمْ وَاسْتَيْقِظُوا إِنْ هَتَفَ بِكُمْ وَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ

دلوں کو ادھر متوجہ کر دو اور اگر وہ تمہیں پکارے تو تم ہوشیار ہو جاؤ۔ تبلیغ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ جو کچھ

وَلْيَجْمَعْ شَمْلَهُ وَلْيُحْضِرْ ذِهْنَهُ فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمُ

سن رہا ہے اسے سچ سچ اپنے قبیلے سے بیان کر دے اور خود اپنے (ذہنی) انتشار کو جمع کرے اور اپنے ذہن کو حاضر رکھے

الْأَمْرَ فَلْقَ الْخَرَزَةِ وَقَرَفَهُ قَرْفَ الصَّمْغَةِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ

تمہارے امام نے تمہارے لئے امر حق کو مہرے کی طرح شگافتہ کر دیا ہے اس طرح باطل کی لکڑی سے چھیل کر جدا کر دیا ہے جیسے گوند چھیلا جاتا ہے

أَخَذَ الْبَاطِلُ مَآخِذَهُ وَرَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاكِبَهُ وَعَظُمَتِ

جب وقت ایسا زمانہ آئے گا تو باطل ہر جگہ مسلط اور جہالت اپنی سواریوں پر سوار ہو جائے گی سرکشی کرنے والے لوگ زیادہ

الطَّاغِيَةُ وَقَلَّتِ الدَّاعِيَةُ وَصَالَ الدَّهْرُ صِيَالَ السَّبُعِ

اور حق کی رعایت کرنے والے کم ہو جائیں گے کاٹنے والے درندے کی طرح زمانہ حملہ کرے گا اور

الْعَقُورِ وَهَدَرَ فَنِيقُ الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُومٍ وَتَوَاخَى النَّاسُ

باطل کا اونٹ خاموشی کے بعد بلبلانے لگے گا برے کاموں پر لوگ آپس میں بھائی بھائی

عَلَى الْفُجُورِ وَتَهَاجَرُوا عَلَى الدِّينِ وَتَحَابُّوا عَلَى الْكَذِبِ

بن جائیں گے اور دین کے سوال پر ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے جھوٹ پر ایک دوسرے کے دوست

وَتَبَاغَضُوا عَلَى الصِّدْقِ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَيْظًا

اور سچائی کے موقع پر ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے جب زمانہ کا یہ انقلاب ہوگا تو اولاد بجائے ٹھنڈک کے باعث غضب ہوگی

وَالْمَطَرُ قَيْظًا وَتَفِيضُ اللِّئَامُ فَيْضًا وَتَغِيضُ الْكِرَامُ

بارش (بے وقت) گرمی کے موسم میں ہوگی (رحمت سے قحط بڑھ جائے گا) ذلیل لوگ بہت زیادہ اور شریف لوگ

غَيْضًا وَكَانَ أَهْلُ ذٰلِكَ الزَّمَانِ ذِئَابًا وَسَلَاطِينُهُ

بہت کم ہو جائیں گے اس دور کے لوگ بھیڑیوں کے مانند خونخوار اور بادشاہ درندوں کی طرح سفاک ہوں گے

سِبَاعًا وَأَوْسَاطُهُ أُكَّالًا وَفُقَرَاؤُهُ أَمْوَاتًا وَغَارَ الصِّدْقُ

متوسط طبقے کے لوگ چاپلوس اور فقیر مردوں کی طرح (بے بس) ہو جائیں گے سچائی مٹ جائے گی

وَفَاضَ الْكَذِبُ وَاسْتُعْمِلَتِ الْمَوَدَّةُ بِاللِّسَانِ وَتَشَاجَرَ

اور جھوٹ زیادہ ہو جائے گا محبت صرف زبانی استعمال کی جائے گی اور دلوں سے لوگ ایک دوسرے کی مخالفت

النَّاسُ بِالْقُلُوبِ وَصَارَ الْفُسُوقُ نَسَبًا وَالْعَفَافُ عَجَبًا وَ

کریں گے فسق و فجور شریک خصلت ہو جائے گا پاک دامنی عجیب سمجھی جائے گی

لُبِسَ الْإِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوبًا

اسلام کو الٹے ہوئے پوستین کے مانند اوڑھ کر پہن لیا جائے گا

ط یہ بھی حضرت کی ایک پیشین گوئی ہے جو مستقبل میں بالکل صحیح ثابت ہوئے اور بنی امیہ کے طرز عمل نے اسے بالکل مشتہر [illegible] کر دیا [illegible] علاوہ [illegible] نے امور سلطنت [illegible] سے متعلق [illegible] تھی وہ [illegible] سے [illegible] بھی چنانچہ علامہ شبلی معاویہ کی حکومت میں عمال شام محاصل کی وصولیابی میں بہت زیادہ سختی کرتے تھے اور ان کے [illegible] اگر [illegible] کا دامن [illegible] رکھتا ہے تو انہیں [illegible] دنیا [illegible] تشبیہ قرار دیا [illegible] ہے

# خطبہ ۱۱۲

اسمیں حضرت نے پروردگار عالم کے اوصاف فرشتوں کی حالتوں اور دنیا کی بے ثباتیوں کا ذکر کیا ہے

كُلُّ شَيْءٍ خَاضِعٌ لَهُ وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ

ہر شے اسکے لئے فروتنی کرنے والی اور اسی کی قدرت سے قائم ہے وہ ہر فقیر کی تونگری

وَعِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ وَقُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ وَمَفْزَعُ كُلِّ مَلْهُوفٍ

ہر ذلیل کی عزت اور کمزور کی قوت کا ذریعہ اور ہر ستم رسیدہ کی پناہ گاہ ہے

وَمَنْ تَكَلَّمَ سَمِعَ نُطْقَهُ وَمَنْ سَكَتَ عَلِمَ سِرَّهُ وَمَنْ

جو شخص کلام کرتا ہے وہ اس کی بات کو سنتا اور جو خاموش رہتا ہے وہ اسکی دلی حالت کو

عَاشَ فَعَلَيْهِ رِزْقُهُ وَمَنْ مَاتَ فَإِلَيْهِ مُنْقَلَبُهُ لَمْ تَرَكَ

جانتا ہے نیز جو شخص زندگی بسر کرتا ہے اس پر اسکی روزی لازم اور جو مرجاتا ہے اسکی جانب اسکی بازگشت ضروری ہے اے اللہ

الْعُيُونُ فَتُخْبِرَ عَنْكَ بَلْ كُنْتَ قَبْلَ الْوَاصِفِينَ مِنْ

تجھے (دنیا کی) آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں جو تیرے متعلق وہ کچھ بیان کرسکیں بلکہ مخلوقات میں سے جو ثنا گذار ہیں

خَلْقِكَ لَمْ تَخْلُقِ الْخَلْقَ لِوَحْشَةٍ وَلَا اسْتَعْمَلْتَهُمْ لِمَنْفَعَةٍ

تو انسے بہت پہلے سے موجود ہے تو نے مخلوق کو نہ تو تنہائی کی وحشت کے دور کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور نہ انسے کسی فائدہ کی بنا پر عمل کی

وَلَا يَسْبِقُكَ مَنْ طَلَبْتَ وَلَا يُفْلِتُكَ مَنْ أَخَذْتَ وَلَا

خواہش کی ہے جسکا تو خواستمند ہے وہ تجھ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا اور جسے تو پکڑے وہ رہا نہیں ہوسکتا اور جو تیری

يَنْقُصُ سُلْطَانَكَ مَنْ عَصَاكَ وَلَا يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ

نافرمانی کرے وہ تیری شاہی (کے حدود) کو کم جو تیری اطاعت و فرمانبرداری کرے

مَنْ أَطَاعَكَ وَلَا يَرُدُّ أَمْرَكَ مَنْ سَخِطَ قَضَاءَكَ وَلَا

وہ تیرے ملک میں اضافہ نہیں کرسکتا جو تیرے فیصلہ سے ناراض ہے وہ تیرے فرمان کو رد اور جو تیرے

يَسْتَغْنِي عَنْكَ مَنْ تَوَلَّى عَنْ أَمْرِكَ كُلُّ سِرٍّ عِنْدَكَ

حکم سے روگردانی کرتا ہے وہ تجھ سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا ہر راز تیرے لئے ظاہر اور

عَلَانِيَةٌ وَكُلُّ غَيْبٍ عِنْدَكَ شَهَادَةٌ أَنْتَ الْأَبَدُ لَا أَمَدَ

ہر پوشیدہ امر تجھ پر واضح و آشکار ہے تو قدیم ازلی ہے لہذا تیرے کوئی حد ہی نہیں

لَكَ وَأَنْتَ الْمُنْتَهَى لَا مَحِيصَ عَنْكَ وَأَنْتَ الْمَوْعِدُ لَا

اور تو ہر چیز کی آخری منزل ہے تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ ہی نہیں اور تو ہی سب کی وعدہ گاہ ہے

۱ے اس دعوے کی دلیل بالکل واضح ہے کیونکہ ممکنات ظاہر ہے کہ یا جواہر ہوسکتے ہیں یا اعراض اور یہ دونوں وجود ذاتی میں خالق عالم کے محتاج ہیں اس لئے کہ اعراض تو مسلم طور پر محل جوہری کے محتاج ہیں اور وہ اگرچہ محل کا محتاج نہیں تھا مگر اسکا وجود بہرنہج علتوں کا تابع ہے اور تمام علتیں اجبل جو علت پر منتہی ہوتی ہے اسلئے یہ عمومی دعوی حق بجانب ہے کہ ہر ممکن خواہ وہ جوہر ہو یا عرض اسی کی وجہ سے قائم ہے۔

۲ے غنی کا اطلاق اس مقام پر مجازاً ہے اور بعد والے جملوں میں عزا اور قوت کا بھی مجازاً ہی استعمال ہوا ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ وہ ہر فقیر کو غنی کرنے والا ہے ذلیل کو عزت بخشنے والا اور ہر کمزور کو طاقتور بنانیوالا ہے

۱۲ - ۱۲ - ۱۲

وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ بِيَدِكَ نَاصِيَةُ كُلِّ دَابَّةٍ وَاِلَيْكَ

تو تیرے عذاب سے بچاؤ کی کوئی صورت بجز تیری رحمت کی طرف جانے کے علاوہ اور کوئی ہے ہی نہیں ہر جنبش کرنے والا تیرے قبضہ میں ہے

مَصِيْرُ كُلِّ نَسَمَةٍ سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ مَا نَرٰى مِنْ خَلْقِكَ

اور ہر جاندار کی تیری ہی طرف بازگشت ہے پاک ہے تو کیسی عظیم ہے تیری مخلوق جسے ہم دیکھتے ہیں وہ اپنے مقام پر

وَمَا اَصْغَرَ عِظَمَهٗ فِيْ جَنْبِ قُدْرَتِكَ وَمَا اَهْوَلَ مَا نَرٰى

بہت ہی بڑی لیکن تیری قدرت کے پہلو میں اسکی عظمت بہت ہی معمولی نظر آتی ہے تیرا جو جلال شاہی دیکھتے ہیں وہ بہت ہولناک ہے

مِنْ مَلَكُوْتِكَ وَمَا اَحْقَرَ ذٰلِكَ فِيْمَا غَابَ عَنَّا مِنْ سُلْطَانِكَ

مگر اس جلال شاہی کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے

وَمَا اَسْبَغَ نِعَمَكَ فِي الدُّنْيَا وَمَا اَصْغَرَهَا فِيْ نَعِيْمِ الْاٰخِرَةِ

تیری نعمتیں دنیا میں کتنی کامل مگر آخرت کی نعمتوں کے پہلو میں کس قدر ہیچ ہیں

مِنْهَا مِنْ مَلَائِكَةٍ اَسْكَنْتَهُمْ سَمٰوٰتِكَ وَرَفَعْتَهُمْ

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) ملائکہ میں سے کچھ وہ ہیں جنکو تو نے اپنے آسمانوں میں مقیم اور اپنی زمین سے

عَنْ اَرْضِكَ هُمْ اَعْلَمُ خَلْقِكَ بِكَ وَاَخْوَفُهُمْ لَكَ

بلند قرار دیا ہے یہ تیری خلقت سے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ واقف انھیں سب سے زیادہ تجھ سے ڈرنے والے

وَاَقْرَبُهُمْ مِنْكَ لَمْ يَسْكُنُوا الْاَصْلَابَ وَلَمْ يُضَمَّنُوا

اور تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے قریب تر ہیں نہ آباؤ اجداد کی پشتوں میں ساکن ہوئے نہ انھیں

الْاَرْحَامَ وَلَمْ يُخْلَقُوْا مِنْ مَاءٍ مَهِيْنٍ وَلَمْ يَتَشَعَّبْهُمْ رَيْبُ

ماؤں کے رحموں کے حوالہ کیا گیا نہ ذلیل نطفہ کے پانی سے بنائے گئے نہ ان کو حوادث زمانہ

الْمَنُوْنِ وَاِنَّهُمْ عَلٰى مَكَانِهِمْ مِنْكَ وَمَنْزِلَتِهِمْ عِنْدَكَ

نے کبھی پریشان کیا یہ تیری قربت کے بلند محل تیرے پاس سے ملے ہوئے بلند مرتبہ پر فائز ہونے تیری مرضی کے آغوش میں تمام

وَاسْتِجْمَاعِ اَهْوَائِهِمْ فِيْكَ وَكَثْرَةِ طَاعَتِهِمْ لَكَ وَقِلَّةِ

خواہشوں کو اکٹھا کر لینے تیری زیادہ سے زیادہ فرمانبرداری کرنے اور تیرے حکم سے کم سے کم غفلت برتنے کے

غَفْلَتِهِمْ عَنْ اَمْرِكَ لَوْ عَايَنُوْا كُنْهَ مَا خَفِيَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ

باوجود بھی اگر تیری اس کنہ کو دیکھ لیں جو انہیں پوشیدہ ہے تو یقیناً

لَحَقَّرُوْا اَعْمَالَهُمْ وَلَزَرَوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَعَرَفُوْا اَنَّهُمْ

وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھنے لگیں اور اپنے نفسوں پر تقصیر طاعت کا عیب لگانے لگیں اور جان لیں کہ

لَمْ يَعْبُدُوْكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلَمْ يُطِيْعُوْكَ حَقَّ طَاعَتِكَ

تیری عبادت کا جو حق ہے وہ اس طرح تیری عبادت اور جو تیری اطاعت کا حق ہے اس طرح تیری اطاعت نہیں کر سکے

۱ه ملائکہ کے اعلم خلق ہونے کی دلیل یہ ہو کہ ملائکہ ملکوت و سموات میں داخل ہیں اور تمام [illegible] موجود ہیں [illegible] سے یہ متعلق ہونگی جس سے اخلاق انسان سے محجوب ہوتی ہیں اس لئے ملائکہ کے کامل العلم [illegible] ہی کہا جا سکتا ہے۔ ۱۲

۲ه وہ ایک واضح و ناقابل انکار امر ہے کہ خدا سے سب سے زیادہ وہی ڈرے گا جو اسکی ذات کی عظمت کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو چنانچہ قرآن مجید میں اسی امر کی جانب اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء ”بندگان خدا میں سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والے بس صاحبان علم و معرفت ہیں“ اور ملائکہ کے متعلق وہ پہلے ہی بتلایا جا چکا ہے کہ وہ مخلوقات الٰہیہ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں کیونکہ وہ دوسروں کی طرح علم و معرفت کو محجوب کر دینے والے ذرائع سے بچے ہیں اور اسی بنا پر انھیں تمام مخلوق کو اعتماد قرار دیا جا سکتا ہے اور جبکہ علم میں تمام مخلوق سے اشرف و اعلیٰ ہیں تو لازماً اس نظریہ کے اعتبار سے کہ جو زیادہ علم رکھتا ہے وہی زیادہ ڈرتا بھی ہے ملائکہ اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے بھی ہیں۔ ۱۲

۳ه قرب مکانی چونکہ بے دور ذات کا عالم کے لئے حتماً ناجائز و محال ہے اس لئے اس مقام پر نزدیکی سے مکان کی نزدیکی نہیں بلکہ منزلت کی نزدیکی مراد ہوگی۔ ۱۲

۴ه اصلاب میں مقیم ہونا اور ارحام کے سپرد کئے جانا اور نطفہ سے

عبادت و صدق کا تیار ہونا یہ سب وہ اوصاف ہیں جو کمتر طور پر نقصانات کی حد میں داخل ہیں اور باہم اور فکر ان جلیل صفتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقیناً ملائکہ کو افضل کائنات سمجھنے پر مجبور ہونگے مگر بعض احادیث میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ افضل کائنات ملک نہیں بلکہ انسان ہے اور اسے اشرف المخلوقات کے عظیم لقب سے ملقب قرار دیا گیا اس لئے ائمہ امامیہ کے اس اختیار کردہ مسلک اور افضلیت ملائکہ کی ان واضح آیتوں کے درمیان تطبیق کی صورت پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ انکے مابین کوئی اختلاف نہ رہے اسکا بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ انسان کی افضلیت کو ملک سے عام اور ملک کی افضلیت کو انسان سے خاص قرار دیا جائے۔ ۱۲

سُبْحَانَكَ خَالِقًا وَمَعْبُودًا بِحُسْنِ بَلَائِكَ عِنْدَ خَلْقِكَ

ہم تجھے قابل پرستش خالق مانتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں کہ تو نے اپنی مخلوق کی بہترین آزمائش کے ساتھ

خَلَقْتَ دَارًا وَجَعَلْتَ فِيهَا مَادُبَةً مَشْرَبًا وَمَطْعَمًا وَ

(نیک کام کرنے والوں کیلئے جنت جیسا) گھر بنایا اور اس میں تو نے مہمانی کا ہر سامان پانی پینے اور کھانا کھانے

أَزْوَاجًا وَخَدَمًا وَقُصُورًا وَأَنْهَارًا وَزُرُوعًا وَثِمَارًا ثُمَّ

کی جگہیں (حوروں جیسی) بیویاں (تسنیم و سلسبیل جیسی) (نہریں بہترین خادم (بلند) قصر (جاری) نہریں (لہلہاتی) کھیتیاں (تروتازہ) پھل پیدا

أَرْسَلْتَ دَاعِيًا يَدْعُو إِلَيْهَا فَلَا الدَّاعِيَ أَجَابُوا وَلَا

دیئے پھر تو نے دعوت دینے والے رسول (محمد) کو بھیجا جو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے مگر انہوں نے نہ دعوت دینے والے کی آواز پر

فِيمَا رَغِبْتَ إِلَيْهِ رَغِبُوا وَلَا إِلَى مَا شَوَّقْتَ إِلَيْهِ اشْتَاقُوا

لبیک کہی نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن جانب اس نے رغبت دلائی تھی اور نہ اس چیز (جنت) کے مشتاق ہوئے جس کا اسے شوق دلایا

أَقْبَلُوا عَلَى جِيفَةٍ افْتَضَحُوا بِأَكْلِهَا وَاصْطَلَحُوا عَلَى حُبِّهَا

اور اس مردار (دنیا) کی طرف توجہ ہو گئے جس کو کھانے کی وجہ سے یہ رسوا ہوئے اور سب کے سب اسکی محبت پر اکٹھا ہو گئے

وَمَنْ عَشِقَ شَيْئًا أَعْشَى بَصَرَهُ وَأَمْرَضَ قَلْبَهُ فَهُوَ يَنْظُرُ

اور یہ مسلم ہے اگر کوئی کسی چیز کا عاشق ہوتا ہے تو وہ چیز اسکی آنکھوں کو اندھا اور اسکے دل کو بیمار بنا دیتی ہے جسکی وجہ سے

بِعَيْنٍ غَيْرِ صَحِيحَةٍ وَيَسْمَعُ بِأُذُنٍ غَيْرِ سَمِيعَةٍ قَدْ خَرَقَتِ

وہ بیمار آنکھوں سے دیکھنے اور بہرے کانوں سے سننے لگتا ہے بالآخر اس (دنیا کی طرف) متوجہ ہونے والے

الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ وَأَمَاتَتِ الدُّنْيَا قَلْبَهُ وَوَلِهَتْ عَلَيْهَا

گروہ کے رہنے (کی) عقل کو خواہشات نے چاک کر دیا دنیا نے اس کے قلب کو مردہ اور اپنے ادھر

نَفْسُهُ فَهُوَ عَبْدٌ لَهَا وَلِمَنْ فِي يَدِهِ شَيْءٌ مِنْهَا حَيْثُمَا

اس کے نفس کو فریفتہ بنا دیا جسکے بعد اب یہ اس کا یا جس کے قبضہ میں اسکے مال و متاع سے کوئی چیز موجود ہے اسکا بندہ ہے

أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا وَلَا يَزْدَجِرُ مِنَ اللَّهِ بِزَاجِرٍ وَلَا يَتَّعِظُ

اور جدھر وہ رخ کرتی ہے ادھر یہ بھی رخ کرتا ہے خدا کے روکنے والے (رسول) کے کہنے سے گناہوں سے رکتا نہ اسکے

مِنْهُ بِوَاعِظٍ وَهُوَ يَرَى الْمَأْخُوذِينَ عَلَى الْغِرَّةِ حَيْثُ

کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت سے متاثر ہوتا ہے حالانکہ یہ ان لوگوں کو دیکھ رہا ہے جو ناگہاں گرفتار کر لئے گئے جنکے لئے

لَا إِقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَجْهَلُونَ

نہ عفو کی گنجائش ہے نہ لوٹنا ہی کہ کیونکر وہ (موت) جس سے یہ لوگ ناواقف تھے اتر پڑی اور ہو گئی اور

وَجَاءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوا يَأْمَنُونَ وَقَدِمُوا

دنیا کا وہ فراق جس سے یہ محفوظ تھے ان پر نازل ہو گیا اور آخرت کی وہ چیزیں

سلہ اصطلاح اس مقام پر یعنی اتفاق استعمال ہوا ہے اور علی حبہا میں ضمیر جیفہ کی طرف راجع ہو رہی ہے جس سے اس محل پر یہ تسبیل مقصود ہے دنیا مقصود ہے ۱۲۰

مِنَ الْاٰخِرَةِ عَلٰی مَا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ فَغَيْرُ مَوْصُوْفٍ مَا

جنکے ایسے وعدہ کئے گئے تھے ان تک پہونچ گئے (موت کے وقت اور پھر اس کے بعد) ان پر جو شدتیں

نَزَلَ بِهِمْ اِجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ

وارد ہوئیں وہ بیان کے قابل نہیں موت کی سختی اور (عمل) کا وقت گذر جانیکی شرمندگی (یہ دونوں چیزیں اکٹھا وارد) جنکی

فَفَتَرَتْ لَهَا اَطْرَافُهُمْ وَتَغَيَّرَتْ لَهَا اَلْوَانُهُمْ ثُمَّ ازْدَادَ

جنکی وجہ سے انکی نگاہیں پست ہوگئیں اور چہروں کے رنگ متغیر ہو گئے پھر موت کی دخل اندازی ان میں

الْمَوْتُ فِيْهِمْ وُلُوْجًا فَحِيْلَ بَيْنَ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ

بڑھ گئی اور انہیں سے ایک پر بولنے اور اسکی بات چیت کے درمیان پردہ حائل ہو گیا جسکی وجہ سے یہ بول تو نہ سکتا تھا مگر

مَنْطِقِهٖ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ اَهْلِهٖ يَنْظُرُ بِبَصَرِهٖ وَيَسْمَعُ بِاُذُنِهٖ

اپنے عزیزوں کے درمیان اپنی آنکھوں سے دیکھتا اپنے کانوں سے سنتا اور اپنی صحت

عَلٰی صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهٖ وَبَقَاءٍ مِنْ لُبِّهٖ يُفَكِّرُ فِيْمَ اَذْهَبَ

عقل وسلامتی فہم کی حالت میں اپنے جس زمانہ کو اس نے (فضول باتوں) گذار دیا تھا اس پر غور کرتا

دَهْرَهٗ وَيَتَذَكَّرُ اَمْوَالًا جَمَعَهَا اَغْمَضَ فِيْ مَطَالِبِهَا

اور جن مالوں کو ذخیرہ کیا تھا ان پر خیال کر رہا تھا کہ انکے حصول میں اسنے کس طرح (محرمات سے) چشم پوشی کی

وَاَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا قَدْ لَزِمَتْهٗ

اور مشتبہ وغیر مشتبہ ہر طریقہ سے فراہم کیا اب اس وقت اس

تَبِعَاتُ جَمْعِهَا وَاَشْرَفَ عَلٰی فِرَاقِهَا تَبْقٰی لِمَنْ وَرَاءَهٗ

ذخیرہ کرنے کے نتیجے (دیکھنا) اسکے لئے لازم ہوگئے اور یہ اسکے فراق سے باخبر ہو گیا افسوس دولت کے یہ تمام سرمایے بعد والوں

يَنْعَمُوْنَ فِيْهَا وَيَتَمَتَّعُوْنَ بِهَا فَيَكُوْنُ الْمَهْنَاءُ لِغَيْرِهٖ

کیلئے رہ جائیں گے جنمیں وہ چین سے زندگی بسر کریں گے اور ان سے فائدہ اٹھائیں گے مفت کی اور دولت اسکے غیر کی ہو جائے گی

وَالْعِبْءُ عَلٰی ظَهْرِهٖ وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ رُهُوْنُهٗ[1] بِهَا

اور (حساب کا) بار اسکی پشت پر رہیگا ان اموال کے عوض اس شخص نے اپنی جو جابجا حرکتیں کا تمام اعمال کے صحیفوں میں ودیعت کر دیں

فَهُوَ يَعَضُّ يَدَهٗ نَدَامَةً عَلٰی مَا اَصْحَرَ لَهٗ عِنْدَ

اب انکی واپسی ناممکن ہے یہی موت کے وقت جو اسکی حالت اسپر ظاہر ہوئی ہے اس پر شرمندگی سے اپنا ہاتھ کاٹ رہا ہے

الْمَوْتِ مِنْ اَمْرِهٖ وَيَزْهَدُ فِيْمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيْهِ اَيَّامَ

اور اپنی زندگی کے دنوں میں جن چیزوں کے بارے میں رغبت ظاہر کرتا تھا ان سے نفرت کر رہا ہے

عُمُرِهٖ وَيَتَمَنّٰی اَنَّ الَّذِيْ كَانَ يَغْبِطُهٗ بِهَا وَيَحْسُدُهٗ

اور تمنا کر رہا ہے کہ کاش جو لوگ اس مال کی وجہ سے اسپر غبطہ اور اس پر اسکے ساتھ حسد کرتے

[1] یہ ایک محاورہ ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ راہن کے جملہ رہون اسکی ملک سے خارج ہوکر مرتہن کی ملک میں داخل ہو گئے اور انکا چھڑانا دشوار ہوگیا اس محل پر علامہ علیہ الرحمۃ نے اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ غلق رہون سے حضرت نے استعارہ فرمایا ہے کہ اسکا نفس ان اموال کے ردعوں سے اب نجات حاصل نہیں کر سکتا ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُونَهُ فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتّٰى

تھے اسکے بجائے انھیں نے اس مال کو اکٹھا کیا ہوتا غرضکہ موت اسکے جسم میں برابر کد و کاوش کرتی رہی تھی تا اینکہ

خَالَطَ لِسَانُهُ سَمْعَهُ فَصَارَ بَيْنَ اَهْلِهِ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ

اسنے اسکی زبان کو (بے بسی میں) اس کے کان جیسا بنا دیا جسکے بعد اہل و عیال کے درمیان اسکی یہ حالت ہوگئی کہ نہ اپنی زبان سے بولتا ہے

وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهِ يُرَدِّدُ طَرْفَهُ بِالنَّظَرِ فِي وُجُوهِهِمْ يَرٰى

نہ اپنے کانوں سے اچھی طرح سنتا ہے اپنی نگاہ کو بار بار انکے چہروں پر نظر کرنے کے وقت گردش دیتا

حَرَكَاتِ اَلْسِنَتِهِمْ وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ

انکی زبانوں کی حرکتوں کو دیکھتا ہے لیکن انکے جواب سخن کو سن نہیں سکتا۔ پھر چمٹنے کے لئے موت اور آگے

الْتِيَاطًا فَقُبِضَ بَصَرُهُ كَمَا قُبِضَ سَمْعُهُ وَخَرَجَتِ الرُّوحُ

بڑھی اور اسکی قوت بصارت کو اسی طرح اپنے قبضہ میں لے لیا جس طرح وہ اسکی قوت سماعت پر قبضہ کر چکی تھی اور

مِنْ جَسَدِهِ فَصَارَ جِيفَةً بَيْنَ اَهْلِهِ قَدْ اَوْحَشُوا مِنْ

بالآخر روح بھی اسکے جسم سے نکل گئی اور وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان مردار بن گیا جس سے یہ لوگ وحشت

جَانِبِهِ وَتَبَاعَدُوا مِنْ قُرْبِهِ لَا يُسْعِدُ بَاكِيًا وَلَا يُجِيبُ

کرنے لگے اور اسکے پاس سے دور ہونے لگے یہ نہ رونے والے کے ساتھ ہمدردی کر سکتا اور نہ

دَاعِيًا ثُمَّ حَمَلُوهُ اِلٰى مَخَطٍّ فِي الْاَرْضِ وَاَسْلَمُوهُ فِيهِ

کسی پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے پھر اسے (مرنے کے بعد) لوگ اٹھا کر زمین میں کھدی ہوئی لحد کی طرف لے گئے جہاں اسے

اِلٰى عَمَلِهِ وَانْقَطَعُوا عَنْ زَوْرَتِهِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ

انھوں نے اسکے عمل کے حوالے کر دیا اور (ہمیشہ کے لئے) اسکے دیدار سے محروم ہوگئے یہاں تک کہ جب وجود کا نوشتہ

اَجَلَهُ وَالْاَمْرُ مَقَادِيرَهُ وَاُلْحِقَ اٰخِرُ الْخَلْقِ بِاَوَّلِهِ

اپنی انتہائی معین مدت تک اور مشیت اپنے طے کردہ اندازہ تک پہنچ جائیگی اور مخلوقات کا آخری قافلہ ابتدائی قافلہ سے ملحق ہو جائیگا

وَجَاءَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ اَمَادَ

اور اللہ نے کائنات کو نئے سرے سے پیدا کرنے کا جو ارادہ فرمایا ہے اسکا وقت آجائے گا تو وہ

السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا وَاَرَجَّ الْاَرْضَ وَاَرْجَفَهَا وَقَلَعَ

افلاک (کے مداری نظاموں) کو جنبش دیکر شگافتہ درہم برہم اور زمین کو زیر و زبر کرکے کپکپا دینے والی حرکت دیکر متزلزل اور

جِبَالَهَا وَنَسَفَهَا وَدَكَّ بَعْضَهَا بَعْضًا مِنْ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ

اسکے پہاڑوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر ان کے اجزاء کو پراگندہ فرمائے گا اور وہ آپس میں اسکی عظمت کی ہیبت

وَمَخُوفِ سَطْوَتِهِ وَاَخْرَجَ مَنْ فِيهَا فَجَدَّدَهُمْ عَلٰى

اور قہاریت کے خوف سے ٹکرا جائینگے وہ اسکے آغوش میں جو لوگ (مدفون) ہیں انکو باہر نکالیگا اور انھیں انکے کہنہ

---

ل١ اس جملے سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب قیامت کا وقت قریب آئے گا تو پروردگار عالم کائنات کے نظام میں اختلال پیدا کر دے گا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ سب سے پہلے سیارات اپنے مداروں پر مستقیم حرکتیں چھوڑ کر غیر مستقیم حرکتیں کرنے لگیں گے ورنہ ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کوئی چیز ہی نہیں تو اسکو حرکت دینے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ آسمان کی حرکت سے سیاروں ہی کی غیر منتظم حرکت مراد لی جائیگی چونکہ اس وقت ان میں نہیں پائی جاتی اور اسکی وجہ سے نظام عالم خلل و فساد سے محفوظ ہے اور قیامت کے دن ان میں قدرت کی کرشمہ سازی سے انکے اندر عادت گردش [illegible]

ل٢ زمین کی حرکت جدید فلسفہ کی تحقیقات کے لحاظ سے ایک ناقابل انکار مسئلہ ہے اس لئے وارجّ کے معنے یہ قرار دینا کہ اللہ زمین کو حرکت دے گا گویا کسی موجود کو موجود کر دینے کے مرادف ہوگا جس کو تحصیل حاصل سے تعبیر کیا جاتا ہے جو عقلاً ناممکن ہے کیونکہ جو چیز یا جو صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہو اسکو پیدا کرنے کے عقلاً کوئی معنے ہی نہیں اس لئے جیسا کہ سابق میں اماد کے معنے یہ قرار دئے گئے ہیں کہ وہ افلاک کا نظام منتشر کر دے گا اسی طرح ارجّ کے معنے یہ ہونگے کہ وہ پروردگار قیامت میں زمین کی حرکت مستقیم کو حرکت غیر مستقیم سے بدل دے گا۔ ۱۲

اَخْلَاقِهِمْ وَجَمَعَهُمْ بَعْدَ تَفَرُّقِهِمْ ثُمَّ مَيَّزَهُمْ لِمَا

اور مخلوق اور متفرق ہونے کے بعد پھر سے اکٹھا فرمائے گا اور اس نے ان کے جن اعمال

يُرِيْدُهُ مِنْ مَسْأَلَتِهِمْ عَنْ خَفَايَا الْاَعْمَالِ وَخَبَايَا الْاَفْعَالِ

اور پوشیدہ کاموں کی بازپرس کا ارادہ کر لیا ہے اس کے لئے انھیں جدا جدا (کھڑا) کرے گا

وَجَعَلَهُمْ فَرِيْقَيْنِ اَنْعَمَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَانْتَقَمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ

اور محاسبہ کے بعد انھیں دو گروہ بنا دیگا ایک یہ جو فرمانبردار ہیں ان پر انعام فرمائے گا اور وہ جو نافرمان ہیں ان سے

فَاَمَّا اَهْلُ طَاعَتِهٖ فَاَثَابَهُمْ بِجِوَارِهٖ وَخَلَّدَهُمْ فِيْ دَارِهٖ

انتقام لیگا۔ فرمانبرداروں کو وہ اپنی رحمت کی ہمسائیگی کا اجر دیگا اور انھیں اپنے امن و سلامتی کے گھر (جنت) میں ہمیشہ ہمیشہ

حَيْثُ لَا يَظْعَنُ النُّزَّالُ وَلَا يَتَغَيَّرُ لَهُمُ الْحَالُ وَلَا تَنُوْبُهُمُ

کیلئے جاگزیں بنا دیگا جہاں اترنیوالے کبھی کوچ کریں گے نہ ان کے حالات میں تغیر ہوگا نہ خطرے ان تک پہنچ پائیں گے

الْاَفْزَاعُ وَلَا تَنَالُهُمُ الْاَسْقَامُ وَلَا تَعْرِضُ لَهُمُ الْاَخْطَارُ

نہ بیماریاں انھیں پا سکیں گی نہ دہشتیں ان کے سامنے آئیں گی

وَلَا تُشْخِصُهُمُ الْاَسْفَارُ وَاَمَّا اَهْلُ الْمَعْصِيَةِ فَاَنْزَلَهُمْ

نہ سفر انھیں ان کے گھروں سے باہر نکالیں گے لیکن رہنے معصیت کار انھیں وہ بدترین گھر

شَرَّ دَارٍ وَغَلَّ الْاَيْدِيَ اِلَى الْاَعْنَاقِ وَقَرَنَ النَّوَاصِيَ

(جہنم) میں اتارے گا (جہاں) وہ انکے ہاتھوں کو انکی گردنوں سے باندھ دیگا اور انکی پیشانیوں کو

بِالْاَقْدَامِ وَاَلْبَسَهُمْ سَرَابِيْلَ الْقَطِرَانِ وَمُقَطَّعَاتِ[1]

انکے پیروں سے متصل کر دے گا اور انھیں قطران کے پیراہن اور شراروں کے لباس پہنائے گا (یہ لوگ) اس

النِّيْرَانِ فِيْ عَذَابٍ قَدِ اشْتَدَّ حَرُّهٗ وَبَابٍ قَدْ اُطْبِقَ

عذاب میں (مبتلا) ہوں گے جس کی گرمی سخت اور جس کا دروازہ اپنے ساکنوں کے لئے بند ہو گا

عَلٰى اَهْلِهٖ فِيْ نَارٍ لَهَا كَلَبٌ وَلَجَبٌ وَلَهَبٌ سَاطِعٌ وَقَصِيْفٌ

(اور وہ کبھی اس سے باہر نکل سکیں گے) (وہ) آگ جو تیز اور بھڑکنے والی ہے اور جسکے شعلے بہت بلند ہیں حد سے زیادہ انکی انتہائی خوفناک گرج

هَائِلٌ لَا يَظْعَنُ مُقِيْمُهَا وَلَا يُفَادٰى اَسِيْرُهَا وَلَا تُفْصَمُ

بھڑکتے ہوئے شرارے اور مہیب کڑکتی آواز ہوگی اسکا اقامت گزیں نہ منتقل ہو گا نہ اسکا قیدی کوئی فدیہ دیکر چھڑایا جا سکے گا نہ اس کی

كُبُوْلُهَا لَا مُدَّةَ لِلدَّارِ فَتَفْنٰى وَلَا اَجَلَ لِلْقَوْمِ فَيُقْضٰى

زنجیریں کبھی ٹوٹیں گی نہ اس گھر کیلئے کوئی مدت ہے کہ وہ فنا ہو جائے اور نہ ان لوگوں ہی کیلئے کوئی میعاد مقرر ہے کہ وہ تمام ہو جائے اور یہ لوگ

(مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ) قَدْ حَقَّرَ

سے رہائی پا جائیں (اسی خطبہ کا ایک حصہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیان میں) آنحضرت نے دنیا کو (ہمیشہ) حقیر

---

[1] مقطعات قطع کئے جانیوالے پیراہنوں کو کہتے ہیں جیسے قمیص وغیرہ اس بنا پر لباس نیز قطع و برید استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ردا وغیرہ وہ مقطعات میں داخل نہ ہونگے اور اہل عرفان نے جہاں جہنم کے عقوبتوں سے پناہ مانگی ہے وہاں اس کا خاص طور پر ذکر کیا ہے چنانچہ ایک دعا میں ارشاد ہوا ہے کہ اللھم انی اعوذ بک من مقطعات النیران بار الٰہا میں تجھ سے جہنم کی آگ کے ٹکڑے پیراہنوں کے زیب جسم ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ ۱۲

[2] اس جملہ میں اور اس کے بعد جو جملے مذکور ہیں عذاب آخرت کے ابدی ہونے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ۱۲

[3] چنانچہ بعض روایات کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین دنیا کی زمین کے خزانوں کی کنجیاں لیکر خدمت پیغمبر میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ پروردگار عالم تحفہ درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب زمین کے آغوش میں جتنے خزانے ہیں وہ سب آپ کیلئے موجود ہیں اور ان کی کنجیاں آپکی خدمت میں حاضر ہیں آپ جس طرح چاہیں ان پر تصرف کر سکتے ہیں اور اس سے جو حصہ آپ کیلئے مخصوص ہے انہیں کوئی کمی نہ ہو گی لیکن دنیا پیغمبر اسلام کی نگاہ میں اتنی حقیر تھی کہ آنحضرت نے یہ کنجیاں یہ کہکر واپس فرما دیں کہ اسے دنیا کی فانی دنیا مجھے محبوب نہیں میری تو تمنا ہے کہ ایک دن جلد سے جلد اپنے خدا سے ملاقات کروں اور اس کے علاوہ میری کوئی خواہش نہیں۔ ۱۲

الدُّنیا وَصَغَّرَهَا وَأَهْوَنَهَا وَعَلِمَ أَنَّ اللهَ زَوَاهَا عَنْهُ

اور معمولی سمجھا اور اسکی توہین و تذلیل فرمائی اور انھوں نے یقین کے ساتھ اس امر کو جانا کہ اللہ نے دنیا کو [illegible]

اخْتِیَارًا وَبَسَطَهَا لِغَیْرِهِ احْتِقَارًا فَأَعْرَضَ عَنْهَا بِقَلْبِهِ

اپنے قصد سے دور رکھا اور دوسروں کیلئے انھیں حقیر سمجھنے کی بنا پر کشادہ کر دیا تو اسکی جانب سے اپنے قلب کے ساتھ روگردانی کی

وَأَمَاتَ ذِکْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ وَأَحَبَّ أَنْ تَغِیبَ زِینَتُهَا عَنْ

اور اپنے نفس سے اس کی یاد مٹا دی اور (ہمیشہ یہی) چاہا کہ اس کی آرائش ان کی نگاہ سے

عَیْنِهِ لِکَیْلَا یَتَّخِذَ مِنْهَا رِیَاشًا أَوْ یَرْجُوَ فِیهَا مُقَامًا

اوجھل رہے تاکہ وہ نہ اس سے (ظاہری سجاوٹ کے) قیمتی لباس لے سکیں اور نہ اسمیں قیام کی آرزو کریں

بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِرًا وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِرًا وَدَعَا إِلَی

انھوں نے احتجاج کا سد باب کرتے ہوئے اپنے خدا کی طرف سے (پند و نصیحت) احکام پہونچائے اپنی امت کو ڈرا دھمکا کر پند و نصیحت

الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا

کی اور (جانفزا) نوید سنا کر (انھیں) جنت کی طرف بلایا

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِکَةِ

ہم (اہلبیت) نبوت کا درخت (رسالت کی اولاد) پیغام الٰہی کا محل نزول ملائکہ کے آمد و رفت کی منزل

وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ وَیَنَابِیعُ الْحُکْمِ نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا یَنْتَظِرُ

علم کی کانیں اور حکمتوں کے چشمے ہیں ہمارا ہر ناصر و دوست رحمت کا منتظر اور

الرَّحْمَةَ وَعَدُوُّنَا وَمُبْغِضُنَا یَنْتَظِرُ السَّطْوَةَ

ہمارا ہر دشمن فرد عذاب کا متوقع رہتا ہے

## خطبہ ۱۱۳

اس خطبہ میں ایمان کی بزرگی اور اس کے اصول و قواعد کا تذکرہ فرمایا ہے

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَی اللهِ سُبْحَانَهُ

نیک کاموں کے ذریعہ خدا سے نزدیک ہونے والے جن چیزوں کے ذریعہ سے تقرب حاصل کرتے ہیں انمیں سب سے بہتر

الْإِیمَانُ بِهِ وَبِرَسُولِهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِیلِهِ فَإِنَّهُ ذُرْوَةُ

اسکی ذات پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا ہے کیونکہ جہاد) اسلام کی بلند چوٹی

الْإِسْلَامِ وَکَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ[1] فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ وَإِقَامُ

کلمہ لا الٰہ الا اللہ مقصود آفرینش ہے نماز کا برپا کرنا

[1] کلمۂ اخلاص لا الٰہ الا اللہ ہے مگر اسکا جزو و تتمہ محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ ہے اقامۃ الصلوٰۃ سے مقصود یہ ہے کہ اس کے ارکان کو بالکل ٹھیک ادا کیا جائے کہ اس طرح بجا لایا جائے کہ تمام نوافل اور شرائط بلا کسی خلل کے پورے ہو جائیں کیونکہ اقام العود کے معنے یہی ہیں کہ اس کو بالکل درست کر دیا ہے بنا بر اگر کوئی بجائے اقیموا الصلوٰۃ کے نماز صلوا کہے تو اس سے یہ مطلب حاصل ہو سکے گا بہجۃ الحدائق۔ ۱۲

الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ فَاِنَّهَا فَرِيْضَةٌ
روح مذہب اور زکوٰۃ کی ادائگی واجب فریضہ ہے

وَاجِبَةٌ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّهٗ جُنَّةٌ مِّنَ الْعِقَابِ
ماہ رمضان کے روزے عذاب الٰہی سے بچانے والی سپر ہیں

وَحَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهٗ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَيَرْحَضَانِ
خانہ کعبہ کا حج اور اس کا عمرہ بجا لانا یہ دونوں چیزیں فقیری کو دور کرتی اور

الذَّنْبَ وَصِلَةُ الرَّحِمِ فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَ
گناہ کو دھو دیتی ہیں قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنا فعل دولت زیادتی اور منزل

مَنْسَاةٌ فِي الْاَجَلِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيْئَةَ
تاخیر موت ہے پوشیدہ خیرات گناہ پر پردہ ڈالتی اور رضائے الٰہی کے لئے

وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَصَنَائِعُ
کھلم کھلا داد و دہش بری موت کو دفع کرتی ہے اور پسندیدہ نیکیاں ذلت و خواری کے

الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا تَقِيْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ
منازل (افتادگی) سے محفوظ رکھتی ہیں

اَفِيْضُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الذِّكْرِ وَارْغَبُوْا فِيْمَا
ذکر خدا کی (منزل) میں اپنی رفتار تیز کرو کیونکہ یہ ذکر بہترین ذکر ہے اور اس

وَعَدَ الْمُتَّقِيْنَ فَاِنَّهٗ اَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوْا بِهَدْيِ
(جنت) کے راغب بنو جس کا اس نے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا ہے کیونکہ یہ بہت ہی سچا وعدہ ہے

نَبِيِّكُمْ فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ الْهَدْيِ وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِهٖ فَاِنَّهٗ
اور اپنے پیغمبر کی سیرت کی پیروی کرو اسلئے کہ وہ سب سے بہتر سیرت ہے اور انکی سنت پر گامزن ہو جاؤ

اَهْدَى السُّنَنِ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ
کیونکہ وہ بہترین طریقہ پر رہنمائی کرنے والا راستہ ہے قرآن کو سیکھو کیونکہ وہ بہترین کلام ہے

وَتَفَقَّهُوْا فِيْهِ فَاِنَّهٗ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِهٖ
اور اس (کی تفسیر) سے اسکے احکام کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرو کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے اسکی روشنی سے طالب شفا ہو

فَاِنَّهٗ شِفَاءُ الصُّدُوْرِ وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَهٗ فَاِنَّهٗ اَنْفَعُ
کیونکہ سینوں کی شفا ہے اسکی بہتر طریقہ سے تلاوت کرو کیونکہ یہ داستانوں میں سب سے زیادہ مفید

الْقَصَصِ فَاِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ كَالْجَاهِلِ
داستان ہے (دیکھو) جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ

لہ نماز کی عظیم ترین اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت نے اسے کل دین سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ بہت زیادہ عدل کرنے والے شخص کو مبالغہ کے طور پر عادل کے عدل کہا جاتا ہے اسکی اہمیت سے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کا استقصا بہت دشوار ہے صرف چند حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں (۱) رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ الصلوٰۃ عمود الدین نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے گویا دین کو منہدم کر دیا (۲) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ نماز جنت کی کلید ہے ان قبلت قبل ما سواھا وان ردت رد ما سواھا اگر یہ قبول ہو گئی تو کل اعمال قبول ہو جائیں گے اور یہ رد ہو گئی تو کل اعمال رد ہو جائیں گے اسی مضمون کو علامہ مفتی میر محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے صاف اور شستہ اردو میں اس طرح نظم فرمایا ہے کہ۔

یہ ہے ستون دین اگر ہو گئی قبول
پھر سب سے شکل ہو گئی سب بن گئی قبول
دیکھو گیا نماز کا رتبہ بلند ہے
گر وہ ہے ناپسند تو سب ناپسند ہے

عاقبت کی سلطنت کیلئے تاج ہے نماز کہا ہے اہل دین کی معراج ہے نماز ... سب نماز کا ہے وجہ سب کا ذکر کیا ہے اسکو پیغمبر نے ... منقول ہے حسن سے کہ جب وضو ... رنگ زرد ... کوئی نہیں افضل نماز سے ہوگا سوال حشر میں اول نماز سے قومی تعلیم میں ضبط و نظام سب سے ... تر ہے جو ہر شکل نماز بہتر طریقہ سے تعلیم دیتی ہے اس لئے صرف دینی ہی نہیں بلکہ دنیاوی نقطہ نظر سے بھی نماز کی اہمیت

... عجز و انکسار ہے ۔ ۱۲ ۔ ۲ ایتاء کے معنے لغت میں اعطا یعنی دیدینے کے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا نکال دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اسے اسکے مستحقین کو دینا بھی ضروری ہے ۔ یہ شبہ نہیں ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ نماز، حج، جہاد، صوم جبکہ یہ سب واجب فریضے ہیں تو حضرت نے اپنے کلام کو صرف زکوٰۃ ہی کی فریضہ واجبہ کے ساتھ تخصیص کیوں فرمائی اسلئے کہ واضح ہو کہ یہاں واجب سے مراد نہیں ہے کہ دوسرے فروع مذہب تو واجب نہیں ہیں مگر یہ واجب ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ وہ فریضہ ہے جسکے سہام معینہ کا اس کے مستحقین تک پہنچا دینا واجب ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ اور بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ امیروں کے جو اموال ضائع ہو جاتے ہیں وہ انکے زکوٰۃ نہ دینے کا نتیجہ ہیں ۔ ۱۲ ۔ ۳ اس مضمون کو جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے ایک شعر میں یوں نظم فرمایا ہے کہ یہ روزہ سپر ہے آتش دار البوار کی یہ جنہ بندگی خدا روزہ دار کی (داتی الحمد)

(بقیہ صفحہ ۴۰۰)
تمام عبادات میں خاص طور پر اسے ہی کیوں آتش جہنم کی سپر بتایا گیا ہے اسکی توجیہ اس حدیث میں واضح طور پر موجود ہے جو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے اور اسمیں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان الشیطان لیجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع شیطان بنی آدم کی رگ و پے میں روح اور خون کی طرح رواں رہتا ہے اس کے داخلہ کی راہیں فاقہ سے بند کر دو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے رو کنے اور اسے انسان پر تسلط حاصل کرنے سے منع کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ روزہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسے خصوصیت سے آتش عذاب کی سپر بتایا گیا ہے۔ ۱۲
ف۵ فقیری کو دفع کرنے کا بہترین ذریعہ صنعت ہے یا تجارت اگرچہ لوگ اصول صنعت و تجارت کا علم رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مناسب ماحول ہی میں یہ چیزیں کامیاب ہوتی ہیں جب تک صنعتوں کی نمائش اور انکے اموال کی فروخت کیلئے بازار مہیا نہ ہوں اس وقت تک یہ چیزیں کامیاب نہیں ہو سکتیں صنعتیں کی نمائش میں تو حکومتیں کوشش کرتی ہیں حکومتوں ہی کی کوششیں ہوتی ہیں اور اسکانی کوششیں صرف کی جاتی ہیں کسی طرح بھی ممکن ہو ایسے مقامات مہیا کئے جائیں اور انکی حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۃ العرب میں ایسا ہے مرکز اجتماع ابتدائے اسلام ہی سے حج کے زمانہ میں مہیا ہوتا ہے جہاں اطراف و جوانب عالم سے مسلمانوں کی کثیر تعداد کے آنے کی وجہ سے خریداروں کی کثرت اور مختلف نوع کی جنس تجارت کیلئے اچھی خاصی منڈی ہموار کر دیتی ہے اس فضا میں چیزوں کی درآمد کی بہترین فضا میں قدم اٹھتا ہوتا ہے جسکے بعد فقیری کا دولت اور افلاس کا تو انگری سے بدلنا بالکل واضح و آشکار ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت نے حج و عمرہ کو دفع فقر و افلاس کا سبب بتایا ہے۔ ۱۲
ف۶ صلہ رحم کے متعلق حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ ۱۲

| |
|---|
| الْحَائِرِ الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ مِنْ جَهْلِهِ بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ |
| سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو (کسی طرح) اپنی جہالت و نادانی (کی نیند) سے ہوشیار نہ ہوتا ہو بلکہ (قیامت کے دن) |
| أَعْظَمُ وَالْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَلْوَمُ |
| جاہل کی بنسبت اس پر اللہ کی حجت زیادہ عظیم اور اسکی حسرت و ندامت اسکے لئے لازم تر ہوگی اور وہ خدا کے نزدیک بھی زیادہ قابل ملامت ہوگا |

## خطبہ ۱۱۴

اس میں حضرت نے ناپائیداری دنیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس سے لوگوں کو نفرت دلائی ہے

| |
|---|
| أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ |
| حمد خدا کے بعد واضح ہو کہ میں تمہیں دنیا سے (اس لئے) ڈراتا ہوں کہ یہ انتہائی شیریں اور سرسبز |
| حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ وَتَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ |
| اور نفسانی خواہشوں سے گھری ہوئی (اپنی فانی لذتوں (کی وجہ) سے ہر ایک کی محبوبہ بنی ہوئی ہے اور |
| وَتَحَلَّتْ بِالْآمَالِ وَتَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا |
| اپنی تھوڑی سی (بے اعتبار) آرائش پر گھمنڈ کرتی آرزوؤں (زیوروں) سے آراستہ اور مکر و فریب سے سجی ہوئی ہے |
| وَلَا تُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ |
| نہ اسکی شادمانی ہمیشہ باقی رہے گی اور نہ اسکے دکھ درد سے کبھی چین ملے گا بہت ہی فریب دہ نقصان رساں تغیر پذیر فنا ہونے والی |
| نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ لَا تَعْدُو إِذَا تَنَاهَتْ |
| خود ختم اور ہلاک ہو جانیوالی اور دوسروں کو فنا کرنیوالی اور ہلاک کرڈالنے والی ہے جب یہ ان لوگوں کی آرزو تک ہو گئی ہے |
| إِلَى أُمْنِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرِّضَاءِ بِهَا أَنْ تَكُونَ |
| جو اسکے بارے میں رغبت رکھنے والے اور اس سے رضامندی کا اظہار کرنے والے ہیں تو یہ ویسا ہونے سے قدم آگے |
| كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ |
| نہیں بڑھاتی جیسا کہ مقام تمثیل میں اللہ نے اس کے لئے فرمادیا ہے کہ اسکی مثال تو بس اس پانی کی سی ہے |
| فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ |
| جسکو ہم نے آسمان سے نازل کیا پس اس سے زمین کی گھاس مل جل کر سرسبز ہوئی اور پھر وہی ایسے خشک تنکے بن گئی |
| الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا لَمْ يَكُنِ |
| جسے ہوائیں پراگندہ کر دیتی ہیں اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے کوئی انسان ایسا نہیں |
| امْرُؤٌ مِنْهَا فِي حَبْرَةٍ إِلَّا أَعْقَبَتْهُ بَعْدَهَا عَبْرَةً وَلَمْ يَلْقَ مِنْ |
| جس نے اسکی خوشی میں گزر گزاری ہو مگر یہ کہ اس نے بعد میں اس کیلئے گریہ و زاری پیش کی |

الحاشیہ صفحہ ۴۰۱ ف۱ متاع دنیا کی جس قلت کی طرف اس کلام میں اشارہ فرمایا گیا ہے اسکے متعلق قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل یعنی کہدو کہ متاع دنیا جسے تم بہت سمجھ رہے ہو حقیقتاً بہت کم ہے۔ ۱۲ ف۲ حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا کی شادابی اس سبزہ کے مانند ہے جسے پانی کے چھینٹوں نے شادابی کا لباس پہنا دیا ہو اور خزاں اسے آکر خشک کر دے اور اسکی تمام سرسبزی کی نذر فنا ہو جائے کسی شاعر نے اسی مطلب کو کیا خوب ادا کیا ہے کہ۔ جائیکہ نیست دلفریب و رنگین است نہ ۔۔۔ سود کہ آخر خزاں مرگ از پے مقصد یہ ہے کہ نرگس کی بہار ناقابل انکار ہے لیکن ایسی بہار سے فائدہ ہی کیا جس کا انجام خزاں ہو۔ ۱۲

سَرَّائِهَا بَطْناً اِلَّا مَنَحَتْهُ مِنْ ضَرَّائِهَا ظَهْراً وَ لَمْ تَطُلَّهُ

اور کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اسکی کسی راحت اقبال سے ملاقات کی ہو مگر یہ کہ اس کو ان سے زیادہ ادبار کی تکلیف دی ہے

فِيهَا دِيمَةُ رَخَاءٍ اِلَّا هَتَنَتْ عَلَيْهِ مُزْنَةُ بَلَاءٍ وَحَرِيٌّ

اسکے اندر جس کسی کو بھی ابر خوشحالی (کے ہلکے چھینٹوں) نے تر کیا اس پر مصیبت کے بڑے بڑے بادل تیزی سے برسے سزاوار ہے کہ

اِذَا اَصْبَحَتْ لَهُ مُنْتَصِرَةً اَنْ تُمْسِيَ لَهُ مُتَنَكِّرَةً وَاِنْ

اگر یہ کسی کے لیے انتقام گیر بن کر صبح کرے تو ناراض ہو کر اس کے لئے شام کرے

جَانِبٌ مِنْهَا اعْذَوْذَبَ وَاحْلَوْلَى اَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ

اگر اس کا ایک پہلو خوشگوار و شیریں ہوتا ہے تو دوسرا پہلو تلخ اور کثیر وباؤں والا ہوتا ہے

فَاَوْبَى لَا يَنَالُ امْرُؤٌ مِنْ غَضَارَتِهَا اِلَّا اَرْهَقَتْهُ مِنْ

جو انسان اسکی تر و تازگی سے فیضیاب ہوتا ہے اسے یہ اپنی مصیبتوں کے رنج سے ہمکنار بنا دیتی ہے اور جو

نَوَائِبِهَا تَعَباً وَلَا يُمْسِي مِنْهَا فِي جَنَاحِ اَمْنٍ اِلَّا اَصْبَحَ

اسکے امن و اطمینان کے نرم و نازک پروں میں شام کرتا ہے وہ (یقیناً) اس کے بڑے بڑے خطروں کے

عَلَى قَوَادِمِ خَوْفٍ غَرَّارَةٌ غُرُورٌ مَا فِيهَا فَانِيَةٌ فَانٍ

پروں میں صبح بھی کرتا ہے یہ دھوکہ دینے والی ہے اور جو بھی اس میں ہے وہ دھوکہ ہی ہے یہ فنا ہو جانیوالی ہے

مَنْ عَلَيْهَا لَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ مِنْ اَزْوَادِهَا اِلَّا التَّقْوَى مَنْ

اور اسکی پشت پر جو چیزیں ہیں وہ بھی فنا ہو جانیوالی ہیں یاد رکھو پرہیزگاری کے علاوہ توشوں میں سے کسی کو خیر کے اندر کوئی

اَقَلَّ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ مِمَّا يُؤْمِنُهُ وَمَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ

کوئی نہیں جس نے اس سے کم (مال و متاع) لیا اس نے زیادہ وہ چیز لی جو عذاب سے اسے بچائے گی اور جس نے اس سے زیادہ مال و متاع لیا

مِمَّا يُوبِقُهُ وَزَالَ عَمَّا قَلِيلٍ عَنْهُ كَمْ مِنْ وَاثِقٍ بِهَا فَجَعَتْهُ

اس نے زیادہ وہ چیز لی جو اسے تباہ کر دے گی اور رحلت جلد نا پدید ہو جائے گی کتنے ہی اس پر اعتماد کرنیوالے ہیں جنکو اس نے رنج پہنچایا اور

وَذِي طُمَاْنِينَةٍ قَدْ صَرَعَتْهُ وَذِي اُبَّهَةٍ قَدْ جَعَلَتْهُ

صاحب اطمینان ہیں جنکو اس نے زمین پر گرا دیا ارباب جاہ و جلال ہیں جنکو اس نے

حَقِيراً وَذِي نَخْوَةٍ قَدْ رَدَّتْهُ ذَلِيلاً سُلْطَانُهَا دُوَلٌ وَ

حقیر بنا دیا اور متکبر ہیں جن کو اس نے ذلیل بنا دیا اس کا اقتدار گردش اس کی

عَيْشُهَا رَنِقٌ وَعَذْبُهَا اُجَاجٌ وَحُلْوُهَا صَبِرٌ وَغِذَاؤُهَا

اس کی زندگی مکدر اور (در حقیقت) اسکا شیریں پانی تلخ اس کی (ہر) شیریں چیز کڑوی اس کی ہر غذا

سِمَامٌ وَاَسْبَابُهَا رِمَامٌ حَيُّهَا بِعَرَضِ مَوْتٍ صَحِيحُهَا

(انجام زندگی کیلئے) زہر اس کے رشتے بوسیدہ اس کا (ہر) ذی حیات موت کے روبرو اور (ہر)

ے عموماً قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی سے خوش ہو کر ملاقات کرتا ہے وہ اپنے چہرہ اور شکم کو سامنے رکھتا ہے اور جو کسی سے ناراض ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ کر پشت اسکی جانب کر دیتا ہے لہٰذا بطن و ظہر سے یہاں کنایۃً اقبال و ادبار کی طرف اشارہ ہے ۱۲

ے قوادم اڑنے والے جانوروں کے پروں کے اگلے پروں کو کہتے ہیں ۱۲

بِعَرَضٍ سَقَمٍ مُلْكُهَا مَسْلُوبٌ وَعَزِيزُهَا مَغْلُوبٌ وَمَوْفُو

صحیح و سالم مرض کے سامنے ہے نیز اسکا ملک چھن جانیوالا اس کا (ہر) عزت دار ذلیل اس کا (ہر) مال

رُهَا مَنْكُوبٌ وَجَارُهَا مَحْرُوبٌ أَلَسْتُمْ فِي مَسَاكِنِ مَنْ

تباہ اور اس کا (ہر) ہمسایہ لٹنے والا ہے (بچ بتاؤ) کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں

كَانَ قَبْلَكُمْ أَطْوَلَ أَعْمَارًا وَأَبْقَى آثَارًا وَأَبْعَدَ آمَالًا

(مقیم) نہیں ہو جو تم سے پیشتر عمروں کے اعتبار سے بہت زیادہ طویل اور آثار کے لحاظ سے پائندہ تر امیدوں کے اعتبار سے بہت آگے

وَأَعَدَّ عَدِيدًا وَأَكْثَفَ جُنُودًا تَعَبَّدُوا لِلدُّنْيَا أَيَّ

شمار کے لحاظ سے بہت زیادہ اور لشکروں کو دیکھتے ہوئے کثیر تر تھے انھوں نے دنیا کی کیسی کیسی

تَعَبُّدٍ وَآثَرُوهَا أَيَّ إِيثَارٍ ثُمَّ ظَعَنُوا عَنْهَا بِغَيْرِ زَادٍ مُبَلِّغٍ

پرستش اور اس کا کیسا کیسا انتخاب کیا مگر اس کے بعد وہ اس سے منزل تک پہونچانے والے توشہ

وَلَا ظَهْرٍ قَاطِعٍ فَهَلْ بَلَغَكُمْ أَنَّ الدُّنْيَا سَخَتْ لَهُمْ

اور راہ کو قطع کرنے والی سواری کے لئے بغیر ہی کوچ کر گئے تو کیا تم تک کوئی خبر پہونچی

نَفْسًا بِفِدْيَةٍ أَوْ أَعَانَتْهُمْ بِمَعُونَةٍ أَوْ أَحْسَنَتْ لَهُمْ

کہ اس نے ان لوگوں کیلئے کسی فدیہ کے ساتھ سخاوت یا کسی معونت سے ان کی امداد کی یا انکے لئے ازروے رفاقت

صُحْبَةً بَلْ أَرْهَقَتْهُمْ بِالْفَوَادِحِ وَأَوْهَنَتْهُمْ بِالْقَوَارِعِ

کوئی اچھائی کی (کچھ بھی نہیں) بلکہ اس نے تو انھیں (الٹا) مصیبتوں سے ستایا یا سخت آفتوں سے کمزور کیا

وَضَعْضَعَتْهُمْ بِالنَّوَائِبِ وَعَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ وَوَطِئَتْهُمْ

مصیبتوں کے جھٹکوں سے جھنجھوڑ دیا ان کی ناکیں زمین پر رگڑ دیں ان کو اپنے

بِالْمَنَاسِمِ وَأَعَانَتْ عَلَيْهِمْ رَيْبَ الْمَنُونِ فَقَدْ رَأَيْتُمْ

پیروں سے روندا اور زمانہ کے حادثوں کی ان کے خلاف مدد کی جو لوگ

تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا وَآثَرَهَا وَأَخْلَدَ لَهَا حَتَّى ظَعَنُوا

اسکے فرمانبردار تھے اور انھوں نے اسے آخرت پر ترجیح دی تھی اور ہمیشہ اس کی طرف مائل تھے انکے ساتھ تم اس کی بداخلاقی دیکھ

عَنْهَا لِفِرَاقِ الْأَبَدِ وَهَلْ زَوَّدَتْهُمْ إِلَّا السَّغَبَ أَوْ

چکے تا آنکہ جب وہ اس سے دائمی مفارقت کا رخ دینے کیلئے کوچ کر گئے تو تم خود ہی بتاؤ کہ کیا اسنے انکو بھوک کے سوا کوئی توشہ دیا

أَحَلَّتْهُمْ إِلَّا الضَّنْكَ أَوْ نَوَّرَتْ لَهُمْ إِلَّا الظُّلْمَةَ

تنگ منزل کے سوا کہیں اتارا یا تاریکی کے سوا انکے لئے کوئی چیز اجالا روشن کیا

أَوْ أَعْقَبَتْهُمْ إِلَّا النَّدَامَةَ فَهَذِهِ تُؤْثِرُونَ أَمْ إِلَيْهَا

ندامت و پشیمانی کے علاوہ انھیں نتیجہ میں کوئی چیز دی تم اسی دنیا کو پسند کرتے بلکہ اسی پر مطمئن

له حضرت فرماتے ہیں کہ جس دنیا کی یہ حالت ہے کہ نہ اسکی سلطنت کا کوئی اعتبار ہے نہ دولت کو ثبات و قرار جس کی رنگینیاں فریب نظر جس کی بہاریں آ آ کر جاتی خزاں جسکی جوانیاں بڑھاپے اور صحتیں مرض کی زد پر ہیں جسکی ابتدا ناکامی جسکا انجام و انتہا ظلمت قبر ہے کیا وہ نتیجتاً اسکے نکالا کرتی ہوئی اور اسی کو تم آخرت کی جاودانی حیات پر ترجیح دیتے ہو وعظ و نصیحت کا یہ وہ دلپذیر انداز ہے جسے انھی کے خطبات کے علاوہ اور کہاں پایا جا سکتا ہے - ۱۲

تَطْمَئِنُّونَ أَمْ عَلَيْهَا تَحْرِصُونَ فَلَيْسَتِ الدَّارُ لِمَنْ

بلکہ اسی پر حریص ہو یہ دنیا تو اس شخص کے لیے بہ ترین گھر ہے جو اسے

لَمْ يَتَّهِمْهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا عَلَى وَجَلٍ مِنْهَا فَاعْلَمُوا وَأَنْتُمْ

متہم نہ سمجھے اور اس میں رہ کر اس سے خوف زدہ نہ ہو دیکھو اچھی طرح جان لو اور تم تو

تَعْلَمُونَ بِأَنَّكُمْ تَارِكُوهَا وَظَاعِنُونَ عَنْهَا وَاتَّعِظُوا

جانتے ہو کہ تم اس دنیا کو چھوڑنے والے اور اس سے رحلت کرنے والے ہو لہذا ان لوگوں سے

فِيهَا بِالَّذِينَ قَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ، حُمِلُوا إِلَى

اسمیں عبرت حاصل کرو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم سے زیادہ کون قوت دار ہے انکو لاد کر قبروں کی طرف

قُبُورِهِمْ فَلَا يُدْعَوْنَ رُكْبَانًا وَأُنْزِلُوا الْأَجْدَاثَ فَلَا

لے جایا گیا مگر سوار کہکر آواز نہیں دی گئی (اور باوجود اس کے کہ) قبروں میں اتار دیے گئے لیکن

يُدْعَوْنَ ضِيفَانًا وَجُعِلَ لَهُمْ مِنَ الصَّفِيحِ أَجْنَانٌ

مہمان کہکر پکارے نہیں گئے۔ ان کی پتھر سے (بنی ہوئی) قبریں

وَمِنَ التُّرَابِ أَكْفَانٌ وَمِنَ الرُّفَاتِ جِيرَانٌ فَهُمْ

مٹی کے کفن اور بوسیدہ ہڈیوں کے وہ پڑوسی قرار دیے گئے ہیں یہ

جِيرَةٌ لَا يُجِيبُونَ دَاعِيًا وَلَا يَمْنَعُونَ ضَيْمًا وَلَا يُبَالُونَ

نہ تو کسی پکارنے والے کو جواب دیتے ہیں نہ کسی آفت کو دور کر سکتے ہیں اور نہ کسی نوحہ و زاری

مَنْدَبَةً[1] إِنْ جِيدُوا لَمْ يَفْرَحُوا وَإِنْ قُحِطُوا لَمْ يَقْنَطُوا

کی پرواہ کرتے ہیں اگر (ابر کے چھینٹے عطا سے) ان پر پانی برسایا جاتا ہے تو خوش نہیں ہوتے اور اگر بارش کے چھینٹوں سے انہیں محروم کر دیا جاتا ہے تو مایوس

جَمِيعٌ وَهُمْ آحَادٌ وَجِيرَةٌ وَهُمْ أَبْعَادٌ مُتَدَانُونَ لَا

نہیں ہوتے یہ علیحدہ علیحدہ ہو چکے باوجود اکٹھا پڑوسی ہونگے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں نزدیک ہیں

يَتَزَاوَرُونَ وَقَرِيبُونَ لَا يَتَقَارَبُونَ حُلَمَاءُ قَدْ ذَهَبَتْ

مگر ایک دوسرے کی ملاقات نہیں کرتے قریب ہیں لیکن اپنے کو قریب نہیں سمجھتے وہ بردبار ہیں جنکی عداوتیں ختم ہو چکیں

أَضْغَانُهُمْ وَجُهَلَاءُ قَدْ مَاتَتْ أَحْقَادُهُمْ لَا يُخْشَى

اور وہ بے خبر ہیں جن کے کینے مردہ ہو چکے ہیں اب نہ ان کی ایذا رسانی کا خوف کیا جاتا

فَجْعُهُمْ وَلَا يُرْجَى دَفْعُهُمْ اسْتَبْدَلُوا بِظَهْرِ الْأَرْضِ

اور نہ اُنکی مدافعت کی امید کی جاتی ہے انہوں نے زمین کی پشت سے

بَطْنًا وَبِالسَّعَةِ ضِيقًا وَبِالْأَهْلِ غُرْبَةً وَبِالنُّورِ ظُلْمَةً[2]

اس کے شکم کو کشادگی سے تنگی کو اہل و عیال سے غربت و تنہائی کو اور نور سے تاریکی کو بدل لیا

---

ـ۱ قبر میں میت کی جو حالت ہوگی اسکی تصویر کشی کرنے کیلئے اس سے بہتر الفاظ دستیاب نہیں ہو سکتے ولا یبالون مندبۃ بموت سے غم و الم سے اثر پذیر ہونے کی استعداد ان سے چھین لی گئی ہے اور اب انکی یہ حالت ہے کہ قحط کی ہولناک تباہیوں سے نہ ان کے دل سہم جاتے ہیں نہ مایوس ہو کر بیٹھتے ہیں نہ ابر کی پیہم بارشوں اور برستے ہوئے بادلوں کے پیہم چھینٹوں سے ان پر خوشی کے آثار مترتب ہوتے ہیں۔ ۱۲

ـ۲ عالم کی جس بے رنگی کو اس خطبہ میں تذکرہ فرمایا گیا ہے ممکن ہے کہ اردو کے ان اشعار سے اسکی کچھ ترجمانی ہو سکے۔

اک حال پر قرار نہیں ہے جہاں کو
گردش ہمیشہ رہتی ہے اس آسماں کو
جو آج بیٹھا ان ہے کل ناتواں ہے
جو شکوہ تند تھے سو بیجان ہے
کوئی بچا نہیں گزرتے دیکھیں اٹھے
جشم و چراغ وقت تھی باغ و بہار
کیا کہئے حال اسکی کمی ہے سحرا کو
رکھا نہ کچھ صبا نے اثر بھی غبار کا

فَجَاؤُوهَا كَمَا فَارَقُوهَا حُفَاةً عُرَاةً قَدْ ظَعَنُوا عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ

اور جس طرح اسکو چھوڑا تھا اسی طرح پھر اسکے پاس پابرہنہ لباس اتارے ہوئے آ گئے اور اس (کی) ذاتی زندگی سے اپنے اعمال کیسا تھ

إِلَى الْحَيَاةِ الدَّائِمَةِ وَالدَّارِ الْبَاقِيَةِ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ

(آخرت کی) دائمی زندگی اور (جنت کے) جاوداں گھر کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے جس طرح

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ

انکو ابتدائے خلقت میں پیدا کیا تھا اسی طرح انھیں دوبارہ پھر لوٹائیں گے یہ ہمارا یقینی وعدہ ہے اور ہم ایسا کرتے رہیں گے

## خطبہ ۱۱۵

اس میں حضرت نے ملک الموت اور اسکے قبض روح کا تذکرہ فرمایا ہے

هَلْ تُحِسُّ بِهِ إِذَا دَخَلَ مَنْزِلًا أَمْ هَلْ تَرَاهُ إِذَا تَوَفَّى

کیا جب موت کا فرشتہ جب کسی مکان میں داخل ہوتا ہے تو تم اسکا احساس کرتے اور جب کسی ایک کو قبض روح کرتا ہے تو تم اسے

أَحَدًا بَلْ كَيْفَ يَتَوَفَّى الْجَنِينَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَيَلِجُ عَلَيْهِ

دیکھتے ہو (نہیں) بلکہ (انتہائی تعجب یہ ہے کہ) وہ بچہ کی روح کو اسکی ماں کے پیٹ میں کیونکر قبض کرتا ہے کیا وہ اس پر اسکے کسی

مِنْ بَعْضِ جَوَارِحِهَا أَمِ الرُّوحُ أَجَابَتْهُ بِإِذْنِ رَبِّهَا أَمْ هُوَ

حصہ جسم (کی راہ) سے وارد ہو جاتا ہے یا روح اپنے پروردگار کی اجازت سے خود ہی اسکی آواز پر لبیک کہتی ہوئی باہر نکل آتی ہے

سَاكِنٌ مَعَهُ فِي أَحْشَائِهَا كَيْفَ يَصِفُ إِلَٰهَهُ مَنْ يَعْجَزُ عَنْ

یا یہ کہ اسکے اندرونی اعضا میں بچے کے پہلو بہ پہلو ٹھیرا رہتا ہے خود ہی انصاف کرو کہ وہ شخص اپنے خدا کے اوصاف کیونکر بیان کر سکتا ہے جو

صِفَةِ مَخْلُوقٍ مِثْلِهِ

اپنے ہی جیسے ایک مخلوق کا وصف کرنے سے عاجز ہو

## خطبہ ۱۱۶

اس میں دنیا کی بے ثباتی اور اس کی برائیوں کا ذکر فرمایا گیا ہے

وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ وَلَيْسَتْ بِدَارِ

میں تمھیں دنیا سے ڈراتا ہوں کیونکہ وہ فانی قیام گاہ اور جستجوئے آب و گیاہ کے ناقابل منزل ہے یہ

نُجْعَةٍ قَدْ تَزَيَّنَتْ بِغُرُورِهَا وَغَرَّتْ بِزِينَتِهَا هَانَتْ

اپنے فریب (کے زیور) سے آراستہ ہے اور اپنی (ظاہری) آرائش سے دھوکہ دیتی ہے اور اپنے خالق کی

ا صاحب درۂ نجفیہ تحریر فرماتے ہیں کہ احادیث و اخبار معصومین علیہم السلام کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ موت روح و بدن کے باہمی ارتباط کے قطع ہو جانے اور ان دونوں کی باہمی ترکیب سے جو نظام قائم ہوتا ہے اسکے منقطع و متغیر ہو جانے کا نام ہے لیکن اس قطع تعلق کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح اس کے بعد باقی ہی نہیں رہتی کیونکہ یہ مسلم ہے کہ روح اس مفارقت کے بعد بھی باقی رہتی ہے صرف اس کے تصرفات جسم سے منقطع ہو جاتے ہیں اور وہ اس رونما ہونے والے انقلاب کے صرف ان چیزوں کا احساس و ادراک کرنے سے مجبور و معطل ہو جاتی ہے جن کے ادراک کے لئے ذریعہ و واسطہ کا ہونا ناگزیر ہے اور اس حالت کا تقاضا اس وقت تک رہتا ہے جب تک یہ بدن کے ساتھ دوبارہ نہ ملا دی جائے رہ گئے وہ امور جنکے ادراک کیلئے کسی ذریعہ و واسطہ کی محتاج نہیں بلکہ بلا واسطہ انکا ادراک کرتی ہے تو انکے ادراک سے یہ اس ترک تعلق کے بعد مجبور نہیں ہوتی واما ملک الموت فالظاہر انہ عبارۃ عن الرقیب المتولی لا وخیبۃ صورۃ العدم علی اعضاء ھذا البدن ولحال مفارقۃ النفس ثم لما کانت النفس البشریۃ انما تدرک المجردات مادامت فی ھذا العالم تستثبتھا فان تسبقی القوۃ المتخیلۃ معھا فتحاکی ما کان محبوبا منھا بالنفس مستبشرا بلقائہ بصورۃ بھیۃ کصورۃ فی صورۃ الجبرئیل ودحیۃ الکلبی وما کان مستکرھا لخوفا منفورا من لقائہ بصورۃ ھائلۃ لاجرم اختلفت رویۃ الناس لملک الموت فمنھم من یراہ فی صورۃ بھیۃ وھم المستبشرون بلقاء اللہ الذین قلت رغبتھم فی الدنیا ورضوا بالموت ومیلوا الی لقاء محبوبھم الخ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ملک الموت اس روح کا نام ہے جو بدن انسانی کے اعضا و جوارح پر فنا کے آثار طاری کرتی اور ان سے نفس و روح کے جدا ہو جانے کا سبب بنتی ہے چونکہ نفوس بشری مفارقات کا ادراک کرتے رہتے ہیں اس لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہیں سے جو مجردات نفس کو محبوب ہوتے ہیں اگر وہ اپنے متخیلہ کی نگاہ سے حسین و خوبصورت اور جو کہ وہ ناپسندیدہ ہوتی ہیں اگر وہ بھیانک شکلوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ ۲ ۔ قلعہ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو باقی اور پائیدار نہ ہو ۔ ۱۲

عَلٰی رَبِّهَا فَخَلَطَ حَلَالَهَا بِحَرَامِهَا وَخَيْرَهَا بِشَرِّهَا وَحَيَاتَهَا

نظر میں بہت ہی مشتبہ اور بے حقیقت ہے اور اس نے اس کے حلال کو حرام نیکی کو بدی

بِمَوْتِهَا وَحُلْوَهَا بِمُرِّهَا لَمْ يُصْفِهَا اللّٰهُ تَعَالٰی لِاَوْلِيَائِهٖ

زندگی کو موت اور شیریں کو تلخ سے خلط کر دیا ہے اور اسے نہ تو اپنے برگزیدہ بندوں کیلئے پسند فرمایا ہے

وَلَمْ يَضِنَّ بِهَا عَلٰی اَعْدَائِهٖ خَيْرُهَا زَهِيْدٌ وَشَرُّهَا

اور نہ اسکی بخشش سے ساتھ دشمنوں پر روک تھام کی ہے اس کی اچھائی کم اور

عَتِيْدٌ وَجَمْعُهَا يَنْفَدُ وَمُلْكُهَا يُسْلَبُ وَعَامِرُهَا

برائی رسا سامنے موجود ہے اسکے جمع کئے ہوئے سرمایہ ختم ہو جائیں گے اسکی شاہی چھن جائیگی اور اسکے آباد گھر

يَخْرَبُ فَمَا خَيْرُ دَارٍ تُنْقَضُ نَقْضَ الْبِنَاءِ وَعُمُرٍ يَفْنٰی

ویران ہو جائیں گے بھلا اس گھر کی اچھائی ہی کیا جو بودی عمارت کی طرح ٹوٹ جائے اس عمر کی خوبی ہی کیا جو زاد راہ

فِيْهَا فَنَاءَ الزَّادِ وَمُدَّةٍ تَنْقَطِعُ انْقِطَاعَ السَّيْرِ اِجْعَلُوْا مَا

کے مانند تمام اور اس مدت کی خوبی ہی کیا جو سفر کے تمام ہو جانے کی طرح تمام ہو جائے

افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِكُمْ وَاسْاَلُوْهُ مِنْ اَدَاءِ

اللہ نے جو چیزیں تم پر فرض کر دی ہیں انھیں کو اپنا مقصود قرار دو اور تم سے اپنے جس حق کی ادائگی کا سوال کیا ہے

حَقِّهٖ مَا سَاَلَكُمْ وَاَسْمِعُوْا دَعْوَةَ الْمَوْتِ اٰذَانَكُمْ قَبْلَ

اسی پر اس سے (مدد) مانگو اپنے کانوں سے موت کی آواز سن لو قبل اس کے کہ تمہیں پکارا

اَنْ يُّدْعٰی بِكُمْ اِنَّ الزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا تَبْكِيْ قُلُوْبُهُمْ

جائے دنیا میں جو ارباب زہد ہیں ان کے دل روتے ہیں اگرچہ وہ بظاہر ہنستے ہیں

وَاِنْ ضَحِكُوْا وَيَشْتَدُّ حُزْنُهُمْ وَاِنْ فَرِحُوْا وَيَكْثُرُ

اور انکا رنج بہت زیادہ ہوتا ہے اگرچہ وہ دیکھنے میں خوش ہوتے ہیں اپنے نفسوں کے

مَقْتُهُمْ اَنْفُسَهُمْ وَاِنِ اغْتُبِطُوْا بِمَا رُزِقُوْا قَدْ غَابَ عَنْ

بے انکی دشمنی بہت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ لوگ ان چیزوں پر غبطہ کرتے ہیں جو انھیں خدا کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہیں اے گم

قُلُوْبِكُمْ ذِكْرُ الْاٰجَالِ وَحَضَرَتْكُمْ كَوَاذِبُ الْاٰمَالِ

کیا ہے، موتوں کی یاد تمہارے دلوں سے غائب ہے اور جھوٹی آرزوئیں تمہارے پاس موجود ہیں دنیا آخرت

فَصَارَتِ الدُّنْيَا اَمْلَكَ بِكُمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَالْعَاجِلَةُ

سے زیادہ تمہاری مالک بن گئی ہے اور فانی مدت اس باقی مدت سے بڑھ چڑھ کر تمہیں اپنے

اَذْهَبَ بِكُمْ مِنَ الْاٰجِلَةِ وَاِنَّمَا اَنْتُمْ اِخْوَانٌ عَلٰی دِيْنِ اللّٰهِ

پہلو کھینچ رہی ہے حالانکہ تم خدا کے دین پر (ہونے کی وجہ سے) آپس میں بھائی بھائی

لہ اس مضمون کو کسی فارسی کے شاعر نے نظم [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۲
لہ اس سے مراد وہ آرزوئیں اور تمنائیں ہیں جنکا پانا انسان کیلئے ناممکن ہو ۱۲
لہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک [illegible] بھائی کو [illegible] اور [illegible] عداوتیں اور اختلاف ناپسندیدہ ہے ۱۲

مَا فَرَّقَ بَيْنَكُمْ إِلَّا خُبْثُ السَّرَائِرِ وَسُوءُ الضَّمَائِرِ فَلَا

تم صرف دلوں کی ناپاکی اور ضمیروں کی بدلی نے تمہیں پراگندہ بنا دیا ہے جس کی وجہ سے نہ تم

تَوَازَرُونَ وَلَا تَنَاصَحُونَ وَلَا تَبَاذَلُونَ وَلَا تَوَادُّونَ

ایک دوسرے کا بوجھ اٹھاتے ہو نہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے نہ باہم ضرورت کی چیزیں ان کا تبادلہ اور محبت کا برتاؤ کرتے ہو

مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُونَ بِالْيَسِيرِ مِنَ الدُّنْيَا تُمَلِّكُونَهُ وَلَا

یہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم دنیا کی جن معمولی چیزوں کے مالک ہو ان سے خوش ہوتے ہو اور

يَحْزُنُكُمُ الْكَثِيرُ مِنَ الْآخِرَةِ تُحْرَمُونَهُ وَيُقْلِقُكُمُ

آخرت کی وہ کثیر نعمتیں جن سے محروم کر دئے گئے ہو وہ تمہیں غمگین نہیں بناتیں دنیا کی جو

الْيَسِيرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوتُكُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ فِي

حقیر چیزیں جب تم سے گم ہو جاتی ہیں تو تمہیں دکھ دیتی ہیں تاینکہ اس کا اثر تمہارے چہروں تک سے

وُجُوهِكُمْ وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا زُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمْ كَأَنَّهَا

ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی جو چیزیں تم سے روک لی گئی ہیں (انہیں) تمہارے صبر کی کمی (ظاہر) ہوتی ہے جیسے کہ

دَارُ مُقَامِكُمْ وَكَأَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ وَمَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ

(دنیا) تمہاری سکونت کا گھر ہے اور اس کا سامان تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور تم سے کسی ایک کو اس بات

أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَيْبِهِ إِلَّا مَخَافَةُ أَنْ

سے کہ وہ اپنے کسی بھائی کا مقابلہ اس عیب (کے اظہار) کے ساتھ کرے جس سے کہ وہ خوف کرتا ہو بجز اسکے اور کوئی بات نہیں روکتی

يَسْتَقْبِلَهُ بِمِثْلِهِ قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلَى رَفْضِ الْآجِلِ

کہ وہ بھی اسکا استقبال ایسی ہی طرح کرے گا افسوس ہے کہ تم نے آخرت کو چھوڑنے اور دنیا کے ساتھ

وَحُبِّ الْعَاجِلِ وَصَارَ دِينُ أَحَدِكُمْ لُعْقَةً عَلَى لِسَانِهِ

محبت کرنے میں باہم صلح کر رکھی ہے اور تم میں سے (ہر) ایک کا دین اس کی زبان پر لعقہ ہے اور تم اس شخص

صَنِيعَ مَنْ قَدْ فَرَغَ عَنْ عَمَلِهِ وَأَحْرَزَ رِضَا سَيِّدِهِ

جیسے کام کر رہے ہو جو عمل سے بے نیاز ہو گیا ہو اور جس نے (اپنے خیال میں) اپنے آقا کی رضا حاصل کر لی ہو

## خطبہ ١١٧

اس میں حضرت نے پرہیزگاری کا شوق اور دنیا سے نفرت دلائی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ الْحَمْدَ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ

حمد اس خدا ہی کیلئے سزاوار ہے جو حمد کو نعمتوں اور نعمتوں کو شکر سے پیوستہ قرار دینے والا ہے

ل‍ه اللہ نے حمد کو نعمتوں اور نعمتوں کو شکر سے پیوستہ قرار دیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس نے نعمتوں کے مقابلہ میں حمد کو فرض و واجب قرار دیکر جس طرح حمد و نعمت کے مابین ایک قسم کا وصل و ارتباط پیدا کر دیا ہے اسی طرح یہ وعدہ فرما کر لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا شکر و نعمت کے درمیان بھی پیوستگی قرار دیدی ہے ۱۲ -

نَحْمَدُهُ عَلَى آلَائِهِ كَمَا نَحْمَدُهُ عَلَى بَلَائِهِ وَنَسْتَعِينُهُ

ہم اسکی نعمتوں پر اسی طرح اس کی حمد کرتے جس طرح اس کی آزمائش پر حمد کرتے ہیں اور اس سے

عَلَى هَذِهِ النُّفُوسِ الْبِطَاءِ عَمَّا أُمِرَتْ بِهِ السِّرَاعِ إِلَى

ان نفوس (کا مقابلہ کرنے) پر مدد مانگتے ہیں جو جن چیزوں کے ساتھ مامور ہیں انکے بجا لانے میں سستی کرنے اور جن

مَا نُهِيَتْ عَنْهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ مِمَّا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ وَ

چیزوں سے انھیں باز رکھا گیا ہے انکی جانب تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں اور اس سے ان گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں جنکو اسکا علم گھیرے

أَحْصَاهُ كِتَابُهُ عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ وَكِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ وَ

اور اسکی کتاب (لوح محفوظ) شمار کر چکی ہے (ایسا اسکا) علم وہ ہے جو احاطہ اشیاء سے عاجز نہیں اور کتاب وہ ہے جو چھوٹے بڑے کسی عمل کو

نُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ عَايَنَ الْغُيُوبَ وَوَقَفَ عَلَى الْمَوْعُودِ

چھوڑنے والی نہیں اور ہم اس پر اس شخص جیسا ایمان رکھتے ہیں جو غیب کی چیزوں کا مشاہدہ کر چکا ہو اور وعدہ کی ہوئی شے (قیامت) پر مطلع ہو

إِيمَاناً نَفَى إِخْلَاصُهُ الشِّرْكَ وَيَقِينُهُ الشَّكَّ وَنَشْهَدُ أَنْ

ایمان بھی وہ جس کا اخلاص شرک کو اور یقین شک و شبہہ کو (دل سے) زائل کر چکا ہو اور ہم گواہی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ

دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی قابل پرستش معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں

وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَيْنِ

اور محمد اس کے بندہ (خاص) اور رسول ہیں وہ اُن پر اور انکے اہلبیت پر ہمیشہ رحمت و سلامتی نازل فرماتا رہے

تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ [1] وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ لَا يَخِفُّ مِيزَانٌ

یہی دونوں گواہیاں قول کو اونچا بناتی اور عمل کو سربلند کرتی ہیں جس ترازو میں یہ دونوں گواہیاں

تُوضَعَانِ فِيهِ وَلَا يَثْقُلُ مِيزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ

رکھ دی جائیں وہ سبک نہیں ہو سکتی اور جس سے یہ دونوں اٹھا لی جائیں وہ بھاری نہیں ہو سکتی

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّتِي هِيَ الزَّادُ

بندگان خدا میں تمھیں اس پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں جو زاد آخرت کا توشہ ہے اور اسی سے پناہ نصیب ہوگی

وَبِهَا الْمَعَادُ زَادٌ مُبْلِغٌ وَمَعَادٌ مُنْجِحٌ دَعَا إِلَيْهَا أَسْمَعُ دَاعٍ

یہ توشہ منزل مقصود تک پہنچانیوالا اور یہ پناہ (عذاب سے) رہائی دینے والی ہے اسی پرہیزگاری کی طرف بہترین

وَوَعَاهَا خَيْرُ وَاعٍ فَأَسْمَعَ دَاعِيهَا وَفَازَ وَاعِيهَا

دعوت دینے والے نے دعوت دی اور بہترین یاد رکھنے والے نے اسے یاد رکھا پس دعوت دینے والے (رسول) نے سب کچھ سنا دیا اور

عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ تَقْوَى اللَّهِ حَمَتْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ مَحَارِمَهُ

اسکا یاد رکھنے والا کامیاب ہو گیا بندگان خدا پرہیزگاری ہی وہ صفت ہے جسنے دوستداران خدا کو انکے محرمات سے بچایا

[1] تصعدان کے بجائے بعض روایات میں تسعدان بھی وارد ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں گواہیاں قرار بالاسلام کے بازو کو قوی بنانے والی ہیں۔ ۱۲

وَأَلْزَمَتْ قُلُوبَهُمْ مَخَافَتَهُ حَتّٰى أَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ

اور خوف و خشیت کو انکے دلوں کیلئے لازم بنا دیا یہاں تک کہ ان کی راتوں کو (عبادت کے لئے)

وَأَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ فَأَخَذُوا الرَّاحَةَ بِالنَّصَبِ

اور انکے دنوں کو (روزے کے ساتھ) مقرر کر دیا۔ اور انھوں نے تعب عبادت سے راحت

وَالرِّيَّ بِالظَّمَاءِ وَاسْتَقْرَبُوا الْأَجَلَ فَبَادَرُوا الْعَمَلَ

اور تشنگی صوم سے سیرابی حاصل کی انھوں نے اپنی موت کو نزدیک سمجھا تو عمل کرتے ہیں

وَكَذَّبُوا الْأَمَلَ فَلَاحَظُوا الْأَجَلَ ثُمَّ إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ

جلدی کی اور دنیا کی ہر) امید کو جھٹلایا تو دیدہ دل سے موت کو دیکھ لیا پھر (سن لو) کہ یہ عالم

فَنَاءٍ وَعَنَاءٍ وَغِيَرٍ وَعِبَرٍ فَمِنَ الْفَنَاءِ أَنَّ الدَّهْرَ

بے ثباتی و رنج انقلابوں اور عبرتوں کا گھر ہے پس بے ثباتی کی (واضح دلیل) یہ ہے کہ

مُوتِرٌ قَوْسَهُ لَا تُخْطِئُ سِهَامُهُ وَلَا تُؤْسٰى جِرَاحُهُ

وہ اپنی کمان کا چلہ چڑھانے والا ہے جس کے تیر کبھی نشانہ سے ہٹتے ہیں نہ اسکے (لگائے ہوئے) زخموں کی دوا ہو سکتی ہے

يَرْمِي الْحَيَّ بِالْمَوْتِ وَالصَّحِيحَ بِالسَّقَمِ وَالنَّاجِيَ

یہ (ہر) زندہ پر موت (ہر) صحیح پر بیماری اور نجات یافتہ

بِالْعَطَبِ آكِلٌ لَا يَشْبَعُ وَشَارِبٌ لَا يَنْقَعُ وَمِنَ الْعَنَاءِ

پر ہلاکت و گرفتاری کے تیر چلاتا ہے کھانے والا ہے جو کبھی سیر اور وہ پینے والا ہے جو کبھی سیراب نہیں ہوتا اور

أَنَّ الْمَرْءَ يَجْمَعُ مَا لَا يَأْكُلُ وَيَبْنِي مَا لَا يَسْكُنُ ثُمَّ

اسکے رنج و شدائد کے (ثبوتوں میں) سے واضح ثبوت یہ کہ انسان ان چیزوں میں جمع کرتا ہے جنھیں کھاتا نہیں اور وہ (مکانات) بناتا ہے

يَخْرُجُ إِلَى اللهِ لَا مَالًا حَمَلَ وَلَا بِنَاءً نَقَلَ وَمِنْ

جنہیں ٹھہرتا نہیں پھر جب یہ خدا کی طرف (جانے کے لئے) نکلتا ہے تو نہ کسی مال کو بار کرتا اور نہ کسی عمارت کو نقل کرتا ہے

غِيَرِهَا أَنَّكَ تَرَى الْمَرْحُومَ مَغْبُوطًا وَالْمَغْبُوطَ

اور اسکے نمایاں تغیرات میں سے یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ جو قابل رحم فقیر تھا وہ قابل غبطہ دولتمند ہوا اور کل جو قابل غبطہ دولتمند

مَرْحُومًا لَيْسَ ذٰلِكَ إِلَّا نَعِيمًا زَلَّ وَبُؤْسًا نَزَلَ

تھا آج وہ قابل رحم فقیر ہے۔ اور سبب کہ اس دولت کا نتیجہ ہے جو چلی گئی اور اس شدت کا نتیجہ ہے جو وارد ہو گئی

وَمِنْ عِبَرِهَا أَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلٰى أَمَلِهِ فَيَقْتَطِعُهُ

اور اسکی (ناقابل انکار) عبرتوں میں سے یہ ہے کہ انسان جب اپنی آرزوؤں سے قریب ہوتا ہے تو اسکی موت کی

حُضُورُ أَجَلِهِ فَلَا أَمَلٌ يُدْرَكُ وَلَا مُؤَمَّلٌ يُتْرَكُ

آمد اس (کے رشتہ) کو کاٹ دیتی ہے اور اس وقت نہ کوئی امید کی ہوئی چیز ملتی ہے اور نہ امید کرنے والا (زندہ) چھوڑا

له راحت سے راحت اخروی اور سیرابی سے کوثر و تسنیم کی سیرابی مراد ہے ۱۲-۱۲

فَسُبْحَانَ اللهِ مَا أَغَرَّ سُرُورَهَا وَ أَظْمَأَ رِيَّهَا وَأَضْحَى

جاتا ہے سبحان اللہ اسکی شادمانی کتنی فریب دہ اسکی سیرابی کسقدر خراب ظہور سے) پیاسا بنا ہوا اور اسکا سایہ کتنا رعذابکہ

فَيْئَهَا لَا جَاءٍ يُرَدُّ وَلَا مَاضٍ يَرْتَدُّ فَسُبْحَانَ اللهِ مَا أَقْرَبَ

دھوپ کے اوپر ہے (کہیں) نہ آنیوالی (موت) پلٹائی جاسکتی ہے نہ گیا ہوا (وقت) لوٹ سکتا ہے سبحان اللہ

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لِلَحَاقِهِ بِهِ وَأَبْعَدَ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

اسکا سن ہے زندہ بحیات کو موت اس سے ملحق ہو جانے کیوجہ سے میت سے کتنا قریب تر اور مرنیوالے کو صاحب حیات سے

لِانْقِطَاعِهِ عَنْهُ

جدا ہو جانے کی وجہ سے اس سے کتنا دور تر بنادیا ہے

إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِشَرٍّ مِنَ الشَّرِّ إِلَّا عِقَابُهُ وَلَيْسَ شَيْءٌ

بیشک کوئی چیز بجز اس کے عذاب کے بدسے بدتر اور کوئی شے

بِخَيْرٍ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا ثَوَابُهُ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهُ

بجز اسکے ثواب کے بہتر سے بہتر نہیں دنیا کی ہر چیز کا سننا اس کے

أَعْظَمُ مِنْ عِيَانِهِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْآخِرَةِ عِيَانُهُ أَعْظَمُ

دیکھنے سے زیادہ عظیم اور آخرت کی ہر چیز کا دیدار اس کے

مِنْ سَمَاعِهِ فَلْيَكْفِكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ وَمِنَ الْغَيْبِ

سننے سے زیادہ بزرگ تر ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آخرت کی چیزیں دیکھنے سے انکا سننا اور غیب (کھوج لگانے) سے

الْخَبَرُ وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا نَقَصَ مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْآخِرَةِ

اسکی خبریں بے نیاز بنائے۔ جان رکھو کہ جو چیزیں دنیا میں کم اور آخرت میں زیادہ ہوتی ہیں وہ ان

خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ فِي الْآخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا فَكَمْ مِنْ

چیزوں سے (کہیں) بہتر ہیں جو آخرت میں کم اور دنیا میں زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ

مَنْقُوصٍ رَابِحٍ وَمَزِيدٍ خَاسِرٍ إِنَّ الَّذِي أُمِرْتُمْ بِهِ

بہت سی کم چیزیں نفع بخش اور زیادہ چیزیں گھاٹے میں ہیں بلاشبہ جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے

أَوْسَعُ مِنَ الَّذِي نُهِيتُمْ عَنْهُ وَمَا أُحِلَّ لَكُمْ أَكْثَرُ

وہ ان سے زیادہ گنجائش رکھنے والی ہیں جن سے کہ تمہیں روکا گیا ہے اور جو چیزیں تمہارے لئے حلال قرار دیدی گئی ہیں

مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ فَذَرُوا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ وَمَا ضَاقَ

وہ اس سے زیادہ ہیں جنھیں تمہارے اوپر حرام کر دیا گیا ہے تو کم کو زیادہ کے لئے اور تنگ کو کشادہ

لِمَا اتَّسَعَ قَدْ تَكَفَّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ وَأُمِرْتُمْ بِالْعَمَلِ

زندگی کیلئے چھوڑ دو اللہ نے تمہارے لئے روزی کی ضمانت کی ہے اور تمہیں اسکی طرف سے عمل کا حکم دیا گیا ہے

ؕ حضرت کے اس کلام میں مامور بہ کا لفظ واجب و مستحب کیساتھ ساتھ مباح کو بھی داخل ہے کیونکہ علم اصول کی سیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصولیین نے مباح کو بھی مامور بہ کے حدود میں داخل قرار دیا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مباح پر مامور بہ کا اطلاق علی سبیل التغلیب ہو ۱۲

فَلَا يَكُونَنَّ الْمَضْمُونُ لَكُمْ طَلَبُهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنَ الْمَفْرُوضِ

تو دیکھو جس چیز کی تمہارے لئے ضمانت کر لی گئی ہے اس کی طلب تمہارے واسطے اس چیز سے

عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ مَعَ أَنَّهُ وَاللهِ لَقَدِ اعْتَرَضَ الشَّكُّ وَدَخِلَ

زیادہ اہمیت نہ اختیار کرے جسکا عمل تم پر فرض ہے مگر با اینہمہ خدا کی قسم شک سامنے آگیا اور یقین فساد کی منزل قرار

الْيَقِينُ حَتَّى كَأَنَّ الَّذِي ضُمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ

پا گیا ہے تا اینکہ نوبت بانیجا رسید کہ جن چیزوں کی تمہارے لئے ضمانت کر لی گئی ہے وہ گویا تمہارے اوپر واجب بن گئی ہیں

وَكَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ قَدْ وُضِعَ عَنْكُمْ فَبَادِرُوا

اور جو چیزیں تمہارے اوپر فرض کر دی گئی ہیں وہ گویا تم سے ہٹالی گئی ہیں تو عمل کی جانب تیزی سے

الْعَمَلَ وَخَافُوا بَغْتَةَ الْأَجَلِ فَإِنَّهُ لَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ

بڑھو اور موت کے دفعۃً آنے سے خوف کرو کیونکہ گئی گذری ہوئی عمر کے لوٹنے کی ویسی امید نہیں جیسی کہ گئی ہوئی روزی کے پلٹنے کی امید

الْعُمُرِ مَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ مَا فَاتَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِيَ

کیجاتی ہے سو جو روزی آج فوت ہوگئی ہے کل اسکی زیادتی کی امید ہے اور کل جو زندگی ہاتھ سے جاتی رہی ہے

غَدًا زِيَادَتُهُ وَمَا فَاتَ أَمْسِ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ

آج اس کے پلٹنے کی کوئی امید نہیں (دنیا بریں تو عجب) آنیوالی روزی کی امید ہے لیکن گذری ہوئی عمر کے پلٹنے کی

الرَّجَاءُ مَعَ الْجَائِي وَالْيَأْسُ مَعَ الْمَاضِي فَاتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ

کوئی امید نہیں تو خدا سے جو ڈرنے کا حق ہے اس طرح اس سے ڈرو اور ہرگز موت سے بغلگیر نہ ہو مگر اسی وقت

وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

جبکہ تم اسلامی تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہو

## خطبہ ١١٨

### جسمیں آپنے نزول باران کی دعا فرمائی ہے

اَللّٰهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا وَهَامَتْ

بار الہا ہمارے پہاڑ خشک ہماری زمین غبار آلود ہمارے چوپائے

دَوَابُّنَا وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالَى

پیاسے ہیں اور اپنے آرام کرنیکی جگہوں میں سرگرداں اور جس طرح پسر مردہ عورتیں فریاد کرتی ہیں اور طرح

عَلَى أَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ التَّرَدُّدَ فِي مَرَاتِعِهَا وَالْحَنِينَ إِلَى

فریاد کر رہے ہیں اور چراگاہوں میں بار بار آنے جانے اور پانی پینے کی جگہوں کے اشتیاق کیوجہ سے ملول ہیں

---

له استسقاء کے معنے لغت میں طلب سیرابی کے ہیں شرعی حیثیت سے قحط سالی کے موقع پر مستحب قرار دیا گیا ہے کہ طلب باران کیلئے لوگ پاپیادہ صحرا میں آئیں اور پروردگار عالم سے خلوص دل کیساتھ دعا کریں اسکو ادنیٰ درجہ معمولی قحط سالی کے موقع پر دعا ہے جسکی صورت یہ ہے کہ نماز عید کیطرح دو رکعتیں دو خطبوں کے ساتھ بجالائے اور قنوت میں بجائے امور کے تذکرہ کے اپنی قحط سالی کی تکلیفوں کا تذکرہ کرکے نزول باراں کی دعا کرے اس محل پر بعض فقہا نے اس امر کو بھی مستحب قرار دیا ہے کہ انسانوں کی طرح چوپایوں کو بھی صحرا میں لانا چاہئے اور سلسلہ باراں کے منقطع ہو جانے اور آب و گیاہ کی کمیابی نے جانوروں میں جو اثرات پیدا کر دئے ہیں انکی ترجمانی کرتے ہوئے نزول باراں کی خواہش کیجائے حضرت نے اپنے کلام میں اس چیز کو ملحوظ رکھا ہے چنانچہ استسقاء کی جو دعا فرمائی گئی ہے اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ بار الہا آب باران کے کرم گستر و خیر و نجی اگر تو نے ہمکو ہماری بداعمالیوں کی بنا پر محروم فرما دیا ہے تو ان بیچارے تباہ حال اور ناکردہ گناہ چوپایوں نے کیا کیا ہے انپر رحم فرما اور ہماری بد عملیوں کی وجہ سے انھیں محل مواخذہ نہ قرار دے ۔ ١٢

٢ه اسکے معنے یہ ہیں کہ ہمارے پہاڑ خشک سالی کیوجہ سے شگافتہ ہو گئے ہیں نیز اس کا یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ خشک ہو گئے ہیں جیسے کہ کپڑا جب خشک ہو جاتا ہے تو اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ انصاح ثوب یعنے اس کی تری دور ہو گئی ۔ ١٢

مَوَارِدِهَا اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ اَنِيْنَ الْاٰنَّةِ وَحَنِيْنَ الْحَانَّةِ

تو پروردگارا (ان) فریادی چوپایوں کی فریاد اور ان آہ وزاری کرنیوالے (مشتاق) اونٹوں (کی) اشتیاق آہ وزاری پر رحم فرما

اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ حَيْرَتَهَا فِيْ مَذَاهِبِهَا وَاَنِيْنَهَا فِيْ مَوَالِجِهَا

اور راستوں میں انکی اور داخلہ کی جگہوں میں ان کی آہ وزاری پر ترس کھا

اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ

بار الہا ہم اپنے گھروں سے نکل کر تیری طرف (اس وقت) آئے ہیں جبکہ قحط سالی کے ناقے ہمارے اوپر

السِّنِيْنَ وَاَخْلَفَتْنَا مَخَائِلُ الْجُوْدِ فَكُنْتَ الرَّجَاءَ لِلْمُبْتَئِسِ

ہجوم کر رہے ہیں اور (تیرے) کرم کی بارشیں ساتھ چھوڑ چکی ہیں تو چونکہ (ہر) تباہ حال کی امید گاہ

وَالْبَلَاغَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوْكَ حِيْنَ قَنَطَ الْاَنَامُ وَمُنِعَ

اور (ہر) طالب کو اسکی منزل مقصود تک پہونچانیوالا ہے (اسلئے) ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں جبکہ ساری دنیا مایوس ہو چکی ہے

الْغَمَامُ وَهَلَكَ السَّوَامُ اَنْ لَا تُؤَاخِذَنَا بِاَعْمَالِنَا وَلَا

بادل (برسنے سے) رکے ہوئے ہیں اور چوپائے ہلاک ہو رہے ہیں کہ تو ہمارے اعمال کا ہم سے مواخذہ نہ کر

تَاْخُذَنَا بِذُنُوْبِنَا وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ

ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں عقاب نہ فرما اور اپنی رحمت کو تیز برسنے والی بارش

الْمُنْبَعِقِ وَالرَّبِيْعِ الْمُغْدِقِ وَالنَّبَاتِ الْمُوْنِقِ سَحًّا

فراوان بہار اور ہری بھری خوشنما گھاس کے ساتھ ہم پر کھول دے جبکہ وہ ابر اس تیزی سے برسنے والے شدید

وَابِلًا تُحْيِيْ بِهٖ مَا قَدْ مَاتَ وَتَرُدُّ بِهٖ مَا قَدْ فَاتَ اَللّٰهُمَّ

کی شکل میں امنڈ آئے جس سے تو مردہ زمینوں کو زندہ اور گئی ہوئی قوت نامیہ کو واپس کر دے بار الہا

سُقْيًا مِنْكَ مُحْيِيَةً مُرْوِيَةً تَامَّةً عَامَّةً طَيِّبَةً مُبَارَكَةً

تو اپنے کرم سے ہمیں اس بارش سے سیراب فرما جو زندہ کرنے والی سیراب بنانیوالی کامل ہمہ گیر پاکیزہ بابرکت

هَنِيْئَةً مَرِيْعَةً زَاكِيًا نَبْتُهَا ثَامِرًا فَرْعُهَا نَاضِرًا وَرَقُهَا

دلپسند اور بہار پوش ہو اس کے درخت پھلنے والے اس کی ٹہنیاں بارآور اور اس کے پتے سرسبز ہوں

تُنْعِشُ بِهَا الضَّعِيْفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْيِيْ بِهَا الْمَيِّتَ

اور اس سے اپنے کمزور بندوں کو طاقت اور بے جان شہروں کو

مِنْ بِلَادِكَ اَللّٰهُمَّ سُقْيًا مِنْكَ تُعْشِبُ بِهَا نِجَادُنَا

جان بخشدے بار الہا اپنی وسیع برکتوں

وَتَجْرِيْ بِهَا وِهَادُنَا وَتُخْصِبُ بِهَا جَنَابُنَا وَتُقْبِلُ

اور اپنی محتاج مخلوق اور قید نگہبانی سے آزاد وحشی

اس صفحہ میں جن الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے انہیں سے بعض اہم لفظوں کا ترجمہ یہ ہے کہ۔
حدابیر، حدبار کی جمع ہے حدبار اس ناقہ کو کہتے ہیں جو کثرت سفر سے لاغر ہو گیا ہو۔
مخائل مخیلہ کی جمع ہے مخیلہ ابر کو کہتے ہیں منبعق بہت زیادہ برسنے والا
مغدق، بروزن منعم اسکا مادہ غدق ہے جسکے معنی پانی کے ہیں
نجاد، نجد کی جمع ہے جو ابھری ہوئی زمین اور وہاد پست زمین کو کہتے ہیں
جہام اس ابر کو کہتے ہیں جو پانی سے خالی ہو۔ ۱۲

بِهَا ثِمَارُنَا وَ تَعِيشُ بِهَا مَوَاشِينَا وَ تَنْدَى بِهَا أَقَاصِينَا

جانوروں پر جو تیری رحمتیں ہیں ان کے واسطہ سے تو ہمیں اس پانی

وَتَسْتَعِينُ بِهَا ضَوَاحِينَا مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ وَعَطَايَاكَ

سے سیراب فرما جس سے ہماری بلند زمینوں کے کھیت بڑگیاہ ہماری پست زمینوں کے اندر نہریں رواں ہو جائیں

الْجَزِيلَةِ عَلَى بَرِيَّتِكَ الْمُرْمِلَةِ وَوَحْشِكَ الْمُهْمَلَةِ وَ

ہمارے شہروں کے اطراف اس سے سرسبز ہمارے میوے (پکنے لگیں) متوجہ ہمارے چوپایہ زندہ ہمارے بعید لوگ فیضیاب ہو جائیں

وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً مِدْرَاراً هَاطِلَةً يُدَافِعُ

اور ہمارے اطراف اس سے مدد حاصل کریں۔ اور ہمارے اوپر وہ مینھ نازل کر جو زمین کے ہیئتیں کو بھگو دینے والا تیز برسنے والا اور موسلا

الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقَ وَ يَحْفِزُ الْقَطْرُ مِنْهَا الْقَطْرَ غَيْرَ خُلَّبٍ

دھار ہو جسکی ایک بارش دوسرے کو دفع کر رہی ہو اور جسکی (پچھلی صف والی) بوندیں (اگلی صف والی) بوندوں کو دھکیل رہی ہوں

بَرْقُهَا وَ لَا جَهَامٍ عَارِضُهَا وَ لَا قَزَعٍ رَبَابُهَا وَ لَا شَفَّانٍ

نہ اسکی برق بے باران نہ اس کا وسیع ابر بے آب نہ اسکا سفیدہ بادل باریک مختصر اور نہ اسکے خوشگوار بارشیں

ذِهَابُهَا حَتَّى يُخْصِبَ لِإِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُونَ وَ يَحْيَى

ٹھنڈی ہواوں والے ہوں (کہ انسے پھلوں کو نقصان پہنچ جائے) تاکہ اسکی عطا کی ہوئی سرسبزی سے قحط زدہ خوشحال اور اسکی

بِبَرَكَتِهَا الْمُسْنِتُونَ فَإِنَّكَ تُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا

برکت سے خشک سالی کی تکلیفیں اٹھانیوالی مخلوق زندہ ہو جائے اور بیشک تو ہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہونیکے بعد بارش کو آسمان

قَنَطُوا وَ تَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَ أَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ

سے نازل فرماتا اور اپنی رحمت (کا دامن) پھیلاتا ہے اور لوگوں کے امور (رزق وغیرہ کا) متکفل اور سزاوار ستائش ہے

(قوله عليه السّلام) انصاحت جبالنا ای تشققت

(علامہ رضی فرماتے کہ حضرت کا یہ قول کہ انصاحت جبالنا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پہاڑ خشک

من المحول يقال انصاح الثوب اذا انشق ويقال ايضاً

سالی کیوجہ سے شگافتہ ہو گئے جیسا کہ جب کپڑا شگافتہ ہو جاتا ہے تو اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ انصاح الثوب اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

انصاح النبت وصاح وصوّح اذا جفّ ويبس وقوله

انصاح النبت یا صاح النبت وصوح النبت جبکہ گھانس سوکھ جاتی ہے (جسکی معنے یہ ہوے کہ انصاح کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خشک

(وهامت دوابنا) ای عطشت والهيام العطش و

ہو گئے ہیں (ہامت ودوابنا کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے چوپایہ پیاسے ہیں کیونکہ ہیام کے معنے پیاس کے ہیں

قوله (حدابير السنين) جمع حدبار وهي الناقة

نیز حضرت کا کلام حدابیر السنین اس میں حدابیر حدبار کی جمع ہے اور حدبار وہ

له مسنتون مسنت
کی جمع ہے اور مسنت
قحط زدہ کو کہتے ہیں
۱۲ ۔۱۲ ۔۱۲

التی انضاها السیر فشبه بها السنة التی فشا فیها الجدب

ہے جس کو سفر نے لاغر کر دیا ہو اسی ناقہ سے حضرت نے اس سال کو تشبیہ دی ہے جس میں قحط ظاہر ہوا ہے

قال ذو الرمة

ذوالرمہ عرب کے مشہور شاعر نے کہا ہے

حراجیج ما تنفك الا مناخة علی الخسف او نرمی

یہ وہ سفر کے لاغر بنائے ہوئے اونٹ ہیں جو کبھی سیر و سفر سے جدا نہیں ہوتے مگر اسی وقت جبکہ یہ بیچارے اپنی خوابگاہ پر بیٹھے ہوں

بها بلداً قفرا (وقوله ولا قزع ربابها) القزع القطع

یا انہیں کسی بے آب و گیاہ شہر کی طرف پھینک دیا گیا ہو اور ولا قزع ربابہا میں جو قزع ہے اس سے بادل کے

الصغار المتفرقة من السحاب وقوله (ولا شفان

چھوٹے چھوٹے پراگندہ ٹکڑے مراد ہیں اور حضرت کا یہ کلام کہ ولا شفان ذہابہا

ذهابها) فان تقدیره ولا ذات شفان ذهابها والشفان

یہ پورا جملہ یوں ہے کہ ولا ذات شفان ذہابہا تو شفان

الریح الباردة والذهاب الامطار اللینة فحذف

ٹھنڈی ہوا کو اور ذہاب ہلکی بارشوں کو کہتے ہیں بس اس مقام پر لفظ ذات پوشیدہ ہے

ذات لعلم السامع به

کیونکہ قرینہ سے سامع اس سے باخبر ہوتا ہے

## خطبہ ۱۱۹

اسمیں پیغمبر اسلام کے اوصاف اور آخرت کے احوال کا ذکر فرمایا گیا ہے

اَرْسَلَهُ دَاعِياً اِلَى الْحَقِّ وَ شَاهِداً عَلَى الْخَلْقِ فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ

اللہ نے آنحضرت کو حق جانب دعوت دینے والا اور مخلوق کی فرمانبرداری و نافرمانی کی شہادت دینے والا (رسول) بنا کر بھیجا

رَبِّهٖ غَيْرَ وَانٍ وَلَا مُقَصِّرٍ وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ اَعْدَاءَهُ غَيْرَ

اور انھوں نے اپنے رب کے تمام پیغامات سست اور کوتاہ عمل بنے بغیر (لا انہ توں ) پہونچا دئے اور بیکی راہ میں اسکے دشمنوں سے بلا کسی

وَاهِنٍ وَلَا مُعَذِّرٍ اِمَامُ مَنِ اتَّقٰى وَبَصَرُ مَنِ اهْتَدٰى

کاہلی اور عذر کے جہاد فرمایا وہ (ہر) پرہیزگار کے امام اور رہبر) ہدایت یافتہ کی بینائی تھی

(مِنْهَا) لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ مِمَّا طُوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهٗ اِذًا

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) اگر تم ان چیزوں سے متعلق جنکی غیبیاتیں تم سے پوشیدہ کر دی گئی ہیں وہ جان جاؤ جو میں جانتا ہوں

ل اس شخص کو کہتے ہیں جو بدون عذر عذر خواہ ہو۔

خَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَبْكُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ وَتَلْتَدِمُونَ

اطراف عالم کی طرف اپنے اعمال پر روتے اور اپنے نفوس کی سینہ کوبی کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوتے اور اپنی

عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَتَرَكْتُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا حَارِسَ لَهَا وَلَا خَالِفَ عَلَيْهَا

تمام دولتوں کو اس طرح چھوڑ دو کہ نہ انکی کوئی نگہبانی کرنیوالا ہو اور نہ ان پر کوئی تمہارا قائم مقام ہو

وَلَهَمَّتْ كُلَّ امْرِءٍ نَفْسُهُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِهَا وَلٰكِنَّكُمْ

نیز تم میں سے ہر شخص کو اسکا نفس بھی ایسا رنجیدہ بنا دے کہ وہ اسکے غیر کی طرف توجہ ہی نہ کر سکے مگر تم تو

نَسِيتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ وَأَمِنْتُمْ مَا حُذِّرْتُمْ فَتَاهَ عَنْكُمْ رَأْيُكُمْ

جو چیزیں تمہیں یاد دلائی گئی تھیں انھیں بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا ان سے بےخوف بن گئے سو

وَتَشَتَّتَ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ وَلَوَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ فَرَّقَ بَيْنِي وَ

تمہاری رائیں پریشان اور تمہارے امور پراگندہ ہو گئے میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنَكُمْ وَأَلْحَقَنِي بِمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِي مِنْكُمْ قَوْمٌ وَاللّٰهِ

جدائی ڈالدے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہیں بخدا یہ وہ لوگ تھے

مَيَامِينُ الرَّأْيِ مَرَاجِيحُ الْحِلْمِ مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ مَتَارِيكُ

جو بابرکت رائے دینے والے بے انتہا حلیم و بردبار حق گو اور وہ برائیوں کے ترک

لِلْبَغْيِ مَضَوْا قُدُمًا عَلَى الطَّرِيقَةِ وَأَوْجَفُوا عَلَى الْمَحَجَّةِ

کر دینے والے تھے جو سبقت فرما بکر شریعت کے راستہ پر گذر گئے صراط مستقیم کو تیز رفتاری سے طے کیا

فَظَفِرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ أَمَا وَاللّٰهِ

اور ہمیشہ باقی رہنے والی (رحیم) آخرت (جنت) اور خوشگوار (و باقی) کرامت کیساتھ کامیاب ہو گئے آگاہ ہو جاؤ

لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ يَأْكُلُ

تم پر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وہ لڑکا یقینی طور پر تسلط حاصل کریگا جو اپنے دامن کو زمین پر خط دینے والا (متکبر) اور دین سے منحرف ہو

خَضِرَتَكُمْ وَيُذِيبُ شَحْمَتَكُمْ إِيْهٍ أَبَا وَذَحَةَ

یہ تمہاری سبزی (سرسبز دنیا) کو کھا جائیگا (تباہ کر دیگا) اور تمہاری چربی گھلا کر تمہیں (لاغر بنا) دیگا اے خنفسا کالے بیگ کے باپ (حجاج خنفسا)

اقول الوذحة الخنفساء وهذا القول يومئ به الى

(علامہ رضی فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ وذحہ سے مراد خنفسا ہے اور اس کلام سے حضرت نے حجاج کی جانب

الحجاج وله مع الوذحة حديث ليس هذا موضع

اشارہ فرما رہے ہیں جس کا خنفسا کیساتھ ایک قصہ (نقل کیا گیا) ہے مگر یہاں اس کے تذکرہ کا محل

ذکرہ

نہیں ہے

۱۵ اس کلام میں امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے مستقبل بعید میں رونما ہونے والے ایک تاریخی واقعہ کیجانب اشارہ فرمایا ہے جو آپ کے غیبی امور سے مطلع ہونیکی ایک واضح ترین مثال ہے اسکی تفصیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ حجاج ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ اتفاقاً ایک کالا بیگ اُسکے مصلے کی طرف نظر آیا اس نے پہلے تو مصلے کے قریب آنے سے اس کو روکا لیکن جب وہ بار بار پیچھے دفع کئے جانیکے باوجود آگے بڑھتا رہا تو اسنے اُسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینکدیا اس واقعہ کے تھوڑی ہی دیر بعد اسکے ہاتھ پر ورم آگیا اور پروردگار عالم نے جس طرح نمرود کی خدائی کا دعویٰ غلط کرنے کیلئے اپنی مخلوقات ہی سے ایک بہت چھوٹی سی مخلوق مچھر کے ذریعہ سے ہلاک کر دیا تھا اسی طرح ابن ظالم وجابر اموی خلیفہ کی سفاکیوں ظلم آمیز و رسم کوششوں کی پاداش میں اپنی ایک حقیر ترین مخلوق خنفسا کے ذریعہ ہلاک کر دیا بعض اہل تاریخ کی تحقیق ہے کہ حجاج مخنث تھا اور اسکی عادت تھی کہ کسی خاص لذت کے حاصل کرنیکے لئے خنفسا یعنی کالے بگ کو اپنی کنارہ سرین پر رکھکر اسے کاٹنے کا موقع دیتا تھا ایک عرصہ تک اسکا یہ شغل ابو جہل کے مانند جاری رہا اور بالآخر یہی چیز اسکی ہلاکت کا ذریعہ بن گئی علامہ ابن ابی الحدید نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ میرے ذہن میں اسکے ایک اور معنی بھی آتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عادت عرب میں چونکہ داخل تھی کہ وہ جب کسی کی عظمت کا اظہار کرتے تھے تو اس کیلئے اچھی کنیت استعمال کرتے تھے اور اگر کسی کی تذلیل مقصود ہوتی تھی تو اس کے واسطے حقیر کنیت استعمال کیا کرتے تھے مثلاً اگر کسی کی بہادری کی تعریف کا محل ہوتا تھا تو وہ اس کیلئے ابو الہیجا اور اگر کسی مذمت کا موقع ہوتا تھا تو اس کے لئے ابو وذحہ جیسے الفاظ استعمال کرتے تھے یہاں بھی حضرت کا مقصود صرف واقعہ کی خبر دینا نہیں بلکہ حجاج کی توہین کرنا ہے۔

## خطبہ ۱۲۰

اسمیں حضرت نے اپنے اصحاب کی خدا کی راہ میں جان چرانے اور مال کیسا تھ کنجوسی کرنیکی مذمت کی ہے

فَلَا اَمْوَالَ بَذَلْتُمُوْهَا لِلَّذِيْ رَزَقَهَا وَلَا اَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ

نہ اپنے مالوں کو تمنے اس ابند مقصد میں خرچ کیا جسکیلئے اللہ نے تمھیں یہ مال عطا کئے تھے نہ نفسوں کو اس بلند مرتبہ خدا کے حاصل کرنیکے

بِهَا لِلَّذِيْ خَلَقَهَا تَكْرُمُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَلَا تُكْرِمُوْنَ

لئے (جہاد کے اس) خطرہ میں ڈالا جسکے لئے اس نے انھیں خلق فرمایا تھا خدا کے دین کے طفیل میں تمہاری عزت کی جاتی ہے

اللّٰهَ فِيْ عِبَادِهٖ فَاعْتَبِرُوْا بِنُزُوْلِكُمْ مَنَازِلَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

لیکن تم اسکے بندوں کے درمیان اسکی تعظیم نہیں کرتے تو جو لوگ تم سے بیشتر (اس دنیا میں) تھے انکی منزلوں میں سکونت

وَانْقِطَاعِكُمْ عَنْ اَوْصَلِ اِخْوَانِكُمْ

پذیر ہونے اور اپنے نزدیک ترین بھائیوں سے علیحدہ ہو جانے (کی آفت) سے عبرت حاصل کرو

## خطبہ ۱۲۱

اسمیں حضرت نے اپنے اصحاب کی مدح فرمائی ہے

اَنْتُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ وَالْاِخْوَانُ فِي الدِّيْنِ

تم حق کے مددگار دین میں ایک دوسرے کے بھائی جنگ کے

وَالْجُنَنُ يَوْمَ الْبَاْسِ وَالْبِطَانَةُ دُوْنَ النَّاسِ بِكُمْ

دن حفاظت کرنیوالی سپریں عام لوگوں کے نزدیک مجھ سے خاص تعلق رکھنے والی ہستیاں ہو تمہارے ہی ذریعہ سے میں

اَضْرِبُ الْمُدْبِرَ وَاَرْجُوْ طَاعَةَ الْمُقْبِلِ فَاَعِيْنُوْنِيْ

حق سے منہ موڑنیوالوں کو مارتا اور اسکی طرف بڑھ کر آنے والوں کی فرمانبرداری کی امید کرتا ہوں

بِمُنَاصَحَةٍ خَلِيَّةٍ مِنَ الْغِشِّ سَلِيْمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ

تو تم میری شائبہ عیب سے خالی اور شک سے بری اخلاص کے ساتھ اعانت کرو

فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ

کیونکہ خدا کی قسم میں لوگوں کی خیر خواہی کرنے میں سب سے بہتر انسان ہوں

---

لہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بندگان خدا پر اپنا فضل ظاہر کرنیکا شرف صرف اس بنا پر حاصل کر سکے کہ تم اسلام کی بدولت خدا کی طرف منسوب ہو گئے تھے تو ظاہر ہے کہ تمھیں خدا کی وجہ سے بزرگی حاصل ہوئی مگر تم لوگ باوجود اسکے اسکی عظمت و توقیر نہیں کرتے ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

# خطبہ ۱۲۲

جس وقت حضرت نے لوگوں کو جمع فرمایا اور منافقوں سے جنگ کرنے پر ابھارا اور انھوں نے

وقد جمع النّاس وحضّهم على الجهاد فسكتوا مليًّا

دیر تک سکوت کیا تو آپ نے فرمایا

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمُخْرَسُونَ أَنْتُمْ فَقَالَ قَوْمٌ مِنْهُمْ

کیا تم لوگ گونگے ہو اس پر ان لوگوں میں سے کچھ نے کہا کہ

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ سِرْتَ سِرْنَا مَعَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ

اے امیر المومنین اگر آپ چلیں گے تو ہم بھی آپکے ساتھ چلیں گے حضرت نے انھیں جواب دیتے ہوئے کہا کہ

السَّلَامُ مَا بَالُكُمْ لَا سُدِّدْتُمْ لِرُشْدٍ وَلَا هُدِيتُمْ لِقَصْدٍ

تمھارا کیا حال ہے کیا تمھیں راہ راست کیلئے درست اور صراط مستقیم کیلئے ہدایت نہیں کی گئی ہے

أَفِي مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِي أَنْ أَخْرُجَ إِنَّمَا يَخْرُجُ فِي مِثْلِ هٰذَا

کیا اس جیسے کام کیلئے یہی مناسب ہے کہ میں نکلوں اس کے لئے تو وہ نکلے گا جسے میں تمہارے

رَجُلٌ مِمَّنْ أَرْضَاهُ مِنْ شُجْعَانِكُمْ وَذَوِي بَأْسِكُمْ وَلَا

بہادروں اور طاقتوروں میں سے پسند کرتا ہوں میرے لئے (ہرگز) مناسب نہیں کہ

يَنْبَغِي لِي أَنْ أَدَعَ الْمِصْرَ وَالْجُنْدَ وَبَيْتَ الْمَالِ وَجِبَايَةَ

میں شہر کو لشکر کو بیت المال کو زمین کے خراج کی تحصیل کو

الْأَرْضِ وَالْقَضَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّظَرَ فِي حُقُوقِ

مسلمانوں کے درمیان فیصلے کرنے اور طلبگاروں کے حقوق میں غور و فکر کرنے

الْمُطَالِبِينَ ثُمَّ أَخْرُجَ فِي كَتِيبَةٍ أَتْبَعُ أُخْرَى أَتَقَلْقَلُ تَقَلْقُلَ

کو چھوڑ دوں اور اسکے بعد ایک لشکر (کی ہمراہی) میں نکلوں اور دوسرے لشکر کو عقب میں لاؤں اور جسطرح خالی ترکش

الْقِدْحِ فِي الْجَفِيرِ الْفَارِغِ وَإِنَّمَا أَنَا قُطْبُ الرَّحَى تَدُورُ

میں تیر جنبش کرتا ہے اسی طرح جنبش کروں میں تو چکی کی کیلی ہوں کہ جب تک اپنی جگہ ہوں

عَلَيَّ وَأَنَا بِمَكَانِي فَإِذَا فَارَقْتُهُ اسْتَحَارَ مَدَارُهَا وَ

اس وقت تک چکی میرے ادہر گردش کرتی رہے گی اور میں جب اپنی جگہ چھوڑ دونگا تو اسکا مدار سرگرداں اور

اضْطَرَبَ ثِفَالُهَا هٰذَا لَعَمْرُ اللّٰهِ الرَّأْيُ السُّوءُ وَاللّٰهِ

چکی کے نیچے بچھی ہوئی کھال مضطرب ہو جائے گی بخدا یہ بہت بری رائے ہے

ك۱ کے لغوی معنے خراج کے ہیں۔۱۲

ك۲ چکی کو سنگ زیریں کو اور بقول بعض شارحین اس کپڑے کو کہتے ہیں جو چکی کے نیچے آٹے کی حفاظت کرنے کے لئے بچھا دیا جاتا ہے۔۱۲

لَوْلَا رَجَائِي الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِي الْعَدُوَّ وَلَوْ قَدْ حُمَّ لِي

اگر میری آرزو دشمن کے قریب ہو چکی، اگر میری تقدیر میں اس سے ملاقات کرنا ہے شہادت کیلئے امیدوار بنتا ہوں گی

لِقَاؤُهُ لَقَرَّبْتُ رِكَابِي ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ فَلَا أَطْلُبُكُمْ

تو میں اپنی سواریوں کو اپنے سے قریب کرکے تم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤں گا

مَا اخْتَلَفَ جَنُوبٌ وَشِمَالٌ إِنَّهُ لَا غَنَاءَ فِي كَثْرَةِ عَدَدِكُمْ

اور جبتک جنوبی اور شمالی ہوائیں چلتی رہیں گی اسوقت تک کبھی تمہاری نہ تلاش کرونگا دیکھو تعداد کی زیادتی کافی نہیں ہے جبکہ

مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ قُلُوبِكُمْ لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ

تمہارے دل اکٹھا ہونے میں کم ہیں میں نے تمہیں اس روشن راستہ کا مالک بنا دیا ہے

الْوَاضِحِ الَّتِي لَا يَهْلِكُ عَلَيْهَا إِلَّا هَالِكٌ مَنِ اسْتَقَامَ

جس پر بس یقینی طور پر گمراہ ہونے والا ہی ہلاک ہو سکتا ہے سنو جسنے استقامت اختیار کی

فَإِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ زَلَّ فَإِلَى النَّارِ[1]

وہ جنت کی طرف اور جسنے لغزش کی وہ جہنم کی طرف جائے گا

## خطبہ ۱۲۳

اس میں آپ نے اپنی فضیلتوں کا اظہار فرمایا ہے

تَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ تَبْلِيغَ الرِّسَالَاتِ وَإِتْمَامَ الْعِدَاتِ

خدا کی قسم میں الٰہی پیغامات کی تبلیغ خدا کے وعدوں کی تکمیل

وَتَمَامَ الْكَلِمَاتِ وَعِنْدَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَبْوَابُ الْحِكَمِ

اور تمام حکمت کی باتوں سے واقف ہوں دیکھو ہم اہلبیت رسول کے پاس حکمت کے دروازے اور

وَضِيَاءُ الْأَمْرِ أَلَا وَإِنَّ شَرَائِعَ الدِّينِ وَاحِدَةٌ وَسُبُلَهُ

دین خدا کی روشنی موجود ہے آگاہ ہو جاؤ کہ دین کی شریعتیں ایک اور اس کے راستے سیدھے ہیں

قَاصِدَةٌ مَنْ أَخَذَ بِهَا لَحِقَ وَغَنِمَ وَمَنْ وَقَفَ عَنْهَا

جو اسے پالے گا وہ حق تک پہنچ جائے گا اور فائدہ پائے گا اور جو نہ پا سکا وہ

ضَلَّ وَنَدِمَ اِعْمَلُوا لِيَوْمٍ تُذْخَرُ لَهُ الذَّخَائِرُ وَ

گمراہ اور پشیمان ہوگا دیکھو اس دن کیلئے عمل کرو جسکے واسطے نیک کاموں کے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں

تُبْلَى فِيهِ السَّرَائِرُ وَمَنْ لَا يَنْفَعُهُ حَاضِرُ لُبِّهِ فَعَازِبُهُ

اور جسمیں راز فاش کئے جائیں گے اور یاد رکھو جسے اسکی حاضر عقل فائدہ نہ دے گی اسے

۱؎ بعض شارحین کے افادہ کے بموجب اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں اپنی عقل سے استفادہ نہ کریگا وہ مرنے کے بعد جبکہ وہ مفقود ہوگی اس وقت اس سے کیا فائدہ حاصل کر پائیگا ۱۲ - ۱۲ - ۱۲

عَنْهُ أَعْجَزُ وَغَائِبُهُ أَعْوَزُ وَاتَّقُوا نَاراً حَرُّهَا شَدِيدٌ وَ

اسکی غائب عقل نفع پہونچانے سے عاجز اور مجبور ہوگی (سنو) اس آگ سے بچو جسکی حرارت سخت

قَعْرُهَا بَعِيدٌ وَحِلْيَتُهَا حَدِيدٌ وَشَرَابُهَا صَدِيدٌ أَلَا

جسکی گہرائی بہت زیادہ جسکا زیور لوہا اور جسکی شراب خون آلودہ پیپ ہوگی اور آگاہ ہو کہ

وَإِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ

اللہ لوگوں کے اندر انسان کا جو ذکر خیر قرار دیدیتا ہے وہ اس مال سے کہیں بہتر ہوتا ہے

خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُورِثُهُ مَنْ لَا يَحْمَدُهُ

جسے یہ اس شخص کے لئے میراث بنا دیتا ہے جو کبھی اسکی تعریف نہیں کرتا

## خطبہ ۱۲۴

۱ عقد مصالح پر غور و فکر کرنے کو کہتے ہیں۔ ۱۲

پہلے امیر المومنین نے حکم بنانیکی مخالفت فرمائی لیکن جب لوگوں کا اصرار بہت بڑھا تو آپنے اسکی مجبوراً اجازت دیدی

وقد قام اليه رجل من اصحابه فقال نهيتنا عن

تو آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ پہلے تو آپ نے ہمیں حکم بنانے سے

الحكومة ثم امرتنا بها فلم ندر اى الامرين ارشد

روکا اور پھر اسکی اجازت دیدی ہم نہیں جانتے کہ ان دونوں امروں میں سے کون امر زیادہ حق سے نزدیک

فصفق عليه السلام احدى يديه على الاخرى

تو یہ سنکر حضرت نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور

ثم قال

پھر ارشاد فرمایا

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ أَمَا وَاللهِ لَوْ أَنِّي حِينَ

یہ حیرانی و سرگشتگی سزا ہے اس کی جو مصالح پر غور و فکر کرنا چھوڑ دے آگاہ ہو کہ بخدا میں نے تمہیں جس وقت

أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي

اپنے حکم کے ساتھ مامور کیا تھا اگر اسوقت میں تمہیں اس ناپسندیدہ امر (جنگ) پر بار کر دیتا جس میں

يَجْعَلُ اللهُ فِيهِ خَيْراً فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ وَإِنِ

خدا تمہارے لئے بھلائی قرار دے رہا تھا اور اس وقت تم اگر سیدھے ہوتے تمہاری ہدایت کرتا اگر ٹیڑھے

اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ وَإِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ لَكَانَتِ

ہوتے تو تمہیں سیدھا کرتا اور اگر انکار کرتے تو تمہارا تدارک کرتا تو یہ چیز زیادہ

اَوْ تُقًى وَلٰكِنْ بِمَنْ وَاِلٰى مَنْ اُرِيْدُ اَنْ اُدَاوِيَ بِكُمْ وَاَنْتُمْ
مگر دستوار ہوتی نظر رہا ہے (کس سے مدد مانگوں اور کس کی طرف رجوع کروں چاہتا ہوں کہ اس مرض کا علاج تمہارے ہی ذریعے کروں
دَائِيْ كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّ ضَلْعَهَا
درانحالیکہ تم خود ہی میرا مرض ہو۔ اور تم سے مدد چاہنے والا ایسا ہی ہے) جیسے کانٹے سے کانٹا نکالنے والا جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کانٹے کا میلان
مَعَهَا اَللّٰهُمَّ قَدْ مَلَّتْ اَطِبَّاءُ هٰذَا الدَّاءِ الدَّوِيِّ وَ
کانٹے ہی کی طرف ہے بارالہا اس جانکاہ درد کے معالج تھک چکے اور کنویں کی رسیوں سے
كَلَّتِ النَّزَعَةُ بِاَشْطَانِ الرَّكِيِّ[1] اَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ دُعُوْا
پانی کھینچنے والے عاجز ہو چکے ہیں (تو ہی بتا) وہ لوگ اب کہاں ہیں جنہیں (رغیب) اسلام کی طرف
اِلَى الْاِسْلَامِ فَقَبِلُوْهُ وَقَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاَحْكَمُوْهُ
دعوت دی گئی تو انھوں نے اسے قبول کیا انھوں نے قرآن کی قرارت کی تو اسکے احکام پر عمل ہی کیا
وَهِيْجُوْا اِلَى الْقِتَالِ فَوَلِهُوْا وَلَهَ اللِّقَاحِ[2] اِلٰى اَوْلَادِهَا وَ
ان کو لڑائی کیطرف جانے کے لئے ابھارا گیا تو وہ اس طرح اسکے مشتاق ہوگئے جس طرح دودھ پلانیوالی اونٹنیاں بچوں کو
سَلَبُوا السُّيُوْفَ اَغْمَادَهَا وَاَخَذُوْا بِاَطْرَافِ الْاَرْضِ
مشتاق ہوتی ہیں انھوں نے تلواروں کو نیاموں سے کھینچ کر گروہ در گروہ وصف بصف ہوکر زمین
زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجَا لَا يُبَشَّرُوْنَ
کے اطراف و جوانب پر قبضے کئے اور (اس سلسلہ میں) کچھ ہلاک ہوئے اور کچھ زندہ بچے (مگر) نہ
بِالْاَحْيَاءِ وَلَا يُعَزَّوْنَ بِالْمَوْتٰى مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ
انھیں زندہ رہنے والوں کی مبارکباد دی گئی اور نہ مرجانے والوں کی تعزیت گریہ و بکا سے انکی آنکھیں خراب
خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ
روزوں کی وجہ سے ان کے شکم خالی دعا (کی کثرت) سے انکے لب پژمردہ بیداری سے
صُفْرُ الْاَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ غَبَرَةُ الْخَاشِعِيْنَ
انکے رنگ زرد (نظر آتے) تھے ان کے رخساروں پر ارباب خشوع کی تیرگی تھی
اُولٰئِكَ اِخْوَانِيَ الذَّاهِبُوْنَ فَحَقٌّ لَنَا اَنْ نَظْمَاَ اِلَيْهِمْ
یہی لوگ میرے (صراط مستقیم پر) گذر جانیوالے بھائی ہیں اور ہمارے لئے سزاوار ہے کہ ہم انکے (وصل کے) پیاسے ہوں
وَنَعَضَّ الْاَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ اِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّيْ
اور انکے ہجر میں اپنی انگلیاں کاٹیں (یاد رکھو کہ) شیطان اپنی گمراہی کے راستے تمہارے لئے
لَكُمْ طُرُقَهٗ وَيُرِيْدُ اَنْ يَّحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً وَ
سہل و آسان بناتا اور تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دینا چاہتا

[1] رکی، رکیہ کی جمع ہے اور رکیہ کنویں کو کہتے ہیں۔ ۱۲

[2] لقاح لقوح کی جمع ہے اور لقوح اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دودھ دینے والی ہو۔ ۱۲

(خ)طیکم بالجماعة الفرقة فاصدفوا عن نزغاته

(ا)جتماع کے عوض میں تمہیں جدائی عطا کرتا ہے تو تم اسکی وسوسہ اندازیوں اور وسوسوں سے منہ موڑ لو

(و)نفثاته واقبلوا النصیحة ممن اهداها الیکم

(ا)ور اس کی نصیحت مان لو جس نے تمہارے جانب اسے ہدیہ بنا کر بھیجا ہے

واعقلوها علی انفسکم

اور اس کو کسی حالت میں بھی فراموش نہ کرو

# خطبہ ۱۲۵

امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے

(ق)اله للخوارج وقد خرج الی معسکرهم وهم مقیمون

(ک)لام خوارج کے سامنے ارشاد فرمایا ہے جب وہ بھیم اپنے انکار

علی انکار الحکومة فقال علیه السلام اکلکم شهد

(ت)حکیم پر تو حضرت ان کے لشکر گاہ کی طرف برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا ہے

معنا صفین) فقالوا منا من شهد ومنا من لم یشهد

(ک)یا تم سب لوگ ہمارے ساتھ صفین میں موجود تھے خوارج نے جواب دیا کہ جی نہیں ہم میں سے کچھ وہاں موجود تھے اور کچھ

(ق)ال فامتازوا فرقتین فلیکن من شهد صفین فرقة

(م)وجود نہ تھے امیر حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو پھر تم دو گروہ بن کر ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاؤ اور جو صفین میں حاضر تھے وہ ایک گروہ

ومن لم یشهدها فرقة حتی اکلم کلا بکلامه ونادی

(م)یں ہو جائیں اور جو وہاں حاضر نہ تھے وہ دوسرے گروہ میں ہو جائیں تاکہ میں ہر ایک سے اسی کے مطابق کلام کروں

(ال)ناس فقال امسکوا عن الکلام وانصتوا لقولی

(ب)ا آواز آپ نے منادی فرمائی اور کہا کہ دیکھو ذرا خاموش ہو جاؤ میری بات کو غور سے سنو

(و)اقبلوا بافئدتکم الی فمن نشدناه شهادة فلیقل

(ا)ور میری جانب اپنے دلوں کے ساتھ متوجہ رہو اور سنو جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اس کے

(ب)علمه فیها ثم کلمهم علیه السلام بکلام طویل منه)

(ب)ارے میں اپنے علم کے مطابق بیان کرے پھر حضرت نے ان سے ایک طویل خطاب فرمایا جس کے کچھ اجزا یہ ہیں کہ

(ا)لم تقولوا عند رفعهم المصاحف حیلة وغیلة ومکرا

(ک)یا تم نے شام والوں کے جیوٹ مکر و حیلہ فریب اور دھوکہ سے قرآن نیزوں پہ بلند

وَخَدِيعَةً إِخْوَانُنَا وَأَهْلُ دَعْوَتِنَا اسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاحُوا

کئے گئے تھے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ ہمارے بھائی اور ہمیں مراعات کیطرف دعوت دینے والے ہیں جنھوں نے ہم سے فسخ بیعت کی خواہش کرتے ہوئے کتاب اللہ

إِلَى كِتَابِ اللهِ سُبْحَانَهُ فَالرَّأْيُ الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالتَّنْفِيسُ

کے دامن میں پناہ لی ہے تو مناسب رائے یہی ہے کہ انکی درخواست قبول ہو اور انکی

عَنْهُمْ فَقُلْتُ لَكُمْ هٰذَا أَمْرٌ ظَاهِرُهُ إِيمَانٌ وَبَاطِنُهُ

تکلیف دور کردیجائے اور میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اس امر کا ظاہر ایمان اور باطن

عُدْوَانٌ وَأَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَآخِرُهُ نَدَامَةٌ فَأَقِيمُوا

کینہ و عداوت آغاز نرم دلی اور خاتمہ ندامت و پشیمانی ہے بہتر یہی ہے کہ

عَلَى شَأْنِكُمْ وَالْزَمُوا طَرِيقَتَكُمْ وَعَضُّوا عَلَى الْجِهَادِ بِنَوَاجِذِكُمْ

اپنے حال پر قائم رہو اپنے راستہ پر جمے رہو سختی کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور

وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَى نَاعِقٍ نَعَقَ إِنْ أُجِيبَ أَضَلَّ وَإِنْ تُرِكَ

چیخنے والا کہ دعا عمرو عاص جو کہ چیخا ہے اسکی طرف (کوئی) توجہ کرو کیونکہ اگر اسکی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کریگا اور اگر اسے

ذَلَّ وَقَدْ كَانَتْ هٰذِهِ الْفَعْلَةُ وَقَدْ رَأَيْتُكُمْ أَعْطَيْتُمُوهَا

یونہی اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا تو خود ہی ذلیل ہو جائیگا یہ جو کچھ بھی کارگذاری تھی میں نے تمہیں دیکھا کہ تمہیں نے اسے (کامیابی کی) صورت عطا

وَاللهِ لَئِنْ أَبَيْتُهَا مَا وَجَبَتْ عَلَيَّ فَرِيضَتُهَا وَلَا حَمَّلَنِي

کی تو بخدا اگر میں نے اسکا انکار کردیا تو نہ اسکی وجہ سے عائد ہونیوالا (کوئی) فرض مجھ پر لازم ہوگا اور نہ اسکے نہ ماننے کے گناہ پر

اللهُ ذَنْبَهَا وَوَاللهِ إِنْ جِئْتُهَا إِنِّي لَلْمُحِقُّ الَّذِي يُتَّبَعُ

اللہ مجھے (مواخذہ کی پشت پر) بار فرمائیگا اور اسکی قسم اگر (جیسا کہ تم کہتے ہو) یہ کام میں نے کیا ہے تو میں وہ صاحب حق ہوں

وَإِنَّ الْكِتَابَ لَمَعِي مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ فَلَقَدْ كُنَّا

جو ہر حال میں پیروی کئے جانیکا مستحق ہے اور خدا کی کتاب میرے ساتھ ہے اسکے تعلق اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ جبسے میں نے اسکا ساتھ دیا ہے کبھی اسے

مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَإِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُورُ

چھوڑا ہی نہیں ہم اسوقت رسول کریم کے ساتھ تھے جبکہ جنگ (کی چکی) ہمارے آبا و اجداد ہماری اولاد

عَلَى الْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَالْإِخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ فَلَا نَزْدَادُ

ہمارے بھائیوں اور قرابتداروں کے درمیان گردش کر رہی تھی پس ہر مصیبت و سختی

عَلَى كُلِّ مُصِيبَةٍ وَشِدَّةٍ إِلَّا إِيمَانًا وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ

پر راہ حق پر سلوک حق کے سامنے سر تسلیم خم کردینے

وَتَسْلِيمًا لِلْأَمْرِ وَصَبْرًا عَلَى مَضَضِ الْجِرَاحِ وَلٰكِنَّا إِنَّمَا

اور زخموں کی تکلیف پر صبر کرنے کے علاوہ ہم میں کسی اور چیز کا اضافہ نہ ہوتا تھا

لہ سے مراد اس مقام پر عمرو عاص و معاویہ ہے۔ ۱۲

نا وَاَهْلُ دَعْوَتِنَا اسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاحُوا

اور ہمیں دعوت کی طرف بلانے والے ہی جنہوں نے ہم سے بیعت کی خواہش کرتے ہوئے کتاب اللہ

سُبْحَانَهُ فَالرَّأْيُ الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالتَّنْفِيسُ

تو مناسب رائے یہی ہے کہ ان کی درخواست قبول ہو اور ان کی

هٰذَا اَمْرٌ ظَاهِرُهُ اِيْمَانٌ وَبَاطِنُهُ

اور میں نے تم سے کہا تھا کہ اس امر کا ظاہر ایمان اور باطن

وَاَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَآخِرُهُ نَدَامَةٌ فَاَقِيْمُوا

م دل اور خاتمہ ندامت و پشیمانی ہے بہتر یہی ہے کہ

الْزَمُوا طَرِيْقَتَكُمْ وَعَضُّوا عَلَى الْجِهَادِ بِنَوَاجِذِكُمْ

راستہ پر جمے رہو سختی کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور

نَاعِقٍ نَعَقَ اِنْ اُجِيْبَ اَضَلَّ وَاِنْ تُرِكَ

والے کی طرف (کوئی) توجہ نہ کرو کیونکہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کریگا اور اگر اسے

هٰذِهِ الْفَعْلَةُ وَقَدْ رَاَيْتُكُمْ اَعْطَيْتُمُوْهَا

ذلیل ہو جائیگا ... تمہیں دے دی ہے

هَا مَا وَجَبَتْ عَلَيَّ فَرِيْضَتُهَا وَلَا حَمَّلَنِي

تو اس کی وجہ سے عائد ہونے والا (کوئی) فرض مجھ پر لازم ہوگا اور نہ اس کے گناہ کا بوجھ

لِلّٰهِ اِنْ جِئْتُهَا اِنِّي لَلْمُحِقُّ الَّذِي يُتَّبَعُ

اور اس کی ... کام ... تو میں وہ صاحب حق ہوں

مَعِي مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ فَلَقَدْ كُنَّا

...

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُوْرُ

کے ساتھ ... ہمارے آباء و اجداد ... اولاد

الْاَبْنَاءِ وَالْاِخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ فَلَا نَزْدَادُ

رشتہ داروں کے درمیان ... مصیبت و سختی

ةٍ وَشِدَّةٍ اِلَّا اِيْمَانًا وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ

حق کے ساتھ تسلیم ... کر دیتے

وَصَبْرًا عَلَى مَضَضِ الْجِرَاحِ وَلٰكِنَّا اِنَّمَا

کرنے کے علاوہ ہم میں کسی اور چیز کا اضافہ نہ ہوتا تھا



اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِي الْاِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيْهِ

لیکن اس وقت ہم اپنے برادران اسلامی سے جنگ کر رہے ہیں صرف اس انحراف کجی شک

مِنَ الزَّيْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاْوِيْلِ فَاِذَا

اور (غلط) تاویل کی بنا پر جو راہ پا گئی ہے اسلام میں داخل ہو گئی ہے اور اب جب کہ ہم کسی

طَمِعْنَا فِي خَصْلَةٍ يَلُمُّ اللّٰهُ بِهَا شَعْثَنَا وَنَتَدَانٰى بِهَا

ایسی خصلت کے آرزو مند ہوں گے جس سے اللہ ہماری پراگندگی کو جمع کر دے اور جس کے ذریعہ ہم اسلامی احکام

اِلَى الْبَقِيَّةِ فِيْمَا بَيْنَنَا رَغِبْنَا فِيْهَا وَاَمْسَكْنَا عَمَّا سِوَاهَا

... سبقت کرتے ہیں ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں تو اسی جانب سبقت کریں گے اور اس کے علاوہ ... سے

# سلسبیلِ فصاحت

## حصّۂ دوم مع ترجمہ و شرح

# نہج البلاغہ

## مع مقدمہ

از ادیبِ عصر علامۂ بے بدل
جناب محمد صادق صاحب قبلہ مدظلہ العالی
آل سرکار نجم العلماء طاب ثراہ